

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_228951**

UNIVERSAL  
LIBRARY

ملاحظة: ١٨٥٨

احمد شہوانی کہ تجانب طلب متضمن جلال حضرت خاتم النبیین

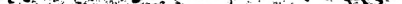
بند نوا گیسو دوازده روزه و دهوی ششم گیسوی خلیفه خورشید بن حسین

روشن چرخ و بی قدس آمد سرو عسیر

# حالاتِ دل گزار

سوانح حبیب و روزگار

خادم صوفی کے اکرام و جلالت کے اعظام و ترغیب و تحفہ مالک فضل اللطیف



جناب کرم محمد عمر صاحب دہلوی ختم الاکوسی البیہد و کرامت کرا کر خاص اپنے شیخین

افضل الحاج واجد في داره طاهر و زكي

**E-Adabiyat-E-Urdu**  
(INSTITUTE OF URDU LITERATURE)  
KHAIRATABAD - HYDERABAD-DN. 4  
(ANDHRA PRADESH)

Hyderabad-A. P.  
25th December 1959

**LEND INDIA OPPORTUNITY FOR TRADE PUBLICITY**

**DON'T MISS IT**

I have pleasure to forward herewith a Folder relating to the Institute (Hindustani) Literature in Hyderabad—an Institution of National Service, more than 25 years ago for Research work in Urdu, Hindi and Telugu.

Thanks to Public appreciation and support that the Institute has been able to erect a building to house its Library, Museum, Assembly Hall, and some research scholars. It is proposed to have the Building inaugurated by the Minister of India.

To mark the event, befitting its importance, it is proposed to publish a bilingual Souvenir (Hindi - Telugu - English and Urdu) which, in view of the quality of its character, is expected to command extensive circulation in India and because of the special significance of the occasion, and the valuable contents that it will contain from writers of note.

In view of its wide publicity, you will no doubt like to avail yourself of the opportunity to publicise your organisation, its products, and manufactures in the Souvenir. The publicity tariff is given at the end of the folder.

For further particulars, please address the Secretary of the Institute.

Yours sincerely,

(P. V. NARSING RAO)  
Secretary, Commercial Publicity

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 بعد حمد خدا و لغت رسول  
 نسخہ اکسیر یا ضحیم  
 گوش کن بامین ظلوم و جہول

میں اس لمعہ اسرار کی تیاری کے لئے جب حضرت محمد ابو الفتح صدر الدین سید بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ تجرید تخلص کے حالات و ملفوظات وغیرہ کو فراہم کر رہا تھا اس وقت میرے یار و فاضل مشہور روزگار میرزا محمد عبدالغفار ملک التجار مالک فضل الاخبار دہلی جو پخت تقاضی ہوئے کہ جب قلد وغیرہ حالات وغیرہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ فراہم کر لیا گیا ہے اسی کی مدد سے لمعہ الاسرار اب جلد مرتب کر کے دیدیا جائے۔ کیونکہ حضور کے عرس شریف جس کا زمانہ قریب تر آگیا۔ اسے چاہ کر اپنے ساتھ ہی لیجانا مقصود ہے۔ کہ باقیہ امر میں نے جو وہ سے ہی ترتیب دیکر تعمیل ارشاد کر دی تھی +

مگر میں اس کے بعد حضور کے اور متعلقہ حالات کا بدستور جو بیاں رہا اور جو کچھ وقتاً فوقتاً آتا گیا اس کے کتابت میں لانا لیا۔ چونکہ اس تہوار سے عرصہ میں میرے پاس کچھ اور حالات و ملفوظات اکٹھے ہو گئے تھے اور میرزا صاحب ملہ اللہ تعالیٰ کو لمعہ کے مکمل طبع کرانے کی ضرورت واقع ہوئی تو پہر ارشاد ہوا کہ اب طبع ثانی میں دوسرے سرمایہ کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عذیم الفرستی و ضیق اوقات کی وجہ سے فی الفور تعمیل نہ کر سکا۔ اب یکایک اسی آٹن میں اک خانگی حادثہ عظیم میں مجھے مبتلا ہونا پڑا اور اپنی سرکار سے مجھ کو رخصت لینے کی ضرورت پئی۔ بہت روزہ رخصت حاصل ہو جائے پر عالم توحش میں اگر روز قلب کو اشارہ خاص کی بدولت معلوم ہوا کہ رات دن کے اس مائے ہائے سے کیا نتیجہ اور شب روز کی فریاد و فغاں سے کیا فائدہ۔ شکن خاطر طول کے لئے میرزا صاحب کی فرمائش کی جانب متوجہ ہونا چاہیے کہ اس





ہادی ساکب برہہ مستقیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باید مر خدا سے پاک را

نعت شاید ید لولاک را

اما بعد بندہ ضعیف نحیف - فقیر حقیر محمد عمر - ابن حکیم محمد نجفی شیرہ حکیم نجم الدین ہونہی  
 ثم الاوروی مد عا طراز کہ جہاں یہ پہچان تاریخ مبنی اور حالات سلف دریافت کرنے کی  
 طرف خلقی میلان رکھتا ہے - اسی طرح صوفیہ کرام و اولیائے عظام کے حالات و تصنیفات  
 و تالیفات کے مطالعہ کا بھی بالطبع شائق

چنانچہ اسی اثنائے ذوق و شوق کتب مبنی میں دو مین برس ہوئے جب سائل تصوف کا ایک  
 تادرا اوجو مجموعہ گیارہویں صدی کا لکھا ہوا بطریق مستعار معائنہ کے لئے مل گیا تھا کہ  
 چونکہ اس مجموعہ میں ایک رسالہ مجلس حیران نام شوارق انوار کتاب الانام حضرت شہباز  
 بلند پرواز عالم راز سید بندہ نواز - گیسو راز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین  
 محمود اودھی - بلقب روشن چراغ دہلی قدس سرہ نظر آفرز ہوا تو پھر یہ لوگی کتاب آپ کے اور  
 بھی تصنیفات و تالیفات و ملفوظات بہم پہنچانے کے علاوہ کتب سیر وغیرہ سے آپ کی سوانح عمری  
 بھی جہاں تک ہاتھ لگیں اخذ کر کے ہیئت مجموعی ایک رسالہ میں ترتیب دے جائیں تاکہ خاص  
 عام اس سے متبع ہوں اور اپنے لئے بھی ذریعہ خیر و وسیلہ بہبودی آخرت ہو ۴  
 کہ اس ارادہ پورا کرنے کے لئے کتب سیر و متون تواریخ وغیرہ دیکھنا شروع کیا - ذرا ہی ملفوظات  
 کے لئے بھی سعی وافر کی - اگرچہ اثنائے سعی و تلاش میں کوئی مستقل تصنیف آپ کے حالات کے  
 مستقل دستیاب نہیں ہوئے - مگر افسانوں تواریخ و کتب سیر وغیرہ سے جو کچھ ملا اسکا اخذ  
 و انتخاب کرتا رہا ۴

ایما کے ساتھ ہی فوراً میں نے لمعۃ الاسرار کے دیگر الحاقی مضامین کو مرتب کر کے لمعۃ  
میں داخل و شامل کرنا شروع کیا اور اس سرنوشت کو صاف کر کے مجموعی حالت میں ایک نسخہ  
موشطہ نستعلیق لکھ کر میرا صاحب کو دیدیا جو طبع ثانی کی حالت میں نظر انداز ناظرین ہے۔  
میں نے ابتداءً اس رسالہ کا نام لمعۃ الاسرار رکھا تھا مگر میرا صاحب نے سوانح بندہ نواز کا  
اسم اور اضافہ فرمایا چونکہ سوانح بندہ نواز کے ساتھ حالات و گداز کا ربط اچھا تھا اسلئے  
اب حالات و گداز۔ معروف۔ سوانح بندہ نواز کے نام سے اس کتاب کے نام مقرر کیا گیا  
حق تعالیٰ مقبول خاص و عام فرمائے اور اسکی برکت سے میرے جوم غم و آلام کو رفع کرے  
آمین آمین ثم آمین برحمتک یا رحم الرحمین

محررہ بندہ اضعف افقر۔ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ عنہ و الشکر والضرر۔ ابن اعظم الاطباء۔ حکیم محمد مجاہد  
بن حکیم غلام نجم الدین۔ بن حکیم غلام محی الدین بن حکیم حافظ بہاؤ الدین مرحومین مغفورین  
المرقوم تاریخ ۲۶۔ ماہ شوال ۱۳۲۵ھ ہجریۃ النبویۃ۔

مطابق ۳۔ دسمبر ۱۹۰۶ء روز شنبہ

آپ ہی کے آباؤ کے کرام نے جب ہندوستان کی جانب تشریف فرما ہو کر دہلی کی سکونت اختیار کی تو اسکے تعلق یوں بھی آیا ہے کہ حضرت ابی الحسن المجتہدی رحمۃ اللہ علیہ بن سید حسین قدس سرہ ہر اسکے دہلی فتح کرنے کے لئے آئے اور شکر سے شکست کہا کہ جسوقت آپ شہید ہوئے اور یہیں سجدایا زمین دفن کئے گئے تو اس ہنگامہ کے بعد اکیلا دلا دہلی میں آباد ہوئی

### شجرہ نسب مبارک

سید محمد حسینی گیسو راز بن سید یوسف بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن حسین بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید زید بن سید ابی الحسن المجتہدی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن سید محمد بن سید المظلوم امام زید شہید بن امام زین العابدین بن جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام

ارمغانی سلطانی کی مولف محمد سلطان سلمہ الرحمان نے آپ کا شجرہ نسب اس طرح نقل کیا ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن المجتہدی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید مظلوم بن زین العابدین بن حسین اسبط الشہیدین ابوہ ابی الحسن العلی الوصی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اُمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

### ولادت اقدس

چونھی رجب المرجب سنہ ہجری کو دہلی میں آپ کی ولادت شریفہ واقع ہوئی۔ بیاباد خواجہ اولیا کے علاوہ جو تبار بخین لکھی گئیں وہ درج ذیل میں ۵

اشرف اول و آل مر قضا	سنچ دین سید محمد پیشوا	ہاؤ کے محبوب آل بو تراب
نقہ رقم تولید آن شاہ ہدا	مرشد دین ہمایوں گفتہ اند	سال تولیدش لقبی ہفتیا

از ان جا کہ انوار المجالس کا ترجمہ درست نہ تھا اسلئے میں نے پہلے اُسکے ہر ایک موقعہ کے لئے ایک اک سرخی تجویز کی اور پھر اُسکے متعلقہ ترجمہ کو ٹھیک کیا۔ اسی طرح جوامع الکلم کی غلطی کتابت سے پہلے اُسکے قسامات صحیحہ کا انتخاب کیا گیا من بعد ہر اک موقعہ متغیہ کے لئے اک اک سرخی گویا اسرار کا ازل اک معہ قائم کر ساتھ کے ساتھ ہی ترجمہ سے سبکدوش ہو۔ اس لئے

جلیل سعی شتاب کار کو سوانح بندہ نواز کے اسم سے موسوم کر کے پیش کیا ہے

چو حرفه پسند آیدت از هزار	بمردی که دست از لغت برد	تو نیز از بدی بپیشی اندر سخن
بخلق جهان آفرین کار کن	الا اسه خود مند فرخند خو	هنرمند نشینده ام عیب جو

و هو عليم الاحسان عليه التوكل واليه التكلان حسبى الله ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير

نسب شریف حضرت سید بندہ نوار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسینی سادات سے ہیں۔ شجرہ نسب اٹھارہ واسطے سے جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے آباؤ آپ کے ملک عرب سے سلطان علاء الدین مسعود کے عہد سلطنت میں دار و ہند وستان ہو کر ٹکٹن دہلی ہوئے اور رضا صاحب ہی سے ممتاز و محقر ہوئے مگر آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی عرف سید راجا المشہور راجہ قتال قدس سرہ

[illegible]

سلطان المشایخ و دونوں بزرگواروں سے سنکر آپ کو بھی شوق ارادت پیدا ہوا۔ مگر اسی زمانہ میں حضرت سلطان المشایخ کا وصال ہو چکا تھا اور شوق تحصیل علوم باطنیہ آٹا فانا آپ کے قلب میں ترقی پذیر رہتا تھا اسلئے حضرت سلطان المشایخ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمد الحال مشہد روشن چراغ دہلی کی جانب میلان خاطر ہوا یعنی آپ کے گیارہ برس کی عمر تھی کہ باجنوب شوال ۸۳۵ ہجری میں آپ کے والد ماجد کا واقعہ وصال پیش آیا اور قلعہ دولت آباد سے تین کوس کے فاصل پر خطیرہ مقابر بزرگان دین بیرون حصار و ضلعہ مدفون ہوئے زان بعد والد ماجد کو ضرورۃً دہلی آنا پڑا آپ بھی ہمراہ تشریف لائے اور سوہویں سال ۸۳۷ ہجری المرجب ۱۳ ہجری کو حضرت روشن چراغ دہلی سے اپنے بہائی حضرت سید چندا رحمۃ اللہ علیہ سمیت صرف بیعت حاصل فرما کر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور سید شرف الدین کیتلے - مولانا امام ہام تلج الدین بہادر - قاضی عیسیٰ مقتدر بن قاضی رکن الدین الشرحی الکنہدی وغیرہ حضرات سے تحصیل و تکمیل علوم ظاہری بھی دیکھ رہے۔

جب اس تحصیل و تکمیل سے فراغ حاصل ہوا تو پہر آپ کلی طور پر اکتساب علوم باطنی کے طرف متوجہ ہوئے اور ابتداً بیعت سے تا انقراض زمانہ حیات مرشد کہ تیرہویں رمضان المبارک ۸۵۷ ہجری بعض لوگوں کا جو خیال ہے کہ حضرت سید جندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سیدہ یوسف بن علی بن محمد الحبشی الدہلوی لکھنؤ آبادی مشہور راجہ خاں کا شہیدہ جو بی بی مرصا ہوا اور بی بی میں دفن ہوئے۔ نواح سجدہ کی جو سید یوسف کی دیکھ رہے ہوتے تھے کہ ان کو جو صحیح نہیں سیکھ کر میر غلام علی آزاد مگر اسی وقتہ لادیا میں صاف لکھتے ہیں کہ سید یوسف نے ہنگامہ برہمن نے دہلی میں والد تشریف آور ہونے پر چھ ماہ و خصال سلسلہ میں تین و چار دن دلی حق را الیک اجابت گفت مرقد منورہ بیرون حصار و ضلعہ مقتدر واقع شدہ ہر ششہ نقیان موبہ گورگہر عطاء و نظام کن فخر مدعا کی بیخبری ہوئی محمد سلطان سلا الرحمن بی بی انبی کی آپ سلطان مرقد بیرون گورگہر میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے عمر گیارہ سال کی ہی سوئے آپ کے والد ماجد حضرت یوسف قدس سرہ نے دولت آباد میں آپ کی رفاقی سے بجا رحمت باقی رحمت فرمائی آٹا فانا ایسا محزون - فرما رہا کہ کیا خلد آباد و خریف میں موجود دولت آباد سے متصل ہے ۱۲ من لکھتے ہیں اس وقت میں اس طرح ایسا نصیری کی گئی ہے کہ حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی بانی مالک المرکبہ اہم ستونی سے کہ یہ خاطر ہو کہ غلط و غصب کی حالت حضرت و حضرت کے بڑے بیانی سید چندا رضی اللہ عنہما کو لیکر دلی وادہ ہوئی سرسے میں قیام فرمایا = من مولفہ =

سید بندہ نواز کی عمر شریف ہنوز چار سالہ تھی کہ دہلی سے آشوب فتنہ و فساد بلند ہوا اور آپ کے جد و پدر بزرگوار نے دہلی چھوڑ کر دکن کی جانب سفر اختیار کیا اور دولت آباد میں کچھ عرصہ قیام کیا اور پھر دہلی کی طرف لوٹ آئے۔ اس وقت دہلی کے حکمران محمد سلطان ارغوانی کے مولف اس موقعہ کو ہنوز ہی صریحہ کے ساتھ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت کی عمر چار سالہ تھی تو اس وقت محمد تغلق بادشاہ دہلی نے اپنا پایہ تخت دہلی کی جگہ دولت آباد قرار دیکر دہلی کے رہنے والوں کو دولت آباد جانیکا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کے والد ماجد حضرت سید یوسف قدس سرہ عرف سید راجہ اپنے کنبہ سمیت ۲۰۔ رمضان المبارک ۸۷۳ھ ہجری میں دہلی سے چل کھڑے ہوئے اور تقریباً چار مہینہ کے بعد یومِ پنجشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۸۷۴ھ ہجری کو دولت آباد میں پہنچے یہاں قیام فرمایا۔ یہاں کے سلسلہ قیام اور اپنی صغیر سنی میں آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ چھ ماہی سال تھا کہ روزِ نماز کے پابند ہو گئے۔ ساتویں برس قرآن شریف حفظ کر لیا۔ جد امجد کی خدمت میں رہ کر کسبِ علوم کی بنیاد ڈال لی۔

چونکہ آپ کے والد ماجد اور حضرت جد امجد دونوں حضور سلطان المشائخ سلطان نظام الدین  
اولیاء و قدس سرہ العزیز کے ارادت مندوں میں داخل تھے اسلئے اکثر مناقب فضائل حضرت  
علیہ اسی زمانہ ابتدائے تعلیم میں لکھ کر آپ مقصود و قدوری پڑھتے تھے ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ ناگزیر میں جب کوہ سے  
سمو میں ملے ہیں پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں یا زانو اور جب سمو سے اٹھتے ہیں تو اول ہاتھ اٹھاتے ہیں یا زانو چونکہ آپ نے اس وقت  
پرسند نہیں پڑھا تھا اسلئے مستفسر سے فرما کر خود دیکھ لیا تا جواب آیا جاوگا خود اس کے لئے مسجود میں بیٹھ کر زانو اٹھا کر دیکھ کر پتہ چلے گا کہ پہلے  
کیونکہ زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں  
جواب یہ نکلا کہ پہلے زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں یا زانو اٹھا کر پہلے سر پر رکھتے ہیں  
خوش ہوتے ہوئے والد ماجد کا کہیں آؤ اور ان سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کی شکل و خصال و حیرت کا اعادہ کیا کہ انھیں  
جا ہی جو کہ حضرت کے ادا تھا۔ لے تصدیق فرمایا کہ یہی حضرت خواجہ ہی تھے۔

داخل ہوتے اور آپ اپنے حجرہ میں آکر وظائف معمولہ چشتیہ میں مصروف رہتے تھے کہ  
 بہر کا وقت آجاتا پھر حضور کی مجلس آہستہ ہوتی اور آپ با وضو ایک ساتھ دزارا ہو کر  
 کلمات طیبات کو سماعت فرماتے رہتے اور آنسوؤں کی قطار آپ کے آنکھوں سے جاری رہتی  
 بعد اختتام مجلس حضرت شیخ کے ہمراہ عصر کی نماز ادا کر کے مغرب تک تسبیح و تحمیل میں مشغول رہتے  
 زان بعد نماز مغرب نوافل ادا بین سے فرصت پا کر طالبان راہ مولد کی تعلیم میں مصروفیت  
 رہتے بعد نماز عشا و افرا کر برائے مدت حاضر میں سے کچھ تناول فرماییتے اور سو جاتے  
 پھر ٹھیک آدمی رات کو اٹھ کر پہلے آپ وضو کرتے اور پھر حضرت شیخ کو وضو کراتے حضرت  
 شیخ بعد وضو داخل حجرہ ہو کر یاد الہی میں مصروف رہتے اور آپ تہجد کی رکعات ادا کر کے  
 حجرہ کے باہر دیوار سے پشت لگا کر علیحدہ ذکر و شغل فرماتے رہتے پانی کا آفتابہ پہنچتی  
 وغیرہ اس غرض سے آپ کے پاس رہتے کہ جب حضرت مخدوم صبح کی نماز کی لئے حجرہ سے باہر

تشریف لائیں تو اس وقت کی وضو کے لئے سامان تیار رہے ۛ  
 مکرم اخلاق و علم و تواضع کا مجمل بیان اور خطا و دیو سے تھوکی عملی  
 نقل ہے کہ اک روز آپ کے مرشد حضرت شیخ نصیر الدین چرنگ دہلی جو ڈول میں سوار ہو کر جو  
 قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر فاسخ خوانی کے لئے جانے لگے  
 مریدان خوش اعتماد نے جوں ہی حسب معمول جو ڈول کو اپنے لپٹے کندھوں پر اٹھانا  
 چاہا آپ نے یہی شرکت کا ارادہ کیا اپر حضرت مخدوم نے فرمایا کہ سید محمد تم کندھانہ لگاؤ  
 آل رسول ہو آپ نے ابدیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضور میں سید حسینی آپ سید حسنی۔ میں اہل  
 است آپ اہل نیابت۔ میں مرید آپ پیرو میں خادم آپ مخدوم پس جب پردہ کا عالم  
 نے حضور کو ہر طرح کی بزرگی عطا کی اور واجب تعظیم بنایا پھر میں اس خدمت سے کیوں



ہجری ہوتے ہیں اکیس برس تین مہینے کمال ریاضات و مجاہدات سے مبادئی سلوک کو  
اتہنائے وصول تک پہنچاتے رہے۔

ایام سیر سلوک میں جو واقعات آپ کو پیش آئے ہتے وہ آپ پر کی خدمت میں عرض کرتے  
ارشاد ہوتا کہ ستر برس کے بعد اس نوعمر ہو نہا رڑ کے لئے ہمارے پچھلے معاملات و مکاشفات  
ہلکے یاد دلا دیئے اور از سر نو عشق مولائی شورش کو تازہ کر دیا۔

کل حضرات صوفیہ متفق تھے کہ سید بندہ فواز کو جوانی ہی میں بیران و اصل۔ عارفان  
کامل کا مقام حاصل ہو چکا ہے۔

ایک روز ایک شخص نے اشارہ آپ سے ملکر دریافت کیا کہ اب آپ نے کونسے مقام تک  
رسائی کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور کی  
رسائی ہو چکی وہاں سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں مگر رستہ نہیں ملتا۔

### تقسیم اوقات و خدمات پیر کی مختصر کیفیت

حضرت شیخ کی زندگی میں آپ کا معمول تھا کہ روزانہ علی الصبح اوٹھ کر اول حضرت مخدوم  
کو وضو کراتے پھر آپ غوردار کر نماز صبح جماعت سے ادا کرتے اور جب تک حضرت شیخ کو ورد  
و وظائف سے فرصت ہوتی آپ طلباء راہ سلوک کو تعلیم دیتے بیٹھے اور جب حضرت شیخ کا بار  
منقذ ہوتا آپ بھی شامل دربار عالی ہو کر حضور کی کلام فیض الہیام سے استفادہ حاصل فرماتے  
جو وقت دربار برخواست ہو جاتا اور حضرت شیخ داخل حجرہ ہو کر مشغول الہی المہ ہوتے آپ بھی  
حجرہ مبارک کے گوشہ میں ٹھہر کر یاد مولانا فرماتے رہتے۔ پھر بعد اوائے نوافل چاشت قدر  
قیلولہ فرما کر تلاوت قرآن مجید کا معمول ادا ہوتا من بعد ظہر کی نماز کے لئے اول آپ وضو  
کرتے پھر حضرت مخدوم کو وضو کراتی جب نماز ظہر سے فرصت ہو جاتی تو حضرت شیخ اپنے حجرہ میں

**نقل** ہے کہ دلی کے پرانے قلعہ کے ایک مکان میں سے بارش کے موقع پر راجہ اسوہما کے عہد کی ایک تانبے کی لوح پر کچھ کہودی ہوئی عبارت ملی جس سے یہ شخص تمام آستانہ معلوم ہوا کہ یہاں کہیں رہا جو اس کا خزانہ ہے مگر مضمون میں جو خاص موقع کے متعلق آستانہ اشارہ رکھا تھا جب کسی کی سمجھ میں نہ آیا اور قیاسی طور پر مکان کے اداہر و دہر کی زمین کہو دانی سے بھی و فیض کا پتہ نہ لگا تو آخر الامر یہ رکھ قرار پائی کہ حضور روشن چراغ دہلی کی خدمت میں عرض کیا جا کہ وہ اپنے کشف طعن سے خزانے کا موقع دریافت فرمائیں چنانچہ حضور کی خدمت میں سلطان کی جانب سے پیام بھیج دیا گیا جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ خزانے کا دسواں حصہ حضور کے ہی پیشکش ہو گا۔

برندہ پیام نے حاضر بارگاہ حضور ہو کر عرض کیا حضور نے سنکر مسکرم کے ساتھ اول فرستادہ نشانہ سے فرمایا کہ دلی کے معاملہ کا دلی و آہی پتا لگائیں گے مگر یہ حضرت بندہ نوازی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بابا ہم تم سلطان کی شہر میں رہتے ہیں آج اسکا یہ مطلب پڑا ہے ہمیں مال بال مناسب نہیں تم اس کام کو انجام دو۔

آپ نے عرض کیا بہتر ہے چنانچہ آپ قلعہ مذکور میں تشریف لیگے اور جس مکان کے اندر سے لوح برآمد ہوئی تھی اسکا معائنہ و ملاحظہ کیا۔ جب صدر الان میں تشریف لیگے تو اسکی چیت کو دیکھ کر فرمایا کہ وسط میں سے یہ چیت کہو دنی چاہیئے لوح کی تحریر کے موافق یہاں سے خزانہ نکلے گا وزیر حاضر بارش موقع نے سلطان کے رفع تردد کے لیے آپ سے مضمون لوح کے سمجھنے کی درخواست کی آپ نے عقدہ مالا نخل کو اس خوبی سے حل کیا کہ سب نے مان لیا اور چیت توڑی گئی۔ چیت کے ٹوٹتے ہی خزانہ نکل آیا آپ حضار سے سلام علیک کر کے رخصت ہوئے اور پھر حضور کی خدمت میں آکر آپ نے سارا حال عرض کیا۔

دوسرے روز بادشاہ نے حسب عقدہ خزانے کا دسواں حصہ حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجا جس نے

محمود رکھا جاؤں کہ اس کلام صداقت لیتا م کے سنتے ہی حضرت محمود صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ باہم مختار ہو چکا ہے اس کے آپ بھی جو ڈول کے اٹھانے میں شامل ہونے لگے۔  
 نقل ہے کہ ایک دریاپ کو تہجد کی نماز کے بعد کسی قدر غنودگی آگئی دیکھا کہ والد ماجد فرماتے ہیں  
 اسے فرزند مکان سکون کے صحن میں نیم کے درخت کے نیچے رویوں کا جو بچہ ہے اور وہی میں اتر فوں کی  
 ایک ٹیگ بھی رکھی ہوئی ہے اس کو نکال اور اپنے خچ میں لا صلیح اپنے اس غاب کو حضرت شیخ کی  
 خدمت میں عرض کیا حضرت نے مراقبہ فرما کر ارشاد کیا کہ یہ خواب نہیں ہے بشار ہے رقم موجود مکان  
 نو اور کام میں لاؤ۔

اپنے عرض کیا کہ یا محمود میں تو کینے دینا کے مال و منال کو چھوڑ چکا یہ دولت میرے کس کام کی ہے  
 حضرت نے پھر فرمایا کہ گو تھو دنیا دوں کی نعمت سے نفرت بھی مگر اولاد پرانے حکم کی تعمیل  
 واجب ہے تم رویہ نکلو اگر خدا کی رستہ ہی میں تقسیم کر دینا نامہ اعمال میں ثواب تو درج ہو گا۔  
 کہ مجبوراً بتبع امرا اپنے برسر موقع جا کر تمام مال و متاع - زرقہ - نکلوایا اور ساکین و فقرا کو  
 تقسیم فرما کر غسل کیا۔ ملبوس ملا۔ کہتہا نقل ہی اس لئے واکیں کہ اس بارگاہ سے سبکدوش ہوا۔  
 نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے کہ دن اپنے ایک امیر محمد جعفر نامی کی معرفت اپنے خدمت  
 میں یہ پیام بھجوا یا کہ یا حضرت دلی کے بادشاہوں سے آپ کے بزرگوں کا ہمیشہ تعلق رہا، اور وہ لوگ  
 شہا صلیب پر ممتاز نہ کر سکتا رہے ہیں آپ بھی اگر میرے پاس آئیں تو میں آپ کو اپنے امرا میں مل  
 کروں اور ایسا منصب دوں کہ جواب کی اوقات کا بھی غل نہ ہو۔

اپنے اس پیام کو سن کر فرمایا کہ بادشاہ سے سلام کے بعد کہنا کہ اول تو میں دینا کے مال متاع کو  
 سانپ اور آگ کی جگہ سمجھتا ہوں دوسرے خواجہ نصیر الدین محمود کی غلامی کے آگے شردت امارت  
 کیا چیز ہے میں قیروں میرا یہ کام ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے دعا خیر کروں۔

اسی موقع کے متعلق خواجہ گل محمد احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ سیر لا دلیا کے نکلے موسومہ  
ذکر الاصفیاء فی منقبت شمس الہدیٰ میں ایسا لکھا کہ۔ اما سید انشرف جہانگیر منانی قد  
سرہ در مکتوبے نوشتہ است کہ سدا کے دراز گیسو بغایت عالی السبب عالی شان اند  
سلسلہ حضرت سید گیسو راز با ایشان میرسد و لقب گیسو راز در ہندوستان یافتہ  
بلکہ در ولایت یافتہ اند۔ پہر یہ ہے کہتے ہیں کہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو راز  
بالکے شیخ برداشتہ بود گیسو کو اوشان حلق ماندہ راز۔ آنحضرت گیسو راز میگفتند و شیخ  
در حق ایشان دعا فرمود کہ سلاطین زمان بالکے شتا خواہند شد

خاص آپکے بیان کردہ وجہ تسمیہ گیسو رازیوں عروسی ہے کہ جب اول ہی اول آپ اپنے  
پیر کی خدمت میں حصول ارادت کے لیے حاضر ہوئے تو اسوقت حضرت پیر بالا خانہ پر  
تشریف فرما تھے۔ آپ بچے ٹھہرے رہے جموعت خادم نے اگر دریافت کیا کہ سید محمد  
کون ہیں نو وہاں اسوقت اس نام کے اور بھی کئی شخص موجود تھے ہر ایک نے کہا کہ میں ہوں  
خادم خیران ہوا کہ کسویہاؤں۔ اتنے ہی میں آپ نے بھی کہا کہ میں ہی سید محمد ہوں مجھ کو  
خادم نے واپس جا کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ دو تین شخص سید محمد نامی حاضر ہیں  
ان میں سے کس کو بلاؤں تب حضور نے فرمایا سید محمد گیسو راز کو  
چنانچہ خادم نے اگر اول دریافت کیا کہ سید محمد گیسو راز کون ہیں اور پھر امتیاز کر کے آپ کو  
ساتھ لیگیا اسوقت سے آپ گیسو راز کے لقب سے ملقب ہو گئے

### وجہ تسمیہ بندہ نواز

نور ضیٰ نے لکھا ہے کہ دہلی کے چھوڑنے پر حالت سفر ٹھہرنے میں جسوقت حضرت روشن رخ  
دہلی کے چوڑول کے ڈھنسے کے نیچے آپ کے زلف کے بال بے اور ان سے خون جاری ہو کر

فرمایا کہ یہ حق سید بندہ نوار کا ہے :

جب آپؐ کہلایا کہ حضرت مخدوم کا یہ ارشاد ہے تو آپؐ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غلام تعمیل حکم کے لئے گیا تھا روپیہ لیکر کیا کرے۔ اس پر حضرت شیخؒ نے فرمایا بیلو فقرا کو تقسیم کر دینا آپؐ پہر دست بستہ عرض کیا کہ سلطان نے روپیے کی نذر کرنیکا حضورؐ سے وعدہ کیا تھا اب حضورؐ ہی جو چاہیں کریں میں اس کمپنی پونجی کی دلالی بھی کرنا نہیں چاہتا کہ آخر کار حضرت شیخؒ نے سید سلطانؒ کے پاس پہچو دیا کہ فقرا اور سالکین کو تقسیم کرادو

نقل ہے کہ ایک موقع پر سلطان دقت کی کبیڈہ خاطر ہی سے حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کو دہلی چھوڑنی تھی اور سفر ٹھہرہ پیش آیا چنانچہ جب چوڈول کی سواری میں آپؐ سوار ہو کر قطع منازل کرتے ہوئے مارنول کے قریب گزرے تو اس وقت چوڈول کا ڈنڈہ حضرت بندہ نوار کے کندھے پر رکھا ہوا تھا اور زلف کے بال ڈنڈے کے نیچے دبکر کچ رہے تھے مگر پیاس ادب آپؐ نے نہ کندھا بدلا نہ بال علحدہ کئے۔ جب آپؐ کی سواری فام سرحد مارنول میں پہونچے اس وقت حضرت مخدوم کو شیخ محمد ترک مارنولی کا فیضان معلوم ہوا اور آپؐ چوڈول سے اترے کیا دیکھتے ہیں کہ سید بندہ نوار کی زلف سے خون ٹپک رہا ہے اس وقت آپؐ حضرت سید کی طرف مخاطب ہوئی اور فرمایا کہ بابا خیر ہے آپؐ نے عرض کی کہ حضور خیر ہے مگر حضرت کے برادر زادہ سید علاء الدین صاحب طمس ہو گئے کہ حضرت سید کی زلف کے بالی چوڈول کے ڈنڈے کے نیچے دبکر کچلے تھے پاس ادب کی وجہ سے انہوں نے نہ کندھا بدلا نہ بال نکالے ایلئے زلف سے خون جاری ہو گیا۔

کو اس پر غایت عنایت و میثاق سے حضرت مخدوم نے آپؐ کو گلے لگایا اور فرمایا ۵

ہر کو غلام سید گیسو درآرشد	واللہ خلافت است کہ اعون شقاوت
----------------------------	-------------------------------

موجودہ اتر ہو جائے۔ پس میں دہلی رہ کر ان مصائب کو جو دہلی پر گزرنے والے ہیں نہیں دیکھ سکتا  
الغرض آپنے ایک کی نہانی اور بغیر مصمم پہلے روحانیت حضرت بیر سے مرخص ہو کر سلطان المشغیخ  
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر فاتحہ رخصت پڑھے

پھر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر اور روحانیت  
خواجہ سے استمداد ہمت چاہی۔

من بعد مزارات خلفائے حضرت خواجہ موصوف بہ مزارات حوض شمس عقب عید گاہ کہنہ پر فاتحہ پڑھتے  
ہوئے بعالم روحانیت تمامی زندگان و اولیائے کبار سے رخصت حاصل کر کے رات بھر اولیا سوجھیں  
مشغول الی اللہ رہے علی اصباح اجیر شریف کی طوٹ غلام سفر ہوئے اور بعد طے منازل دسویں دن  
حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجیری قدس اللہ سرہ الغریز کے آستان  
کرامت نشان پر حاضر ہونے کا موقع ملا

اول فاتحہ ادا کی اور پھر مراقب ہو کر حضرت خواجہ سے فیضان باطن حاصل کیا۔ اسی طرح تین روز  
تک برابر حاضر باش باب عالی رہ کر گونا گونا گونے کے راستے سے متمتع ہوئے رہے

چوتھے دن آپنے وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا اہل اجیر مصر ہوئے کہ آپ چند سے ہمیں قیام کریں  
اور اپنے انوار برکات سے سیفیض فرمائیں آپنے فرمایا کہ اب یہاں ٹہرنے کا حکم نہیں ہے  
حضرت کی مرضی ہے کہ چندے اسی طرح گوہ گردی و عمارت و دی کی جائے ایسے جانا چاہتا ہوں  
بعد میں جیسا حکم ہوگا تعمیل کروں گا

الحاصل آپ اجیر سے چکر قصبہ سردار میں حضرت خواجہ بزرگ کے صاحبزادہ خواجہ فخر الدین  
کے مزار پر پہنچے اور بعد اسے فاتحہ ناگور کی راہ لی

ناگور پہنچ کر صاحبزادگان حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سے ملاقات فرما کر احمد آباد میں

حضرت مخدوم کو نارول کے مقام چوڑول سے اترنے کے بعد یہ کیفیت معلوم ہوئی اور آپ کے گلے لگایا گیا اسی حالت میں حضرت مخدوم کے اس ارشاد سے کہ اسید کی ذات بندہ نواز ہے) آپ بندہ نواز کے لقب سے ملقب ہوئے۔ مگر اسی قبیل سے دوسری روایت یہ کہ چونکہ آپ کی ذات صفا میں داخل تھا کہ جو کچھ نفع ہوتا یا بارگاہ حضرت مخدوم سے ملتا یا انگریزان سے کھانے پینے کی چیزیں آتیں وہ عموماً ماراہ خدا میں فیروں مسکینوں۔ محتاجوں کو تقسیم کر دیتے اور طلباء شریعت کو تحفہ کی تعلیم میں سرگرم رہتے اور اپنے آرام سے دوسروں کے آرام کو مقدم سمجھتے اسلئے حضرت مخدوم نے آپ کو بندہ نواز کے لقب سے ملقب فرمایا۔

### ترک دہلی و سیر و سیاحت

حضور کے پیر مرشد کو سفر ٹہہ کے موقع پر نارول کے مقام جب یہ خبر ملی کہ سلطان وقت کا انتقال ہوا اور شتر سوار آئندہ خبرنے اہل دہلی کی طرف سے بازگشت پر مجبور کیا تو آپ نارول سے واپس دہلی تشریف لے آئے گراں کے ہوش ہی عرصہ بعد حضرت خواجہ کی روح پر نفعی عالم قدس کی طرف متوجہ ہوئی اور حضرت بندہ نواز نے دہلی سے مہاجرت اختیار کی

چنانچہ مجلا ایں کی تفصیل یہ ہے کہ شہر بھری کے ماہ رمضان المبارک میں جس وقت خواجہ نصیر الدین محمود کا وصال ہوا آپ فاتح سوم سے فانی ہو دہلی سے نکل کھڑے ہوئے + روانگی کے وقت دہلی والوں کی جو کچھ حالت تھی وہ کیا بیان کی جائے۔ ہر کہ ورنہ ضعیف و ناتوان + امیر و غریب۔ رونا تہا اور جاتا تھا کہ حضور دہلی چھوڑ کر نجائیں ہیں قیام نہ مائیں + جب آپ شہر والوں کی رونے پٹینے کا ایک شور و غل برپا دیکھا اور پتھر کے بارے میں بے انتہا منت و سماجت بائی تو سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ظاہر اہل دہلی کا چلنے نکل گیا نظر بقرائین افضالے شہر کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہر تاراج ہو بادشاہ مارا مارا ہے۔ نظام

آپ وہاں کے مقامات کی سیر کر چکے تو اہل ہندو کی مشہور تیر بند گاہ (مگر ناتھ بہاؤ پرانیسے وقت میں پہنچے کہ جب یہاں چین مست و شینو مت کے فقیروں میں باہم مناقشہ نہی پڑ رہا تھا جدال و قتال کی نوبت پہونچنے والی تھی آپ نے پہونچتے ہی لٹکارا اور خرق عادات سے آنکھ لپی راہ راست دکھائی کہ وہ سب جگہ لے گئے ہول بہال گئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ پھر آپ نے یہاں سے سندھ کی جانب رخ کیا سندھ کے بڑے بڑے مقامات حیدر آباد و ٹھٹھہ وغیرہ کی سیر و سیاحت میں بھی چند ہندی فقرائے کپکپے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور اسی نواح کے شمال و وجہ میں جو مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن اک ہندو ساحر تھا اس سے بھی بہت سی معرکہ آرائیوں کے بعد آپ نے توبہ کرائی اور جب وہ مع اپنے گروہ کے مسلمان ہو گیا اس وقت آپ سید جل شہباز سندھی اور شیخ عیسیٰ بن شیخ یوسف فاروقی سہروردی جہ سے ملے ہوئے بلوچستان میں داخل ہوئے اور وہاں سے افغانستان کے علاقہ توزکے میں آکر حضرت پیر کبار خلیفہ خواجہ مودود چشتی رح کے مزار پر انوار سے مشرف زیارت ہو کر لاہور تشریف لائے اور حضرت شیخ مخدوم گنج بخش کی درگاہ میں قیام فرمایا۔

یہاں آپ میں اکیس روز بے مزارات بزرگان دین و اولیائے کبار سے مشرف ہو کر روحانیت حضرت شیخ موصوف سے فیضان حاصل کیا اور پاک پن شریف میں حضرت بابا زید گنج شکر کے مزار پر حاضر ہوئے چلہ بھر بیان فیضان حاصل کر کے جو حصول رخصت ملتان تشریف لیگے اور اولیائے کبار میں حضرت شیخ ابوالفتح ملتانی شیخ صدق الدین عارف شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی شیخ حسن افغانی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات سے مشرف زیارت ہو کر دریا انار کے کنارہ کٹارہ ایٹا آباد سے گزر کشمیر میں داخل ہوئے اور میر سید علی ہمدانی خلیفہ شیعہ نقی الدین بروئے کشف نزول اہلال کے خبر باک فوڑا پیشوا کی اور اپنی خانقاہ میں آگے بڑھ گئے۔

یہاں کے فقر و اہل اللہ سے بھی ملاقات کی بعد آپ سیال کوٹ رونق افروز ہوئے اور حضرت شاہ شیخ علی لائق سیال کوٹی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر فاتحہ پڑھی پھر اتر اکند کی کچھنٹان کی سیر فرماتے ہوئے مین ہر دوار پر پہاڑ سے اترے اور اک گھاٹ کی دلکش منظر کو پسند فرما کر بیٹھ گئے۔



داخل ہوئے اور ایک گورستان میں قیام فرمایا

سید شاہ عالم مرید قطب عالم کو نور باطن سے آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا وہ آپ کے لئے اپنے چنانچہ عند الملاقات سید شاہ عالم نے جیسا کہ آپ خانقاہ چلیں اور ماں ٹہریں مگر اپنے اسکو پسند نہ کیا اور گورستان ہی میں مقیم رہے :

جمعہ کے روز آپ نماز پڑھنے کے لئے احمد آباد کی جامع مسجد میں تشریف لے لئے سلطان الوقت حاضر تھا نماز سے جب فرصت پائی اور سلطان کی نظر آپ پر پڑی فوراً حاضر خدمت ہوا اور سلام و مصافحہ کے بعد حسب اجازت بیٹھا عند المکالمہ یہی تمنا ظاہر کی کہ اگر حضرت احمد آبادی کی سکونت قبول فرمائیں اور اپنے برکات انعام سے اہل شہر کو فیض یاب ہونے کا موقعہ بخشیں تو زہے نصیب

اپنے جواب میں وہی فرمایا کہ ابھی سیر و سیاحت کا حکم ہے ٹہریں جسے محبوب مختصر یہ کہ آپ جامع مسجد سے قیام گاہ پر واپس آئے پھر کو سلطان اور قاضی شہرستان احمد آباد آپ کی فرد گاہ پر حاضر ہوئے سلطان نے اندیشہ زرو جواہر کی چند کشتیاں پیشکش کیں۔ اپنے فرمایا کہ زرو جواہر مال و متاع دنیا کا روپیہ پیسہ سالک کے لئے قطعاً طریق ہے اور میں اس کینہ متاع کو عرصہ سے طلاق دیجکا یہ زرو جواہر کشتیاں میرے کس کام کی ہیں :

آخر الامر جب اپنے سلطان کی نذر قبول نفرمانی تو سلطان نے حکم دیا کہ قیام زرو جواہر فقرا و سائین کو تقسیم کر دیا جائے توڑی دیر کے بعد جب سب لوگ آپ کی خدمت سے الٹ کر چلے گئے آپ اسی وقت احمد آباد سے کوچ کیا اور اطراف گجرات کی اکثر مشائخ حضرت شیخ عبداللہ شطاری وغیرہ سے ملاقات فرما کا ٹھہرا وڑکی راہ لی اور چہرہ

ایک مرتبہ آنکو بیت المال سے ہزار دینار ملنے لگے انہوں نے قبول نہ کیا کہ میں دنیا کے مال کو لیکر کیا کروں گا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اغنیاء اگر بھی آفتاب میں کھڑے ہوئے یا سو برس تک حساب کتاب کرتے رہیں گے فقر و بھوک میں پہنچ جائیگا اگر کسی دولت مند کے ہمراہ جائیداد ارادہ ہی کیا تو حکم ہوگا کہ ابھی صبر کرو پس اگر مجھ کو ساری دنیا کا مال و متاع دین تو بیکار ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج میں ایک راہ رُوٹ کے سے فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہو اسے لکھا کہ بشارت شریف ہے حضرت ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ بشارت کبہ شریف پہنچنے کا تیرا پاس کوئی سامان نظر نہیں آتا نہ تیرے پاس روپیہ ہے نہ سواری تو کیونکر پہنچ جاوے گا۔  
 رُوٹ کے نے جواب دیا کہ اے ابراہیم روپے پیسے کی کیا ضرورت ہے خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کا خود ہی معاون ہے وہ ہی مجھ بے سامان کو سامان والا بنا دے گا اور میں منزل مقصود کو پہنچ جاؤں گا عرض جب حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو معظّمین داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ رُوٹ کا پہلے ہی سے حاضر ہے۔

اسی طرح جب حضرت سچ سرمستی قطبی رحمۃ اللہ علیہ کو جذبہ الہی نے اپنی طرف کھینچا اور مشوق تحقیق کے عشق و محبت نے آپ کو اپنا کر لیا تو آپ اپنے تمام و کمال اساس البیت کو چھوڑ چھا لگے بارگاہِ اٹلو دنیا سے مومنہ موڑ تو کل پر ہر دوسرے کے بیٹھ گئے۔

المختصّب آپ کو مسلم منت کو متنبہ فرمادے کہ تو بہر مزید بصیرت کے لئے یہ بھی فرمایا کہ دیکھو رزق کی چار زمین ہیں پہلے رزق مضمون۔ دوسرے رزق مقسوم تیسرے رزق مملوک چوتھے رزق معبود پس رزق مضمون وہ رزق ہے جسکی نسبت خدائے تعالیٰ ضامن ہے یعنی ارشاد فرماتا ہے وامن ایتہ فی الارض الاعلٰی اللہ رزقہما رزق مقسوم وہ رزق جو لوح محفوظ میں لکھا گیا۔ اور رزق مملوک وہ رزق ہے جو مال و منال دنیوی سے درم و دینار عطیہ پروردگار اپنے پاس رکھتا ہے۔ رزق معبود وہ رزق ہے جسکی بابت پروردگار عالم اپنے کلام پاک میں فرما چکا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ عجزا و رزقہ من حیث لا یحسب۔

اسکے بعد آپ نے درجات توکل کے بارہ میں بھی فرمایا کہ کئی درجے ہیں اولیٰ یہ جو کامل توکل رضائے

تھوڑی ہی دیر بعد بہت سے ہندوؤں نے اپنے اثنان کے مقام سے آپکے آٹھانیکے گوشور شس  
برپا کی مگر چونکہ آپ استغراقی حالت میں تھے اسلئے اس بیرونی شور و غر سے کچھ متاثر نہ ہوئی بدستور  
اُسی جگہ بیٹھے رہے آخر کار اک منت آیا اور اُس نے بہت ہی واویلا کی تب آپکے انگلیں کہلین  
اور اُس منت کی طرف دیکھا نظر پڑی تھی کہ وہ بیہوش شس ہو کر گر پڑا۔

منت کے ساتھی اس معاملہ کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور منت کو مردہ سمجھ کر رونے پٹینے لگے  
آپ نے یہ ماجرا دیکھ کر اُس کے سر پر اپنا دست شفقت رکھا قدرتِ قادرِ مطلق سے تھوڑی ہی  
دیر کے بعد منت اٹھ کھڑا ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر شرفِ اسلام سے مشرف ہوا اور اُسکے  
ساتھیوں میں سے اور بھی بہت سے شرف باسلام ہوئے۔

پھر تھوڑی سی معمولی تعلیم تلقین کے بعد اس مقام سے آپ نے جانا چاہا تو منت تو لم بنے  
آپ کو روکا چونکہ اُسکی دشمنی منظور نہ تھی اسلئے دریائے کنارہ سے دوسرے موقع پر اقامت کی۔  
انہائے خدمت میں ایک روز منت نے ایک ناریل لاکر پیش کیا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اُس نے  
عرض کیا کہ یہ ناریل کسیر کا بھر اہوا ہے جس سے سونا تیار ہوتا ہے۔

اس پر آپ تبسم ہوئے اور ناریل کو دریا میں پھینک کر منت سے فرمانے لگے کہ اکسیر میں  
کیا رکھا ہے یہ بات بالکل بیکار ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے طالبِ مولا کے لہجہ مولا کے  
خزانہ میں اکسیر کی کچھ کمی نہیں اگر بھلا اکسیر کی ایسی ہی خواہش ہے تو لے یہ دریا کا دریا  
سوجو دے جب قدر چاہے لیلے۔

اُس نے جو دریا کی طرف دیکھا تو اُسی ناریل کی شکل کے ناریل ہی ناریل تیرتے ہوئے  
دکھائی دیئے کہ اس کرامت کو دیکھتے ہی منت اور بھی پانی پانی ہو گیا۔

مگر اسپر ہر آپ منت کی طرف مخاطب ہو کر فرمائے لگے کہ خواہشِ نفسانی و متاعِ دنیوی کو  
سانپ اور آگ کی جگہ سمجھ کر چننا چاہئے عاشقانِ مولا و طالبانِ حق کا دستور رہا ہے  
کہ ہمیشہ دنیا کی دولت و مال سے محترز رہتے ہیں تو کل پر ہر دوسرے لکھ کر زخمِ فی السار کو سلم  
سمجھتے ہیں۔

چنانچہ شیخ ابو نعیم بن عامر صحابی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ

اتر گئے تو کشتی غرق ہو گئی۔

لوگوں کنارہ پر واپس آ گئے تھے انہیں یہ تشویش ہوئی کہ دن اس مصیبت میں کنارات کو بہو کے سر کے اپنے اسی وقت اس عزیز نظر یافتہ کو ہمراہ لیا افسدہ یمن اترے آپ کا دریا میں قہم رکھنا تھا کہ دریا پایاب ہو گیا۔

اس کرامت کو دیکھ کر سب فریادیں کر دیں کہ یہ اللہ کے مہربان ہونے کی علامت ہے اور اگر آپ کے چچا جیے آؤ چنانچہ سارے مسافر آپ کے طفیل سے کنارہ نجات پر پہنچے اور اگر آپ کے شرف ہست نام ہو یہاں سے آپ اسی شب میں تنہا بڑا چرخ روانہ ہوئے اور حضرت سید المرسلینؐ و غازی رحمہ کے مزار پر انوار پر فاطمہ پڑہ شیخ عین الدین قتال وغیرہ حضرات سے ملاقات فرما جنگ پور کی سیر کو بہستان نیپال کی راہ سے بنگالہ تشریف لیا جاتے تھے کہ ہاشم بن عقیب اپنے نبیل کنڈلک طفرہ مزاحمت کی۔

چونکہ نبیل کنڈلک کے آنے میں یہ اسرار تھا کہ پران نا تم ہوگی کو آپ ہدایت کریں راہ راست پر لائیں اسلئے آپ خود ہی اس سے ملے پران نا تم بھی نظر غائر رکھتا ملتے ہی وہ آپ کے دریا کمالات کی تہ کو پہنچ گیا اور تسلیم و تلقین کا خواستگار ہوا۔

چنانچہ آپ اس کے ساتھ ایسی شفقت سے پیش آئے کہ آپ سرمد توحید کے اسرار لکھنے اور غایت خلوص سے وہ آپ کے عقیدہ مند و نہیں شامل ہوا۔

جب آپ یہاں سے فرصت پا چکے تو پھر آپ نے گندوانہ و ناگپور وغیرہ کے اضلاع و علاقہ جات کی سیر کی اور انہار راہ میں اکثر باشندگان مواعظ کو شرف اسلام سے شرف ہونا دے ہو وکن کی جانب نہ کیا۔ سنو ز آپ دولت آباد میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کے خیر مقدم کی خبر سکر عہد الملک حکم دولت آباد کو آپ کے استقبال کیلئے مامور کیا جب آپ دولت آباد میں داخل ہوئے تو عہد الملک نے استقبال کر کے سعادت قدس ہوئی حاصل کی اور سلطان کی بی بی کے تذکرہ فرمایا کہ دولت آباد میں حضرت کے والد ماجد کا واقعہ و حال پیش آیا تھا اسلئے آپ نے یہاں عرصہ کثیم فرمایا اور روح پر فتوح حضرت سے کما حقہ مستفیض ہو زیاارت مزار فائض الا نوار سے اچھی طرح آنگاہیں ٹھنڈی کر عازم حسن آباد و بکر گہ ہوئے ساتھ ہی فیروز آباد سے سلطان نے بھی کوچ کیا اور اچھی

خالق پر ایسا تکلم جو جیسے کچھ شیر خوار اپنی ماں کے دودھ پر قانع رہتا ہے۔ اس سے بھی اعلیٰ درجہ کا توکل یہ ہے کہ وہ مردہ مثال ہوئے جس طرح مردہ اختیار غسال میں رہتا ہے کہ جس طور سے چاہے بلا دے جلا دے مردہ کو کچھ تصرف نہیں ہوتا۔ اسی طور پر متوکل ہی اپنے کل کاروبار پر اور کار عالم سپرد کر کے بیفکر ہو جاتے جو کچھ خداوند کریم آسکے حق میں بہتر سمجھا کر لگایا۔ کہ حضور کے اس تمامی کلام سے مسنت پر ایسا اثر مترتب ہوا کہ آسکو دنیا کے دودھ سے قطعی نفرت ہو گئی اور عرض حق ہوا کہ اب خادم کی یہی آرزو ہے کہ حضور ہی ہم کا رب رہ کر تصفیہ و تزکیہ کی تکمیل کرے ارشاد ہوا کہ ابھی کسی کے ہمراہ رکھنے کا حکم نہیں ہے تم کو وہ ہمایہ کے قریب جاؤ اور انفس شماری کرو فیرا کہ آپ نے محنت کی طرف ایسی توجہ خاص کی کہ معاوہہ و دشمن خیمہ ہو کر خاصان خدا میں داخل ہو گیا اور حضور سے بخت لیکر کوہستان کی راہ لی۔

وہ تو ادھر گیا ادھر آپ سرزمین اودھ کے منازل و مراحل طے کرتے ہوئے جب لکنؤ کے قریب میں داخل ہوئے تو آپ کے پیر بہائی حضرت شیخ قوام الدین جشتی قدس سرہ نے نور باطن سے شریف آوری کا حال دریافت کر کے شہر سے دو کوس کے فاصل پر استقبال کیا ملتے ہی اول یاد پیر و مرشد میں ابدیدہ ہو گئے پھر خانقاہ میں شریف لائے چنانچہ اپنے بیان سے چندے قیام کے بعد نیپال کی سیر کا ارادہ کیا اور اثنائے راہ میں اکثر حضرات صوفیہ کرام سے ملے ہوئے دریلے گھاگرہ پر شریف لائے

بحسب اتفاق دریا لغمانی پر تھا اور مسافر کثیر کنارہ پر موجود تھے کہ ایک کشتی میں ملاوٹے مسافر کو سوار کیا انہیں ایک محتاج بھی بلا دے محمول مٹہ گیا تموڑی دور کشتی گئی تھی کہ کہ معلوم ہوئے پر ملاوٹے نے اس محتاج غریب کو دریا میں دھکیل دیا کہ اس کے چند غوطہ کھانے اور فریاد و اویلہ کرنے پر حضرت سید کو رحم آیا اور ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جا فوراً دریا سے نکال لاچنا پھر وہ سید محرک دریا میں کودا اور غریق کو نکال لایا کہ اس کے بعد پھر حضرت نے براہ کرم اس غریب کے سر پر اپنا دست مبارک بھی پیرا کہ وہ نے الفور و خیمہ ہو گیا۔ اہل کشتی اور کشتی پر یہ واردات گزری کہ کچھ فاصلہ پر پہونچ کر کشتی گرداب میں پھنس گئی اور جب بہت سی مصیبت کے بعد نکلی تو اسی کنارہ پر واپس آ گئی جہاں سے گئی تھی جب سب اہل کشتی

نعمت میں فرزند علیجاہ کو ایک رقعہ لکھا ہے چونکہ وہ رقعہ ہی حضرت سید کی عظمت و شان سے متعلق رکھتا ہے اسلئے ہم مجملہ وہ رقعہ بھی لکھ دیتے ہیں۔

سر رقعہ ۱۔ فرزند علیجاہ۔ ماجراتے بے ادبی و بے اعتدالی ہائے ہدایت کیش نیجابی کہ برقرار خالص الانوار شاہ ہندہ نوار گیسو دراز مرغورہ رفت و وصلہ خود را عرض واد مفصل از خود سوا آخر معروض ہدایہ والا شت آن عالیجاہ را بایستے کہ ہر گاہ آن نابکار باین احوال منکر دران مقام فرستد کسان خود را تعین نمودہ میفرمودند کہ قتال کردہ بیارند و جولان کردہ ہمراہ گزرد و اجنبی منفر شاہ و ظاہر ا رعایت واقعه نگاری برین نیاورد و از نیجا گزرد و در شہید تعین کردیم آن لعین را بستہ بیار و ناکسان کبر روئے کار آید چنین کنند مارا و چنین مقدمات هیچ یکے از فرزندان نیست تا بخایت السرخان و دیگران چہ رسد۔

سید محمود واعظ قدس سرہ سے احمد شاہ بہمنی نے دریافت کیا کہ آپنے شاہ نعمت الدولی کو کیسا پایا اور سید محمد گیسو دراز کو کیسا تو سید محمود واعظ نے فرمایا کہ شاہ نعمت الدولی مرد باغبان ہے اور سید محمد گیسو دراز عشق آبی کا ایک درخت ہے جسکی جڑیں زمین میں گئی ہیں تو خاضیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں جو کوئی آتلہ ہے وہ اس درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہے۔ اسکا پھل کھاتا ہے۔ اسے فیضیاب ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین الفاری رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ حال تھا کہ جب حضور آرام فرماتے تو خواجہ علاؤ الدین اپنا مونہ آپکے تلوون سے بٹھا کر سویا کرتے تھے جب آپ بیدار ہوتے تو حضرت خواجہ اس حالت میں دیکھ کر فرماتے کہ تم کیوں ایسا کیا کرتے ہو تو وہ جواب دیتے کہ حضرت (رحیف الجوہر) الجوہر الجوہر۔

قطب ابدال حضرت شیخ نور الدین بایزاد قدس سرہ کا قیمہ مراقبہ ہی ملاحظہ ہو کہ وہ کیا پکار رہا ہے۔ ایک دن طواف میں حلقہ ہوا جب شہر کا حلقہ حلقہ سے فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسفندیار غائب میں تلاش کی گئی تو پتہ لگا کہ ایک مکان کی دریچہ شے ٹھکنکی لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب لوگ پہونچ کر جو آنے سے مستفسر حال ہو تو بولے کہ اس دریچہ سے ایک صورت دلفریب جو وہ ہون کے چاند کی طرح درخشان نظر آتے ہی بیٹھا ہو گیا ہو ہوش و حواس جاتے رہے چلنے کی طاقت نہیں

قربت و اسکان دولت کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا کہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام و ادب آداب کیا  
شہر میں لایا گیا۔

چونکہ سلطان کی استدعائی کہ آپ گلبرگہ ہی میں قیام فرمائیں اور شہیت ایزدی کا بھی یہی مقتضاتھا کہ  
املی دکن آپ کے فیضان سے الامال ہوں اسلئے اپنے ہمین کی بود و باش قبول کی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ آخر میں سلطان فیروز شاہ بہمن کے خلیفانہ خیالات اسلئے حسن عقیدت میں  
نخل انداز ہو گئے تھے مگر اسلئے بہائی احمد خان خاننہان نے بخوش فہمی تمام آپ سے اعتقاد کلی پیدا کر  
آپ کی رضا جوئی و خدمت گذاری کو اپنے بہودی کا باعث سمجھنے لگا جسکائی نتیجہ پیدا ہوا کہ جب فیروز شاہ نے  
حسن خان شاہزادہ کو لیسہ دستقر کر کے حضرت سید سے دعائے خیر کی اسلئے علی تو اپنے کلام بھیجا کہ  
دکار فرمایاں تفصلاً و قدر تاج سلطنت بعد از تو بہ برادرت احمد خان نامزد کردہ اند کو شش نمودن  
برائے دیگر بے فائدہ است، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ہشیار حسین الملک و بیدار نظام الملک وغیرہ  
امرائے فیروز شاہ نے احمد خان خاننہان کی طرف سے سلطان فیروز شاہ کو برہم کر اگر جنگ  
جدال کی ٹھیرائی تو فیروز شاہ کے لشکر کو ہزیمت ہوئی اور فتح نصیب احمد خان خاننہان نے  
۸۲۵ھ کے ماہ شوال میں تخت سلطنت پا کر اپنا نام احمد شاہ بہمن رکھا۔

اب حضرت سید کی پیشین گوئی صادق آنے سے اقتدار کلی و کجی تمام حاصل کر نیکی بعد احمد خان خاننہان  
آپ سے بیعت ہی ہوا اور پہلے سے زیادہ آپ کے اعزاز کو بڑھانے لگا چنانچہ شہر حسن آباد گلبرگہ کے قریب  
آپ کے لئے خانقاہ دسکان عالی شان کی بنیاد ڈالی اور بہت سے قصبہ و قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ وغیرہ  
واقف کئے اور تمام مصارف خانقاہ کا دوام کے لئے کافی طور پر اہتمام و انتظام کر دیا۔

غرض کہ محمد بن عبد بنہمیہ سے جو کچھ انتظامات جاری کر دئے گئے تھے وہ عادل شاہیہ و نظام شاہیہ وغیرہ  
سلاطین کے وقتوں میں بھی سلسلہ بسلسلہ جاری رہ کر تمامی دکن میں جس درجہ حضرت سید کی اخلاص  
و اعتقاد کا سکہ بٹھا وہ ذیل کے سوال و جواب سے ظاہر ہے (تخصیص از مرد و کنی پر سید کہ  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ تربت یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت محمد رسول اللہ  
اکرم بنی خداتہ اما سبحان اللہ محمد و محمد گیسو در از چہرے دیگر است) اور رنگ زیب الملکیہ نے اپنے

لئے یہی غذا و تربت پیچری و نبوت اور شہیاد و تربت ولایت کہ اس سے ۱۰۰۰ دن ہی شے دیگر کا حسن و کمال

نہیں ہیں اسلئے اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت بندہ نواز گیسو دار رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بھی کثرت میں پہلے ملفوظات آپ کے بیچ الاولیٰ مشتمل ہے۔ اس کی ایتھوس تیار بخ سے آپ کے خلیفہ شیخ علاؤ الدین قریشی گوالیاری نے تربیت دینے شروع کی اور پھر جلالہ علیہ السلام نے سہ ماہی کی اہتمام دیا۔ بخ سے آپ کے فرزند اکبر سعید دارین حضرت سیدنا حسین محمد علی علیہ السلام المشتمل بسید محمد اکبر عرف میاں بڑے قدس سرہ نے جمع فرمائی۔

اول ملفوظات کا نام انوار المجالس کہا گیا اور دوسرے کا نام جامع الکلم چنانچہ ہم بھی پہلے انوار المجالس کی مختلف مجلسوں سے بعض بعض مطالب نقل کرتے ہیں اس کے بعد اس طرح جامع الکلم بھی انتخاب کیے گئے فاق اول جمع۔

### مزارات وغیرہ سے بیعت

شیخ علاؤ الدین قریشی گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز میر سید اشرف جہانگیر تھانی شیخ فتح اللہ وغیرہ حضرات صوفیہ حضور کی مجلس میں حاضر تھے میدان طریقت اور سالکان حقیقت کے اقسام و انواع کا ذکر ہوتے ہوئے۔ اعراض حجاب تفاسل۔ سلب مزید سلب قدیم۔ وغیرہ کا بھی ذکر آگیا چنانچہ آپ محلاً انکی تعریف بیان کر رہی چکے تھے کہ سید اللہ صاحب بغیرہ حضرت نے دریافت فرمایا کہ جو لوگ مزارات اولیاء اللہ سے بیعت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز۔

آپ نے فرمایا کہ مسنون طریقہ کے موافق شیخ کے ہاتھ پر بیعت چاہئے مزارات کی بیعت میں یہ بات قائم نہیں رہتی اسلئے مشائخ عظام ایسی بیعت کو پسند نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جہوقت حضرت شیخ الشیوخ العالم فرید الحق والدین کے بڑے صاحبزادہ نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار مبارک سے دہلی اگر بیعت کی اور حضرت شیخ الشیوخ کو اسکا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر پیش شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز میرے خواجہ ہیں گریہ بیعت درست نہیں کہونکہ بیعت وہ ہے جو ظاہر یا شیخ مخفی۔ قائم کے ہاتھ پر کی جائے۔

اسی طرح جو لوگ حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی بیعت بیان کرتے ہیں وہ بھی بے معنی ہے

منقح

۲۰۱



اسی لئے یحییٰ بن یسیر رہا۔

قطب ابدال شیخ نور الدین بازاد سعد الدین قنبل شکر خاں مقدس سرہم نے خدا سے پاک سے التجا کی کہ اسفندیار کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد ہوا کہ اسفندیار میرے جمال کا فیض نہ ہو گیا ہے دریافت کرو کہ اسکا اب کیا ارادہ ہے جب اسفندیار سے دریافت کیا گیا تو ہولے کہ بس ایک لکھ کے لئے میرا مشوق میری گود میں آجا تو حکم ہوا کہ ماتمہ پیلاؤ۔ اسفندیار نے ماتمہ پیلائے۔ وہ ہی صورت نوری غیب سے پیدا ہوئی اور اسفندیار کی گود میں ٹھیکر غائب ہو گئی۔

صورت کے غائب ہوتے ہی اسفندیار پر بقیہ رہو گئے صبر و شکیب جاتا رہا۔ ترپنے لگے حاضرین نے کہا کہ حضرت سید محمد گیسو دراز کی جانب رجوع کرنی چاہئے اُن سے بڑھ کر اور کوئی اسکا علاج کر نہوالا نہیں ہے کہ ابدالان موجودہ متفق ہو کر حضرت شیخ نور الدین بازاد قدس سرہ سے کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں سب کے سب سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے مرید ہوں شیخ موصوف نے فرمایا ٹیر و ہم نو گون میں علو مرتبت کی جو علامتیں ہیں اگر وہ سید گیسو دراز میں ہوگی تو تم اسوقت مرید ہونا یہ کہ قطب ابدال شیخ نور الدین بازاد نے مراقبہ فرمایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت بقعہ نور آسمان چار کس لارہے ہیں جس میں ایک صورت نہایت روشن خوش وضع بیٹی ہوئی ہے اسکے بازو میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جب حضرت شیخ یہ علامت دیکھ چکے تو پھراتے ہی میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سید بندہ نواز ایک مرکب پر سوار ہیں اور ارواح اولیاء آپ کے اطراف ہجوم کئے ہوئے ہیں۔

ایک روح انہیں سے آگے بڑھ کر بلند آواز سے کہہ رہی ہے وقت کلمۃ بولے صدقاً وعدلاً جسوقت اس دوسری علامت کو بھی قطب ابدال معائنہ کر چکے تو ابدالان موجودہ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جاؤ حضرت سید بندہ نواز قدس سرہ کے مرید ہو۔ سرہن کو اُنکے آستانہ مبارک پر رکھو کہ وہ حملہ ابدال حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

### ملفوظات

چونکہ ملفوظات اولیاء اللہ کے فوائد و منافع ارباب بصیرت اور نظر بازان حقیقت سے پوشیدہ

صاحب توکل ہو (۶) یہ کہ تمام کام نرمی کے ساتھ کرے اور سکین نوازی و مسافر و رومی کا پابند ہو۔  
(۷) یہ کہ امور جوازمین صراحتہ اور خاص خاص مواقعہ پر اشارۃ و کنایۃ امر کا عادی ہو (۸) یہ کہ ہر دم  
ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ یکساں معاملہ رکھے (۹) یہ کہ جن چیزوں سے خود ایک دفعہ اجتناب کرے  
پھر نہ آپ آگاہ تر کتب ہو نہ مریدوں کو انکی اجازت دے (۱۰) یہ کہ جسے ایک دفعہ قبول کرے  
پھر اسے رد نہ کرے۔

### سجود زمین بوسی مشائخ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور مریدوں کے فرائض اور انکے اعتقادات کے متعلق بیان فرما رہے تھے  
اشنا بے بیان میں ایک عالم ظاہری بول اٹھے کہ آپ کی مجلس کے آئندہ لوگوں میں اکثر لوگوں کو  
دیکھتا ہوں کہ وہ زمین بوسی و بجا آوری سجدہ کے بڑے پابند ہیں آپ انکو منع نہیں کرتے۔  
فرمایا کہ میں انکو روکنا چاہتا ہوں مگر دیکھتا ہوں کہ اول تو یہ عمل ان لوگوں کا عشق و محبت پر  
بنی دوسرے پر ان طریقت میں اوپر سے ایسا ہی سلسلہ چلا آتا ہے اب یہ مجال نہیں کہ اس سلسلہ کو  
بدل دوں قطع نظر اس سے جیسے روزہ ماہ رمضان کے قائم ہو جائیکے بعد عاشورہ کے روزہ کی  
وضعت جا کر استحباب باقی رہتا ہے اس طرح اگلی امتوں میں سجدہ سخت تھا۔ رعیت بادشاہ کو  
شاگرد و استاد کو۔ امت پر کو سجدہ کیا کرتی تھی۔ عہد دولت حضرت سرور کائنات مہموجود است  
علیہ التقیات و الصلوٰۃ میں گو سجدہ کا استحباب جانا مگر اباحت باقی رہی پس اباحت میں  
ممانعت کو کیا دخل۔

### افام خرقہ

لکھنؤ مفتاح العاشقین میں حضرت روشن چراغ دہلی رحمۃ منقول ہے کہ (۱) اس سجدہ استان پیشین راستہ بود کہ ما در وہ درواستاد  
و پیر و سلاطین اس سجدہ سیکر دین چون وقت حضرت رسالت پناہ رسید استحباب سجدہ رفت براج مانہ چنانکہ روزہ ایام بیض کہ پیش  
از ان فرض بود است و در وقت رسالت پناہ ایام بیض رفت و از خیر نماز اس سجدہ باقیما نہ چون استحباب سجدہ رفت براج مانہ  
و زمین کا (۲) نگر دو اس طرح موقع ہذا کے متعلق جو کچھ فوائد لفظی و ادبی نقل کیا گیا ہے اسکا یہی مطلب و روحا یہی ہے کہ زمین کا  
خیریت اٹھ جائے یا استحباب باقی رہ جائے جیسے ایام بیض و ایام عاشورہ کہ ائمہ فاضلہ پر فرض تھے حضرت رسول مصلوب  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ماہ رمضان کے روزہ فرض ہوئے تو ایام بیض و ایام عاشورہ کی خیریت آئندہ استحباب باقی رہ گیا  
یہی صورت سجدہ کی بھی ہے کہ ائمہ سابقہ کے لئے مستحب تھا مگر جب حضرت رسول ائمہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں اس کا  
استحباب جانا مگر اباحت باقی رہ گئی پس اباحت میں ممانعت نہیں ۱۲ میں مولفہ ۱۷

کیونکہ اسمین شیخ حلی کا یہ نام تھا۔ ظاہر کی صورت پسیدہ نہیں ہوتی۔

اسی اثنائے کلام میں ایک اور درویش بول اُٹھے کہ یا حضرت بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ انہوں نے شیخ کو دیکھا تک نہیں اور مرید بن گئے اپنے فرمایا کہ گو باعثِ بعدیا اور موافقات کی وجہ سے اب مرید یہ تک نہ پہنچ سکا اور عملِ مذکور اُسکا اُسکی ارادت و اقرار و اتقی پر مبنی بھی مگر اولیٰ یہی ہے کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سنون طریقہ کی موافق شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

### بیعت و ربیعت

اسکے بعد میر سید اشرف جہانگیر سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ بعض فقہاء جو ایک پیر سے بیعت کر کے پھر دوسرے سے بیعت کرتے ہیں اور خرقہ لیتے ہیں اسمین کچھ فائدہ ہے اپنے فرمایا کہ اگر پیر کوئی ضرورت دیکھے اور خود ہی اپنے مرید کو کسی دوسرے شیخ کی سپرد کرے یا اپنے مرید کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ پیر کا وصال ہو گیا اور اُسکے پورا کرنے کی عرض سے مرید نے دوسرے پیر سے بیعت کی تو بیشک یہ بیعت و ربیعت جب منفعت سے وابستہ ہو ورنہ یہ تکرار بیکار ہے بیعت وہ ہی بیعت کافی ہے جو پہلے ہو چکی۔ ہمارے حضرت سلطان المشائخ نظام الملک والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی بیعت و ربیعت کو کبھی پسند نہیں کیا ہے۔

اسی طرح شیخ حسین بن منصور حلاج۔ خیر نساج کے مرید جب حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت شیخ جنید نے فرمایا کہ جاؤ تم خیر نساج کے مرید ہو چکے ہو اب میں تم کو مرید نہیں کر سکتا۔

### شناخت شیخ

فرمایا کہ صفاتِ عشرہ ذیل کے ساتھ جو موصوف ہو وہ شیخ ہے ورنہ نہیں۔

(۱) یہ کہ ریاضات و مجاہداتِ فقر میں ہما اکمن طاق ہو (۲) یہ کہ تمام قولِ فیصل اسکے شرع و شریعت کے موافق ہو (۳) یہ کہ سادہ و ادب آموز ہو (۴) یہ کہ ریاکار نہ ہو اور سخاوت پیشہ ہو (۵) یہ کہ

اسلامی نیکو بیعت کے متعلق ایک سو تین ہزار ترکمانی میں لکھا ہے کہ اگر بادشاہ دہلی نے حضرت شاہ نظام نارنگی رحمۃ اللہ علیہ کی کجگوئی کو مادی سلطنت کے وقت اگر کو حضرت شیخ محمد عیوض گوالیاری مرید کرچکے تھے اسلئے حضرت شاہ نظام نارنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کی کجگوئی سے نہ کی اور فرمایا کہ عدم کجگوئی و ارادت از ستمناختن شاخین است برحق اول مضبوط باید بود و رستہ ارادت حقین راست نباید کرد ۱۲ میں مولفم ۱۲

اٹھار کر امت کو کہی پسند نہیں کیا اور اس سے کو سون بھگتے رہے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نور علی ایک دریا کے کنارہ پر تشریف لائے چمیلان پکڑنیوالا چمیلان پکڑ رہا تھا آپ نے اُس سے فرمایا کہ میں صاحب کشف و کرامان ہوں تو ابکے ہر بانی میں جلال و مال دیکھ تو ڈبا می من کی مچلی جال میں آئیگی اُس نے اسی وقت جال کو پھینکا جال کے پھینکنے ہی بہت بہاری مچلی اُن مچلی باہر نکل کر جو وزن کیا گیا تو وہ مچلی فی الواقع پوری ڈبا می من کی اُتر ہی۔

یہ خبر حضرت شیخ جنید کو بھی لگی انہوں نے فرمایا کہ اگر مچلی کی جگہ سانپ نکلتا اور اُس کو کاٹ کھاتا تو بہت اچھا سامعین سے ایک شخص بول اُٹھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے اسپر آپ نے فرمایا کہ اگر سانپ نکل کر اُس کو کاٹتا ہلاک ہوتا۔ شہادت کا مزا پاتا۔ اب میں نہیں جانتا کہ اس عزور کرامت سے اُس کا انجام کار کیونکر ہو۔

اسی طرح ہمارے پیران عظام نے بھی اٹھار کر امت کو برا سمجھا گو کتنے ہی امتحانات لئے گئے سب ہی کچھ ہتھان ہندیان ہوئیں۔ مگر خوارق عادات و کرامات کو کام میں نہ لایا گیا۔ ہاں اگر کشتیوں خاص میں باشارہ غیبی یا کسی اشد ضرورت و مصلحت کی غرض سے اٹھار کر امت ہو گیا ہو گیا جیسے شیخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور میں آیا کہ خراسان کے بادشاہ کو آپ کی نسبت خیال تھا کہ آپ اہل اللہ سے نہیں ہیں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ ایک باغ میں تشریف لیگے بادشاہ ہی آگیا سیہون کا موسم تھا بادشاہ نے اپنے دل میں منسوبہ کیا کہ لہر گفیر صفا فی قلب کتا ہے تو خود بخود ایک سیب توڑ کر مجھ کو دیدیگا حضرت نے فوراً باطن سے دریا فت کر لیا اور فرمایا کہ اے بادشاہ اگر یہ ترک فرض ہوتا ہے مگر میں اگر تجھ کو سیب یا تو تجھ کو فقیروں سے اور ہی بد لگانی ہو گی یہ لکھ کر آپ نے ایک سیب توڑا اور بادشاہ کی گود میں پھینک دیا

### اندازہ کمالت

اسی ضمن میں آپ نے فرمایا کہ ستر کرامت تو فرض ہی ہے مگر کمالت میں ہی تمیز و امتیاز چاہئے کیونکہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تکلم الناس علی حد عقولہ یعنی آدمیوں کی عقل کے موافق کلام کر دے اگر کلیم نے مخاطب کی سمجھ بوجھ سے زیادہ بات

ایک مرتبہ حضور کی مجلس میں ایک درویش سیاح خرقہ درویشی کی اصل حقیقت کے مستفسر ہوئے آپ نے اسکی کیفیت بیان کر کے ضمناً فرمایا کہ خرقہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک خرقہ تبرک دوسرے خرقہ ارادت۔ چنانچہ میں نے اپنے حضرت مخدوم صاحب سے سہارنہ سنا کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چھٹے جن لوگوں کو خرقہ دیا انہیں چار شخصوں کو خرقہ ارادت باقیوں کو خرقہ تبرک دیا۔ اسی طرح حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جن لوگوں کو خرقہ دیا انہیں باغ جہہ کو خرقہ ارادت باقیوں کو خرقہ تبرک دیا ہے۔

اگرچہ اس موقع پر ہم اصل خرقہ کی کیفیت بھی جو آپ نے بیان فرمائی قلمبند کرتے مگر چونکہ یہی موقع جوامع الکلم کی ایک مجلس میں بھی آگیا ہے اور وہاں اُسکو حضرت نے مفصل بیان فرمایا ہے اسلئے اشارۃ اللہ تعالیٰ اس تفصیل کو جوامع الکلم کے انتخاب میں لکھ کر خارج کیا گیا ہے۔

### اقسام خلافت

ایک روز حضور کی مجلس میں بہت سے لوگ حاضر تھے جن میں باہر والوں کی تعداد زیادہ تھی آپ نے خلافت وغیرہ کے ذکر میں فرمایا کہ مرید کو جو خلافت پیر کی طرف سے حاصل ہوتی ہے وہ طریقت ہے۔ ایک عامی و دھانی وہ ہے کہ پیر کے دلیں الہام واقع ہو اور وہ مرید کو درجہ خلافت سے ممتاز فرمائے۔ دو شک ذاتی و صفاتی وہ وہ ہے کہ پیر مرید کی صفات ذاتی و نیکو کاری معاملات کو دیکھ کر بغیر کسی ایما و اشارہ کے اپنی ہی طرف سے خلافت عطا کرے تیسرے سببی و عرضی وہ وہ ہے کہ کوئی الہام تو نہ ہو نہ شیخ کو خود ہی عطا سے خلافت کا خیال آئے بلکہ عزیز اقارب یا کسی دوسرے شیخ کی سعی و سفارش عارض ہو نیکی سبب خلافت کے مرتب سے سرفرازی حاصل ہو جائے ان تینوں میں سے بہتر پہلی قسم ہے۔

### ستر حرمت

حضرت مریدین و متقین میں سے مولانا محمد حسین صاحب نے تذکرہ کیا کہ حضور شاہ مولوی سہاگ احمد آبادی کے خوارق عادات و حرمت کا بہت کچھ چرچا ہے گجرات کے تمام اطراف و جوانب میں شہرت پھیل رہی ہے آپ نے فرمایا کہ ان ہوگی مگر حرمت کے باب میں آیا ہے فرض اللہ تعالیٰ کہ تھان الکرامت علی اولیائہم کما فرض علی انبیائہ اظہار المحقق ایسے مشائخ عظام نے



بیان کی اور وہ اسکی تہ کو نہ پہونچکا تو ظاہر ہے کہ اس سے طرح طرح کی خرابیاں پڑنیگی اور نہایت  
ہونگے اصل مطلب دعا و عافیت ہو گا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے  
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت و طریقت کے بڑے بڑے اسرار کی تعلیم  
کی اور فرمایا کہ یہ باتیں ہر اک کے روبرو بیان کر نیکی لائق نہیں ہیں اگر فی الواقع میں آپ کے سزا  
تعلیمی دوسروں کے روبرو بیان کرتا تو اس میں بڑے بڑے نقصان پیدا ہوتے لہذا  
شیخ کو چاہئے کہ وہ تکملہ الناس علی قدر عقولہم کی بھی پوری پابندی رکھے۔

### مراتب و معاملات اولیاء اللہ

اولیاء اللہ کے مراتب کی اشارت تفسیر میں فرمایا کہ اولیاء اللہ کے مراتب  
و معاملات کو وہ ہی خوب جان پہچان سکتا ہے کہ جو خود ہی ویسا ہی مرتبہ رکھتا ہو۔ علمائے  
ظاہری کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ مقبولان خاص و برگزیدگان حق کے اسرار و خواص کو  
پہونچ جائیں چنانچہ حضرت احمد مشوق مرید حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانی حنفی  
استغراقی حالت زیادہ طاری رہتی تھی اتفاقاً ایک رات چلنے کے جھڑے میں دریا کو  
اندر کھڑے ہو کر جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ اکی جنتک میری کنیت جہنم کلمی بیگی  
میں پانی سے باہر نہ آؤں گا۔ نہ آؤں گی کہ تو وہ ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو تیرے سب سے  
نجات ہوگی اس پر شیخ نے پھر عرض کیا کہ میں اسی پر بس نکرؤں گا آؤں گی کہ درویشان عارف  
میرے عاشق ہیں تو میرا مشوق تب آپ پانی سے باہر آئے اور احمد مشوق کے نام سے شہرت  
پانے لگے چونکہ علمائے ظاہر کو آپس پر رشک ہوا اور آپ استغراقی حالت کی وجہ سے روزہ  
نماز کے پابند ہی نہ تھے اسلئے جب آپ کے ساتھ جہتیں ہونے لگیں اور نماز پڑھنے پر مجبور  
کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نماز پڑھواتے ہو تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھو گا علمائے کما کبے  
سورۃ فاتحہ کے نماز نہ ہوگی آپ نے فرمایا کہ اگر سورۃ فاتحہ پڑھواتے ہو تو ایسا نہ عباد اللہ  
لنستعین نکرؤں گا علمائے کما کہ بغیر اسکے سورۃ پوری نہ ہوگی آخر کار جب آپ کو نماز پڑھنا پڑا گیا  
اور ایسا نہ عباد و ایسا نہ استعین کا موقع آیا تو آپ کے ہر بن موسے خون کا فوارہ جاری ہو گیا  
اُس وقت آپ حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے لگے کہ دیکھو کہ میں کھڑا تھا

خبردار ہوئے دوڑے اول قلندر کو پکڑا پھر مخدوم صاحب کو بھا کر دیکھا تو ہنوز آپ ستھرا ہی تھے  
ہوشیار کیا تو فرمانے لگے کیا معاملہ ہے خدام نے روئے ادب بیان کی ارشاد ہوا کہ کچھ فقہ نہیں  
قلندر کو چوڑ دینا چاہئے

## نشتِ ذاکر

اسی بیان مراقبہ میں ایک شخص کی طرف سے یہ اور سوال پیش ہوا کہ ہندو فقرار کے ہاں  
ذاکر کے لئے تین سو تالیف شستین قائم کی گئی ہیں مسلمان ذکر تحرینوالے کیلئے کونسی صورت  
رکھی گئی ہے فرمایا کہ فقرائے ہنود کی توہنود ہی عاینِ مگر میں نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے  
ایسا سنا ہے کہ ذکر کرے والا ذکر کر کے بوقتِ رو بقبلہ ہو۔ دو زانو بیٹھ۔ دونوں ہاتھوں کو  
دونوں زانوں پر سیدھا رکھ۔ اپنے طریقہ اور سلسلہ کے ذکر و شغل میں مصروف رہے  
اور تصور کر لے کہ میرے دل میں سوا حق جل و علا کے اور کچھ نہیں ہے۔

## خلوصِ نیت

نیت کے متعلق ذکر آیا۔ فرمایا کہ مخلوق کی نظر عمل پر رہا کرتی ہے اور خالق کی نگاہ نیت پر  
لہذا آدمی کو چاہئے نیت بخیر رکھے۔ درستی نیت کے ساتھ ساگرِ معالے درست ہوا کرتے ہیں۔  
چنانچہ نقل ہے کہ دمشق کی ایک مسجد کا ستولی نذر و نیاز کی بدولت بڑے چین اڑا پا کر تباہ تھا۔  
دیکھا دیکھ ایک فقیر عابد کی نیت بگڑی لیکن وہ خیال کرنے لگا کہ عجب نہیں ہے اگر اس  
مسجد میں چکر طاعت۔ عبادت کیجئے تو اس طرح کی نرمی اڑایا کریں۔ بلکہ بعد نہیں کہ رفتہ  
رفتہ تولیت ہی حاصل ہو جائے۔ غرض کہ وہ فقیر عابد اس مسجد میں آکر متکف ہوا۔ طاعت  
و عبادت میں مشغول رہنے لگا۔ مدت گزر گئی مگر کسی نے کوڑھی کو بھی نہ پوچھا۔ آخر کار سنبھلا  
اور ایک روز اپنے ذکر و شغل کے وقت مقررہ پر جناب باری میں ملتمس ہوا کہ اے عالمین میں  
اپنی بدبختی سے توبہ کرتا ہوں اب تیری طاعت۔ عبادت۔ تیرے ہی واسطے کیا کرونگا۔  
چنانچہ بعد ازیں جب وہ بخلوص نیت طاعت و عبادت میں مصروف رہا تو تھوڑے  
ہی دن گزرے تھے کہ حاکم وقت تولیت دینے لگا مگر اُسے قبول نہ کی۔



## شناخت فقرائے اصلی و نقلی

ایک موقع پر شیخ محمد امین امرائے دکن سے ستمبر ہوئے کہ یا حضرت جو ظاہر اللہ والوں میں  
لے کے لئے اسد والوں کی سی صورت شکل بناتے ہیں اور معاملات میں بھی درست نہیں ہوتے  
آنکی طرف سے کیونکر اطمینان کیا جائے اور ایسے لوگوں کی جانب سے کیسے خیال لایا جاسکے  
آپ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ ایسے فقراء کی حالت پر تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گر مرن کھڑے  
کھوٹے کی تمیز و امتیاز کا کام ہر ایک کا نہیں ہے لہذا چاہئے کہ ایسی جانچ پڑتال جھگڑائیں  
بڑے مرتبہ مافوقہام کے مال کا ریہ نظر کرے۔

اسی لئے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویش صورت کو درویش  
منوگزارہام اسکی تعظیم و تکریم چاہئے۔

## صفت مراقبہ

ایک روز آپ اپنے مرید میر یار علی کے سوال پر مراقبہ کے لغوی و اصطلاحی معانی بیان کر کے  
بعد فرمایا۔ مراقبہ وہ مراقبہ ہے کہ طالب طلبہ صومدین اس قدر مجہود و مستغرق ہو کہ دنیا و مافیہا  
کی اسے بالکل خبر نہ رہے کہ اس پر پہلے مثلاً حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مراقبہ کی صورت  
جسے آپ نے بتی کے خیال شکار موش کے وقت اس کے جس و حرکت ہونے سے اخذ کی تھی بیان  
کر کے پھر فرمانے لگے کہ ہمارے حضرت مخدوم صاحب قدس اللہ سرہ الغزیز کے مراقبہ کی بھی یہی  
صورت ہوا کرتی تھی کہ دنیا و مافیہا سے بالکل بچہ ہو جایا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مخدوم صاحب نظر کی نماز کے بعد داخل حجرہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھے  
میں اپنے حجرہ میں طلباء طریقت و حقیقت کو تعلیم دیتا رہا۔ شیخ زین الدین ہمشیر زادہ مرید  
حضرت بھی کسی کام کو چلے گئے۔ چونکہ مخالفین کو موقع کا انتظار تھا اسلئے ایسے وقت کو غنیمت جان  
ترا با ناجی قلندر نے حجرہ میں گھس آ پکوپھری سے گماں کیا اور جب یہ سمجھ لیا کہ کام تمام ہو گیا  
تب باہر نکلا۔

آپ مقام صمدیت میں تھے آپ کو اسکی کچھ خبر بھی نہوئی حجرہ سے خون باہر نکلنے پر جب وقت خدام  
انہیں معافی میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ لکھا ہے ہر کرا جانہ باز سامنی چارہ دان ویکہ درکار : من نولہ ۱۲

حضرت محمد و عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کہ فقیہ کو چاہئے کہ نہ شہم سیر ہو کر کما سنے نہ دیر تک سوئے۔

بعض کبار کے نزدیک ایک دن سچ کہنا کما نایعنے صوم و اووی رکنا امتیاز کیا گیا۔ بہر حال طریقت کے منازل و مراحل طے کرنا و الوان کو درک نفس کے لئے صرف تقویت چاہئے لہذا سہرہ رقی کھانی لے اور بس۔

### تعریف سماع مع جواز سماع

فرمایا کہ سماع ایک آواز موزون ہے نہ یہ علی الاطلاق حلال ہے نہ حرام۔ ایسی چار قسمیں کی گئی ہیں۔ اول حلال دوم حرام تیسرے مکروہ چوتھے مباح۔ پس اگر سننے والوں کا میل خاطر زیادہ تر حقیقت کی طرف ہے تو مباح۔ اگر مجاز کی جانب ہے تو حرام بتوسط ہی تو مکروہ۔ اسید طرح سامعین کا میلان اگر یکلہ حق ہوئی کہ طے ہے تو حلال۔

حلال کے لئے چند شرطیں بھی رکھی گئی ہیں۔ پہلے یہ کہ ایسے محافل و مجالس میں گانے بجانے والا مرد نہ ہو نہ عورت۔ دوسرے یہ کہ مزامیر کا لگاؤ نہ ہو تیسرے یہ کہ جو کچھ پڑھا جائے وہ فحش سے بالکل خالی ہو چنانچہ اسی بحث کے متعلقات میں آپ نے احادیث کا حوالہ بھی دیکر فرمایا کہ حضرت شیخ النبیوخ العالم فرید الحق والدین سے کسی نے حرمت و اباحت سماع کے بارہ میں کچھ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیے سوخت و نکاستر شد و گریہ و زور در اختلاف است۔

### مستلزمات سماع

فرمایا کہ خاص سماع اور موقع سماع کے لئے یہ باتیں ضرور ہونی چاہئیں پہلے فراغ خاطر۔ دوسرے مکان دلکش تیسرے اہل مجلس کا جھنجھٹیم شرب ہونا چوتھے عطریات کی موجودگی پانچویں حاضرین و سامعین کا مودب و سرنگون رہنا تاکہ باہم کمالہ و دیدہ بازی نہ کریں۔ چشم

۱۲ اکو ہی سماع سے کمال غفلت تھی جب دہلی میں پہنچے اسکی وجہ اکی تو بدین و معتدین ان مجلسوں میں شرب ہو کر قواحدانہ سہو ہو جایا کرتے تھے کہ یہ حالت بعضوں کے ناگوار خاطر تھی ایسے آسکو بادشاہ کے کاغذوں تک اس طرح پہنچایا گیا کہ سیر بند نواز کی مجلسوں میں شور و غل بہت ہی ہو اگر تاسے خلاف مشہد ساجد کے کہتے ہیں ایسا لہو کر یہ خامی امور کبھی کوئی فائدہ دیکر کہیں۔ ہزاران فیروز شاہ نے حکم دیا کہ آئندہ سے سماع خلوت میں ہوا کرے۔ چنانچہ اس وقت سے حضرت اپنے صاحبزادوں۔ یاروں۔ بہت عجب میں سماع فرماتے تھے یہ ہی رواج اہلک ہی جاسی ہے ۱۲

## فضائل صیافت

صیافت کے فضائل میں چند اجادِ وحی کا عوالہ دیکر نقل فرمایا کہ اسی عمل کے طفیل حضرت جبریل مہتر ابراہیم خلیل السلام کے لئے خلعت خالص لائے اور اسی طریقہ کے متعلق نبی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا معاصر حضرت شیخ الشیوخ فرید الملت والدین کا قول ہے کہ پارہ نان و کوزہ آٹا خلوص نیت سے دینا دینی و دنیوی نعمتوں کا حاصل کرنا ہے۔

انہیں روایات میں سے ایک اور روایت ہے کہ شیخ ابو اسحق شہر یار دزونی کو جب ایک عزیز آدمی کے بیٹے نوربانی کا کام کیا کرتے تھے جب شیخ عبد الغنی نے اپنا پیو کیا تو انہوں نے پوچھا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔ شیخ عبد اللہ نے فرمایا کہ تم اپنے کھانے پر نصف کمانا دو شہر و نکو دیدیا کرو چنانچہ انہوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ تین فقیر چلے آئے شیخ ابو اسحق نے حاضر پیش کیا جب فقیر ارکمانا کھا چکے تو کہنے لگے کہ اس شخص نے ہماری بغیر اس قدر کھا کھا دیا اس کے لئے دعا بخیر کرنی چاہی۔ ایک انہیں سے بولا میں نے اس کو دنیا دی کہ ابو اسحق کو کی بادشاہت ملی۔ دوسرے کہا کہ میں نے دین بخشا کہ ابو اسحق شیخ وقت صاحب خاں فوادہ ہوئے تیسرے دعا کی کہ اس کو دین و دنیا دونوں نصیب ہوں جیسا کہ ظاہر ہے ابو اسحق بادشاہ بھی ہوئے اور اخیر میں جماعت درویشوں کے سرگروہ بھی بنے۔

## کم کھانے کے منافع

کمال انسانی کے لئے قلت طعام و قلت الکلام و قلت المنام و قلت الصحت مع الانام کی ضرورت بیان کر کے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جس فقیر نے رات کو بھوکے رہنے کی عادت اختیار کی وہ شب اس کو شعب راج ہے اور جس فقیر نے صبح آٹھ بجے کھانا کھا منہ کھا اس کو گویا دوزخ کے دروازہ سے موندہ میٹھ ہوئی۔

ایک اور بزرگ کا منقولہ ہے کہ اگر کس کو سیر ہو کر قیام شب میں مصروف ہو تو اس سے کم کھا کر رات بھر کا سونا بہتر ہے۔

پس جب وقت صبح ہوئی اور اُس بزرگ نے سنتین۔ درود و طاعت ختم کر نیکی بعد مسجد میں پہنچ کر نماز کی نیت باندھی تو ایک شخص اُس کے قریب امام کے دابھنے ہاتھ آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ بزرگ نے سلام پیرتے ہی جو اس شخص کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ یہ تو اپنے ہی محلہ کے نیلگر کا ایک شاگرد ہے نہ دوست خدا۔

اس پر بزرگ نے خواب کو غلط تصور کر کے دوسری شب پیر استخارہ کیا۔ اس رات بھی وہ ہی صورت پیش آئی۔ تیسری مرتبہ پیر اور غسل کیا۔ مگر جب وہ ہی معاملہ طہو میں تو نماز پڑھ کر بزرگ اپنی تسکین خاطر کے لئے شہداء و صلحاء کی زیارت ہی کیواسطے چل کھڑا ہوا۔

اسی اثنا میں ایک آندھی نے آکر اُن بزرگ کو ایسا اڑایا کہ حضرت ایک سُن سان جنگل میں جا پڑے چونکہ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اسلئے امنون نے نیت کی کہ اگر جماعت لمبا سٹے تو اُس کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے کہ کیا ایک اس نیت کے ساتھ ہی ایک طرف سے موذن کی آواز سنائی دی۔ دوڑے کیا دیکھتے ہیں کہ اُس جنگل کے بچوں بیچ ایک چوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے۔ پانی بھی موجود ہے۔ موذن اذان دے رہا ہے۔ یہ بہت خوش ہوئے کہ جماعت ملگسی اور آیا دی کا بھی پتہ لگ گیا۔ وضو کرنے لگے اور بانگ صلوٰۃ سے سمجھ کہ ابھی ادبھی لوگ باگ آئے والے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تقریباً دو سو مرتین اکثر درویش صورت فقیرانہ وضع۔ بعض دستار بند تھے اگر جمع ہوئے۔

اب ان لوگوں کے آنے پر بزرگ سمجھے کہ میری دعائیں قبول ہوئیں۔ خدا کے دوست یہی لوگ ہیں۔ الغرض جب نصف بندی ہو کر تکبیر کا موقع آیا تو بزرگ کیا دیکھتے ہیں کہ کیا ایک تمام جماعت پر ایک مہبت سی طاری ہو گئی صفین ٹوٹ گئیں۔ سب کے سب سجدے دروازہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اسی اثنا میں دفعۃً وہ ہی شاگرد نیلگر منسلک لے ہوئے آیا اور امامت پر کھڑا ہو گیا۔ جب جماعت تم ہو چکی اور نمازی نماز سے فرصت پا چکے تو بزرگ نے اُس شاگرد نیلگر کا دامن پکڑا۔ اس نے اشارہ کیا کہ دس کہتین سنتوں کی پڑھو جب یہ پڑھ چکے تو پھر اُس شاگرد نیلگر نے کہا کہ یہ تمام نمازی۔ ابدال۔ اوقاد۔ سے ہیں۔ اُنکے قدم لو۔ دست ہوس ہو۔ دروازہ مسجد چارغ ہو۔

و گوش و ہوش سے سبک سبحتی کی طرف متوجہ رہیں جو کیفیت و لذت پیدا ہو اس سے حظ اٹھائیں مضبوط کریں اگر مضبوط نہ ہو سکے اور بے اختیار نہ تو اجد ہو تو یہ اور صورت ہے اسی لئے اسکو مباح رکھا گیا ہے چٹے موافقت قوم ہی لازم ہے یعنی اگر اہل وجد استاد ہوں تو اور جہاں کو بھی چاہئے کہ قنطاریا کھڑے ہو جائیں۔

## حال

اسکے بعد فرمایا کہ سماع میں اہل سماع پر کیفیات ثلاثہ انوار۔ احوال۔ آثار کا عوالم ثلاثہ ہی نزول ہوا کرتا ہے اگر عالم ملکوت سے روح پر فیضان ہے تو انوار۔ اور جو عالم جبروت سے قلب پر تو احوال۔ اور جو عالم ناسوت سے اعضا و جوارح پر ہے تو آثار۔ چنانچہ انہیں کیفیات کے اثر سے اہل سماع متاثر ہوتے ہیں اور اس سے تو اجد وغیرہ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

چونکہ اب بفضلہ تعالیٰ انوار المجاہد کے انتخاب سے بہ کم فرصت بل چکی لہذا حضرت سید بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے دو سے ملفوظ جامع الکلم نامی کا انتخاب و کیا جائے گا قافلاً و مستمع مقربان بارگاہ الہی کی عمومیت وضع اور علم مخصوص صورت

سید و اہلین سید شاہ حسین شہر بزم اکبر عرف میان بڑے حضور کے فرزند اکبر۔ جو جامع الکلم جامع تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے اور مولانا زین الدین کے تخیل میں جہاں فرہونے پر آپ نے اکثر معاملات خاص و حکایات مطول بیان کر کے فرمایا کہ ایک بزرگ کو بزرگان دین سے لو لگی کہ دوست خدا کی تحقیق کیجئے اور اسکی صحبت میں رہئے چنانچہ اسی جہ و جہد میں استخارہ وغیرہ کرنے پر اس بزرگ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ صبح کی نماز کے وقت امام کے دہانے ہاتھ تیرے قریب۔ جو کوئی اگر نیت باندھے وہ ہی ہمارا دوست ہے۔

۱۔ اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ اسی حال کے متعلق مسائل کے سوال کرنے پر حضرت روشن چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول انوار از عالم علوی نازل میشود و بار اول بعد از آن ظاہر میشود و قلب لہوہ و جوارح تابع قلب است چون قلب متحرک شود جوارح نیز در حرکت می آید فوائد الفاوا میں لکھا ہے کہ در حالت تلاوت و سماع سعادتی حاصل میشود ان پر چشم است انوار۔ احوال۔ آثار۔ و ان از دست عالم نازل میشود و ان سے عالم کو ام است ملک است و ملکوت است و دنیا جبروت و ان سے سعادت کو نازل میشود جسے جانے خود می آید بار اول و قلوب و جوارح تحت انوار اول ملکوت برادر ارج بعد از ان انچہ در دل پیدا میشود و انرا احوال گویند و ان از عالم جبروت است بر قلوب بعد از ان بگائے و حو کے و جنبے کذا ہر مشوہ و انرا آثار گویند و ان از عالم ملک است بر جوارح انچہ سرب العالمین ۱۲ من مولفہ ۱۲۔

کہ اسی اتنا رہیں بام کعبہ سے وہ شخص اتر کر آیا حضرت خواجہ کیا دیکھتے ہیں کہ بیجاں امیر المؤمنین حسین علیہ السلام ہیں۔

پس حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت آپ کے قدموں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول تو آپ کے لئے آپ کی عظمت ذاتی ہی کافی ہے دوسرے آپ کے جد اکرم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت جنابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دوسرے حضرت علی علیہ السلام کا وسیلہ کیا نجات آخر وہی کے لئے کچھ کم سرمایہ ہی ہر آپ کے بام کعبہ پر اس زار نالے کے ساتھ دعا مانگنے کا کیا سبب تھا۔

آپ نے آبدرد ہو کر فرمایا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر جس روز آیہ والہذا عشتیٰ ملک القریٰین کا نزول ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابہ فاطمہ علیہا السلام کو بلا کر تنبیہ فرمائی کہ انقدی نفسک من النار فالنار املک من اللہ شیئا یعنی اے فاطمہ! پرہیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کچھ کارگرموگی عذاب دوزخ کو نظر انداز کر دیا جائے اسی روز سے یہ خیال دامنگیر ہوا کہ جب پرہیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کار ہے تو مجھ کو پرہیز علی و مادرہ کی فاطمہ کیا فائدہ پہونچا سکتے ہیں اسی لئے آج کی رات یہ زار نالے تھی اور اسید واسطے واغوتاہ و امنیہ کا نعرہ بلند تھا۔

جوین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد سنا فرمایا دہلے گئے حج اٹھے کایسی باتیں کہ جب جنابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے پرہیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفع رسان تھیں اور بیجا امیر المؤمنین حسین علیہ السلام کو پرہیز علی و مادرہ کی فاطمہ غیر سود مند تو کیجیجین کس شمار قطار میں رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آرائش و نمائش نبوی سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تنفر

فرمایا کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں سفر کے لئے تشریف لیا یا کرتے تھے

بزرگ نے ایسا ہی کیا۔ جب دست بوس ہو چکے اور قدم پیچھے تو پھر شاگرد نیلگر کے پاس آئے وہ کہنے لگا کہ کیا تم میرا نیلگر بناؤ کیلکر مجھے بد اعتقاد ہو گئے تھے انہوں نے کہا بیشک مان شاگرد نیلگر نے یہ قول پڑھ سہ خاکسارانِ جہان را بہ حقارت منگرہ تو چہ انی کہ درین گرد سوا کا باشد اور بزرگ کی آنکھیں بند کر لے الارض کر بزرگ کو بزرگ کی چوڑا اپنے گھر کا راستہ لیا۔ جسوقت انکی آنکھیں کھلیں شاگرد نیلگر کی غلامی میں رہنے کے لئے اُسکے مکان پر پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ شاگرد نیلگر کے دروازہ پر ہجوم ہو رہا ہے انہوں نے ہجوم کا سبب دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ شاگرد نیلگر ابھی باہر کہیں سے آیا تھا دو گانہ پڑھتی ہوئے سجدہ میں تھا کہ جان بحق ہوا۔

حضرت محمد اکبر حسینؑ لکھتے ہیں کہ جب آپ یہ حکایت بیان فرما چکے تو آپ نے ابدیدہ ہو کر یہ دو بیتیں پڑھیں سہ آن بہ کہ نظر باشد و گفتار نباشد پد تا مدعی اندر پس دیوار نباشد پد سخو اہم معشوق زمانی وز منی پد من باشم و او باشد و اغیار نباشد پد

### خوف و خشیت حقیقی

فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے ایک شب حرم کعبہ کی حضور ہی پر بام کعبہ سے جو ایک آواز آتی ہوئی تھی تو سخت ہوسے کہ جب بام کعبہ پر کھڑا ہوا آنے جانیکی اجازت نہیں تو پہرہ آواز کیسی آرہی ہے چنانچہ جسوقت حضرت خواجہ کو استعجاب سے زیادہ یحییٰ بن کثیرؒ یعنی بغیر معائنہ موقع نہ سکے تو آخر کاریہ بھی وہاں پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ بام کعبہ کی چھت سے لپٹا ہوا ایک شخص مضطربانہ مچھرا رہا ہے۔ رو رہا ہے چیخ رہا ہے جناب باری میں عرض کر رہا ہے کہ اے العالمین دوزخ کی آگ سے مجھ کو جلایا جائے گا یا نہ جلایا جائیگا۔ انٹریان نا جہنم سے بہری جائینگے یا نہ بہری جائینگے۔ آنکھوں کو عذاب دوزخ دکھایا جائیگا یا نہ دکھایا جائیگا۔ زقوم کے مزے چکھائے جائینگے یا نہ چکھائے جائینگے یہ حالت دیکھ کر حضرت خواجہ چلے آئے اور کہنے لگے کہ یہ تو کوئی بہت ہی بڑا گناہ آدمی ہے جو اس طرح بلبلا کر واغوثاہ و اغیشاہ کر رہا ہے اب خامور رہنا چاہئے جب گریہ و انارحی سے ذمت یا کر آویگا اسوقت اسکو اچھی طرح دیکھینگے غرض کہ حضرت خواجہ اسکی انتظار ہی میں تھے





تو آخر میں اور جب سفر سے واپس تشریف لایا کرتے تھے تو جس سے پہلے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے ملا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے سفر سے آئینکی خوشی میں حضرت فاطمہ علیہا السلام نے رواجاد دیوار گیر یوں وغیرہ مکان کو زیب و زینت دے رکھی تھی آپ نے اسی معمول کے موافق خبابہ فاطمہ علیہا السلام سے ملنے کے لئے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ مکان دیوار گیر یوں وغیرہ مکان آتش و نیوی سے آراستہ ہو رہا ہے۔ یہ عالم دیکھ کر آپ اس وقت اُلٹے قدموں چلے آئے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

جب خبابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بغیر ملے ہوئے واپس چلے آئے تو خبابہ سیدہ فکرمند بیٹی ہوئی تھیں کہ مجھے کوئی غلطی ہوئی جسکی وجہ سے آئے ہوئے اُلٹے پیر دین پھر گئے کہ اسی اشارہ میں رافع ابن خدیفہ آگے اور اُنکے دریافت حال کرنے پر آپ نے ساری صورت بین کی رافع ابن خدیفہ بولے کہ آپ نے ان دیوار گیر یوں کو بھی دیکھا تھا خبابہ سیدہ نے فرمایا ہاں دیکھا تھا۔ اسکے بعد ہر آنسو نے پوچھا کہ یہ دیوار گیر یاں پہنچے بھی آپ نے کبھی لگائی تھیں آپ نے فرمایا نہیں اس پر رافع ابن خدیفہ نے کہا کہ آپ ہمیں جس طرح اصرار علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں آپ کو اس زیب و زینت سے کیا سہ و کار۔ بظاہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی عمل گوار گزرا جو آپ سے بغیر ملے ہوئے تشریف لے گئے۔

یہ سن کر خبابہ سیدہ نے فرمایا کہ اس سامان کو لچاؤ اور میری طرف سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کر کے عرض کرو کہ اسے بکوا کر فی سبیل اللہ دیدیا جائے رافع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ پیش کی حالت میں ہیں اور فرما رہے ہیں **مَا دُلَّا نَسْلِمُ الْوَلَا نَسْلِمُ** مگر رافع نے جرات کی اور جو سامان لایا تھا وہ پیش کر کے پیام مذکور عرض آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا وقد فعلت یعنی فاطمہ علیہا السلام نے ایسا کام کیا کیونکہ آخر وہ میری ہی لڑکی ہے۔

اسی طرح ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والصلوٰۃ جو سفر سے تشریف لائے تو خبابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دستوائے قرۃ پہنے ہوئے تھیں کہ آپ دیکھتے ہیں اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

دیتے ہی اور ون نے بھی آپ ہی کی متابعت کی۔ دوسرے روز پہر روزہ رکھا گیا اور وہی صورت پیش آئی تیسرے روزہ کی افطاری کے موقع پر بھی جیسا یہاں ہوا تو چوتھے دن علی الصباح یہ بزرگوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بظاہر تفتی کے آثار نمایان ہوئے کہ سبب جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت حال کیا تو جناب علی علیہ السلام کی تمام روداد بیان کرنے پر آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو جبریل علیہ السلام ایسوقت یہ حکم لائے ہیں وطمعون الطعام علی حبہ مسکینا ویتما واسیرین جب یہ عالم بیان ہو چکا تو حضرت بندہ نواز گھیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جن بندگان خدا کے اعمال حسنہ صادر ہوتے ہیں اس کے لئے جزا ضرور رکھی گئی ہے مگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے مطابق کہ جنگی بدولت خبر ملی۔ آگاہی حاصل ہو۔

**نار دوزخ سے نار یون کے عذاب عدم عذاب کی بحث**  
 فرمایا بعض حضرات صوفیہ جو عذاب دوزخ کو عذوبۃ المار سے مشتق سمجھتے شیرینی و خوشگوار ہی کے طعمانی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوزخیوں کو دوزخ میں آرام ہی آرام ہے۔ نہ تکلیف کیونکہ وہ نور و قہر آتی ہو کر ازایت کا استحقاق پیدا کر چکے اور نار دوزخ بھی شان قہاری کا ہی مظہر ہے خدا ناری کو نار میں سمندر کی طرح راحت ہوئی نہ تکلیف سواں قسم کی تاویلین عقل و نقل کے خلاف صحیفہ سادہ کے مخالف۔ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے اقوال کی مناقض ہیں۔

دوسرے دوزخی جو قہر آتی کے سبب ناری ہوا اور ایسے ناری کو نار ہی کی سپرد کیا تو ظاہر ہے آگ کی اور بھی شدت ہوئی جب آگ کی شدت ہوئی تو لامحالہ اسے اور بھی زیادہ عذاب ہو چکا یا نہ آرام تیسرے دوزخی کا جسم سمندر کی طرح بسیط نہیں جو اپنے جزو واحد میں رکھ کر آرام دے یہاں اس کے خلاف عناصر ربیعہ متضادہ باہمی کے اعتدال ترکیب پر ایسے جسم مرکب اعتدال پسند کے لئے دوزخ کی افراط حرارت میں عذاب ہی عذاب ہوا نہ راحت و آرام

### انتظام عالم میں حق و باطل کے نتائج

جناب جزا سے ملک و بد نظمی روز گاہ کے بارہ میں فرمایا کہ اب چونکہ زمانہ سے حق کا رواج آگیا باطل ہی باطل رہ گیا ہے اس لئے خرابیاں ہی خرابیاں پیدا ہو کر خلل انداز امور اہل عالم ہو رہی ہیں

سے زیادہ معاذ بن جبل، قنصارت و حکومت حق میں سے زیادہ علی اور یہ ظاہر ہے کہ قاضی و حاکم وہ ہی شخص ہوگا جو عدل و سچائی حکم خواندگی و انانائی و غیرہ صفات سے موصوف ہو بناؤں علیہ جو حاکم و قاضی تھیں اسی کو مقام محبوب مراد حاصل ہوا

## ولایت و نبوت کا فرق اور انکی عمومیت و خصوصیت

ولایت و نبوت کے عام و خاص ہونے اور انکے طریقہ بابہ الامتیاز کے بارہ میں آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ بطرح انبیاء علیہم السلام سے کوئی نبی ایسا نہیں کہ پہلے ولی نہ ہو یا ہو سیکر نبوت کے لئے صحیح الاصل و شریف النسب ہونے کی بھی خصوصیت ہے۔ رہی ولایت۔ اسکا واسطہ کچھ شرافت و نجابت کی قید نہیں پس اس سے معلوم ہو گیا کہ نبوت کا مرتبہ خاص ہے اور ولایت جز و نبوت ہے۔ وہ عام۔

## جزائے اعمال حسنہ

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین حسن علیہ السلام کے موقع علالت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے لئے تشریف لا کر حضرت علی علیہ السلام و جنابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ محتضانی حسن کے لئے روزہ ہائے سہ روزہ کی نیت کرنی چاہئے کہ بابتلع امر جنابہ فاطمہ و حضرت علی و حضرت حمین و نیز جناب حسن علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طہارت مع کینز کے نیت کر لی گئی چنانچہ جب آپ محتضیاب ہوئے تو ایفائے نیت کے لئے پہلے ہی روزہ روزہ رکھا گیا تو افطاری وغیرہ کے لئے کچھ بھی نہ تھا مجبوراً فروت کی نظر سے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے فقط نیم صلح جو قرض لئے۔ پانچ روٹیاں تیار کرا۔ ایک ایک تقسیم کر لی چونکہ سائل کے سوال کو رد کرنا اور خود فقر و فاقہ سے رہنا ان بزرگواروں کا معمولی عمل تھا اسی لئے جواب اس موقع افطاری پر تقمہ لیتے ہوئے ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ اس وقت جو کوئی مسکین کو روٹی کا ٹکڑا دے وہ مستحق رحمت الہی ہو تو اسی وقت حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنی روٹی سائل کو دیدی آپ کے

لے تیریں ترکینا ملے، متحابہ کرام کے بارہ میں طوار کی طرح آزمائی بھی دیکھنی چاہئے۔ صدیق مکر عثمان جیسے افضل اعلیٰ اکل اطہر۔۔۔ جہان و مسجد و محراب و منبر و ابو بکر و عمر عثمان و حیدر۔۔۔

جیسے خمر و خنزیر کے خورد و نوش کے موقع پر اگر طبیعت ہی نفرت کر جائے کر جائے مگر یہ دشوار کہ بخوف  
اکہی اس سے محرز نہ ہوں پس ایسے مسلمانوں کی حالت پر ہزار ہزار افسوس نہ یک فسوس کہ ہر دم  
ہزار بار فسوس نہ یک حریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ۔

### نہ مہینہ غفلت

انسانی عادتوں کی تین نگینیں حازم، جازم، غافل۔ قائم کر کے فرمایا کہ وقوع واقعہ سے پہلے ہی جو  
بہرہ دار راہہ حازم۔ اور جو کوئی عین سنو ح سا کھ پسنملا وہ جازم۔ اور جو حدوث حادثہ سے  
پہلے نہ عین اسکے حدوث پر اپنے بجاؤ کی تدبیر کر سکا وہ غافل ہے پس آئیہ افشش بح اللہ صدق  
کے توضیح معانی میں نو یقذف فی القلب بیان کر کے ایسے صاحب قلب کی جو یہ نشانیاں کہیں کہ  
الحق اشع بن داد الغرور سر اسے غرور سے دور رہنا والی اب تالی الحدیث الخلق بازگشتن طرف سر اسے  
جاو دانہ ولاستعداد لعلی قبل نزولہ تیار رہنا مرگ کیلئے اس سے پہلے تو اس سے ثابت ہو گیا  
کہ جسطرح ایسے شخص میں لامحالہ حادثات ثلاثہ حازم، جازم، غافل۔ سے عادت حازم ہی ہوگی۔  
اسی طرح تمام زندگان خدا کو چاہئے کہ وہ ہی صفت حازم سے ہی موصوف ہو نیکی کو شش کریں  
نہ غافل رہنے کی کہو کہ شہادہ غفلت سے مشحون اللہ عکد الامام کی صفات کی تکمیل نہیں ہوتی جب  
اسکی تکمیل نہوتی تو ظاہر بہ نقصان ہی نقصان ہیں۔

### ارتکاب معاصی کے لہذا نڈے پر پیر

ارتکاب معاصی کے لہذا نڈے پر پیر کرنے کے بارہ میں فرمایا کہ دنیا کے دم بہرے مڑ کیلئے گرفتار  
معصیت ابر ہی ہونا سنا فی عقل سہم حائل مذہب سہم اکہی بہ ملا ہی پس انسان کو چاہئے کہ  
معاصی سے قطعی اجتناب رکھے کہ اسکا اعتبار ہی ہیں دین و دنیا کے مڑے ہیں۔ دیکھو ایک بزرگ  
خواجہ فلان شکی کا ذکر ہے کہ آنکھ بڑن سے مشک کی خوشبو بہت آیا کرتی تھی پوچھنے والوں نے  
پوچھا کہ خواجہ تمہارے پاس اسقدر مشک کہاں سے آیا جو تم روزمرہ مل لیا کرتے ہو۔ بولے بھائیو  
میرے پاس مشک کہاں گرد و اصل حقیقت حال یہ ہے کہ میں ہایک دن رستہ چل رہا تھا پیاس کی  
وجہ سے ایک مکان کی دہلیز میں کھڑے رہ کر جو میں نے پانی پیئے کے لئے مانگا تو اندر سے ایک  
لوٹڑی نے آکر مجھ پانی کا کوزہ دیا میں تو پانی کے پئے میں رہا لوٹڑی نے جاکر جھٹ پیٹ

اگر حق کی ترویج رہے تو سارے معاملے درست رہیں کی طرح کی کوئی خرابی نہ ہونے پائے چنانچہ  
 دیکھو کہ ایک مرتبہ میرا نبار داخل و مباح شرعی کے خزانچے جو سال بہر کے محصول مقررہ کے علاوہ  
 اور بھی بیکدر ہدایتی زوائد لیکر حضرت حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 تو اپنے فوراً ہی اس عمل کی وجہ سے میرا نبار کے علیحدہ کرنا حکم دیدیا جب میرا نبار کو اپنے  
 بریت کے لئے کوئی اور موقع نظر نہ آیا تو آخر کار انکو یہ سوچی کہ کوئی ایسی بات عرض کرنی چاہئے  
 جس سے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام خوش ہوں اور میرا قصور معاف ہو جائے کہ اس  
 خیال کے آتے ہی میرا نبار نے عرض کیا۔ سیدی جہان کا قیام دو پایہ پر مبنی ہے ایک پایہ حق  
 دوسرا پایہ باطل حضور یہ جانتے ہیں کہ عالم میں ایک پایہ حق ہی حق رہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دنیا  
 کی اس حکیمانہ دفع و دخل پر اگر ہم اپنے غایت لباشاقت سے قصور معاف کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے  
 لئے سخت تنبیہ کر دی کہ پھر ایسا نہ کرنا پس یہ ہے جہان طریقہ حق پر اسید طرح دار و مدار ہوا و مان  
 طبعی کے انتظام بھی قائم رہے اور جہان یہ نہیں دہان ابتری ہی ابتری ہے

### ترک دنیا

دنیا و مایہ کے ترک کرنا تعلق فرمایا کہ جب یہ نہ ہو چکا کہ اخیر فی شئی من الدنیا الا فی الفقر و عنہما  
 تو اس کے چوڑ دینے ہی میں مزے ہیں نہ اس سے تعلق رکھنے میں  
 دنیا داروں کے ظاہری و زبانی خوف خدا پر تاسف  
 دنیا و اہل دنیا کے تذکرہ میں فرمایا کہ اگر سوال کیجئے دنیا بہتر ہے یا آخرت تو کہنے کو یہی کہیں گے  
 آخرت مگر حال یہ ہے کہ اگر کسیکے چار پیسے جاتے رہیں اسوقت اسے دیکھئے کہ کس قدر مائل ہو جاتا ہے  
 غایت امداد سے یہاں تک بھی لوبت پہنچ جاتی ہے کہ آنکھیں گرجا جاتی ہیں چہرہ مستہ جاتا ہے  
 لیکن نماز جاتے رہنے پر اگر ایسا ہی مرد و پندار مسلمان ہے تو فقط ایک دو مرتبہ استغفر اللہ کہے  
 چپ رہ جائیگا اور کسی بات کی اسے پروا نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو کچھ خوف خدا تھا فقط  
 زبانی ہی زبانی سہری طور پر تہانہ تہر دل سے۔ یہ ہی حالت اور منہیات شرعی میں ہے

لے اللہ حفظنا من شرہ و انفسنا و من حیات اہلنا و انفسنا تو فی اتباع الحق و اجتناب باطل آں لمحیہ المعطفہ و اللہ اعلم  
 و اصحابی الخیر علیہ السلام علیہم اجمعین ۱۲ من مولفہ

معاملہ کیجئے تمام دکاندار خوش نیت ہی خوش نیت ہیں۔

تھوڑا زمانہ گزرنے پر جو وہی شخص پہر آیا اور اس نے دریافت حال کیا تو جواب پایا کہ فلان و فلان کے علاوہ اور سب سے معاملہ کرنا چاہئے۔

جب اسپر تھوڑا زمانہ اور گزرا تو کہنے والوں نے کہا کہ کسی سے معاملہ نہ کرو مگر فلان و فلان کیساتھ یہ تقریر سن کر مستفسر کا پٹھا اور کہنے لگا کہ اگر یہی حال رہا تو وہ زمانہ ہی قریب ہی آجا دیگا کہ کہنے والے کہیں گے کہ اب معاملہ کا کوئی بھی سچا نہیں۔

اس موقع پر ہمارے حضرت سید بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آہ سرد بولی اور فرمایا کہ اب وہ زمانہ ہمارا زمانہ ہے حسین سچائی کا نام ہے نہ پیروی حق کا نہ پیر سلوک سلوک کا نہ

### محامد صوفیہ کرام

محامد صوفیہ کرام کے تذکرہ میں فرمایا کہ ایک روز حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع راہ گزر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ شبیان راعی کا بی آدھر سے گزرا ہوا امام شافعی نے فرمایا کہ اس صوفی عامی سے ایک مسئلہ شرعی پوچھتا ہوں امام احمد حنبل نے کہا کہ یہ بیڈھب لوگ ہیں ان سے پوچھ کر کچھ نہ پائیے مگر امام شافعی نے نہ مانا اور سوال کر ہی بیٹھے کہ اسے صوفی اگر ایک وقت کی نماز کیسی فوت ہو جائے اور اس کی یاد نہ ہو کہ کونسے وقت کی تھی تو اسکو کیا کرنا چاہئے۔

شبیان راعی نے جواب دیا کہ ایسے غافل کو چاہئے کہ وہ باپچون وقت کی نماز بالترتیب پرادا کرے امام شافعی یہ جواب سن کر قیاب ہو گئے اور زمانے لگے کہ جب جماعت صوفیہ سے شبیان راعی عامی جیسے کا یہ حال ہے تو انکے علماء و خواجگان کا تو ذکر ہی کیا۔

### خاموشی

فرمایا بعض فقہاء کا طریقہ یہ کہ وہ بات چیت کر نیکو بالکل پسند نہیں کرتے خاموشی کے ہی عاشق ہوتے ہیں چنانچہ دریافت کرینوالوں نے ایک فقیر سے جو اسکا سبب دریافت کیا تو وہ کیا جواب دیتا ہے کہ اگر کمون لینے مخلوق کا تذکرہ کیجئے تو وہ اس لایق نہیں اور اگر کمون لینے خالق کا ذکر کیجئے تو بیان سے سوا اسلئے خاموشی ہی بہتر ہے۔

بلکہ ایسے کہنے والا کہہ دے کہ یہ بڑی بڑی بات ہے بد و خیر کا ذکر بعض بھوشی نہ دراز ہے نیز حال گفتار : خاموشی خاموشی بھوشی : سن معلوم

دہلیز کے دروازہ کا قفل لگا دیا اور اس کے بعد بی بی غازی بھی آگئی اور مجھے بستر میں دھمکنائی کی بات چیت کرنے لگی جب میری طرف سے انکار ہوا تو طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں۔ ڈرایا گیا قتل کر دینے تک کے ارادے ظاہر کئے گئے۔ اس پر مجبوراً میں نے بخوف الہی معیت بچنے کے لئے سوچ سمجھ کر دریافت کیا کہ قہرچہ کمان ہے بنا دیئے پروان پہونچتے ہیں قہرچہ کی تمام وکمال نجاست و غلاظت کو سر سے قدم تک مل لیا اور باہر آکھڑا ہوا جب گروالوں یہ صورت دیکھی تو گھٹن کھا کر مجھ کو نکال دیا میں خوش ہوتا ہوا بی بی کے کنارے پہونچا اور ہانے دھوئے لگا پس قننا میں نہاتا دھوتا تھا اتنی ہی مشک کی خوشبو پیدا ہوتی تھی اور اسوقت سے اسوقت تک بستر میری یہی حالت ہے لیکن مشک ہی مشک کی خوشبو میرے جسم سے ہر وقت آتی رہتی ہے۔

### سلوک کا لکان ماضی و حال کی صورت

فرمایا کہ زمانہ گذشتہ میں سلوک ہی سلوک تھا کیونکہ اسے اسے اسے تک کو سالکان راہ حق کی پیروی تھی جیسے دیکھو خواجہ سرمی سقطی خواجہ ابوالحسن بخاری وغیرہ کیہ لوگ سقط فروش وغیرہ ہی تھے مگر پیروی حق میں ان کا جو کچھ حال تھا وہ دیدنی و شنیدنی ہے چنانچہ حضرت خواجہ سرمی سقطی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ساٹھ درہم میں مذکورینہ خرید کر نیت کی کہ انکو پیٹھ درہم سے زیادہ میں فروخت نہ کروں گا۔ تسوڑے ہی بھڑکے بعد ایک مزدور تمنا آیا اور آپسے اسے خرید و فروخت کی بات چیت ہوئی آپنے اسی نیت کے موافق پیٹھ درہم مانگے۔ خریدار نے کہا کہ حضرت آجکل تو شتر کا بھاؤ ہے اگر آپ اپنی نیت کے موافق پیٹھ درہم لینا چاہتے ہیں تو میں آجکل کے نرخ موجودہ شتر سے کم میں سودا نہیں کر سکتا العرض نہ حضرت خواجہ نے پیٹھ درہم سے زیادہ لینے قبول کئے نہ خریدار نے شتر درہم سے کم میں خریداری منظور کی۔

یہ نقل بیان کر کے حضور نے فرمایا کہ کیوں دیکھا اس زمانہ کے لوگوں کا کیا حال تھا۔

اسی طرح قوت العلوب میں آیا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک خریدار نے بازار میں پہونچ کر دریا کی کیریاں کے دکانداروں میں کس سے معاملہ کرنا چاہئے سب نے بالاتفاق کہا کہ جس سے جی چاہے

پیر لینے پر یا وہاب یا وہاب متر دفعہ دو ہر الیا جائے چوتھے یہ بھی معمول ہو کہ ہر منینہ کی تیرہویں  
چودھویں پندرہویں تارخون میں روزہ دائر ہے۔

### طریقہ افطار صوم

شیخ عمر نامی ایک بزرگ آپ سے مستفہ ہوئے کہ یا حضرت نمک سے روزہ کو منہ والے جو روزہ  
کو ملتے ہیں اسکی کوئی سند ہی ہے آپ نے تفصیل فرمایا کہ بیٹے فقہ میں یہ سبب ہو کہ آتش دہندہ  
افطاری چاہئے جیسے خرما وغیرہ اور ہمارے خواجہ اور حضرت شیخ نظام الدین و حضرت شیخ  
فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہ دستور رہا کہ روٹی کا ٹکڑا کھا لیا اور پانی پی لیا یہ  
ہی ہمارا طریقہ ہے۔ رہی نمک سے افطاری سو یہ تو کچھ یوں ہی سی بات معلوم ہوتی ہے ہماری  
نظر سے اسکی کوئی سند نہیں گذری۔

### تحقیق صل خرقہ مشائخ

یہ وہ ہی موقع تو ہے جسکی نسبت ہم انوار المجالس کے انتخاب میں وعدہ کر چکے ہیں تھے کہ  
جوامع الکلم کے انتخابی مواقع پر ہونچکے مفصل بیان کرینگے چنانچہ سنئے کا اک روز نماز ظہر کے بعد  
مولانا عمر شہنشاہ سید کے بیٹے نے دریافت کیا کہ خرقہ مشائخ کی بابت جو یہ روایت ہے کہ  
جبرئیل امین نے لا کر حضرت پناہ مبر علیہ السلام کو دیا اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کو کیا یہ صحیح ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کتب احادیث صحیحہ میں تو میری نظر سے یہ روایت نہیں گذری مگر کتب اہل سلوک  
میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شب معراج کو جو بشت کے ایک جڑہ زریں  
مقتضی برپڑی تو آپ نے حضرت جبرئیل سے اس کے معائنہ کرائے لے لے کہا جبرئیل امین فرمان کے منتظر  
ہوئے حکم ہوا کہ مولو۔ معائنہ کراؤ۔ حضرت جبرئیل نے جڑہ کو لکر ملاحظہ کرنا چاہا تو آپ کیا دیکھتے ہیں

لے انیس یا م کو یا م مضی کہتے ہیں ۱۲ من مولفہ ۱۲

لے یہ تو مدکی صورت بیت کا نقشہ تھا ایک تصویر بیت عورت ملاحظہ اور بلا جب کوئی عورت یا کسی مرید بیوی اور وہ عورت مردہ دیکھتا  
ہے تو یا تو ذریعہ وکیل محمد بن درمیان میں ایک چادر حائل کرا۔ یا زمین بانی دیکھا اور تو اپنی شہادت کی انگلی کا پچھلے جس میں  
ترزما لے۔ اور ہر اسکا زدن مرید سے سیر طرح انگشت شہادت کو کرا یا جانا اور بقاعدہ مقررہ جو بیت یہ بانی عورت کو ہوا کہ بعد مال  
یا وامنی اسکے پر کہو اور بیکانی ۱۱ من مولفہ ۱۲۔



## صورتِ بیعت

صورتِ بیعت کی نسبت آپ کے اس طور سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کے مرید جو نیکی آرزو مند ہوئے پر اپنے آپنا پنجہ دست راست اُسکے پنجہ دست پر رکھ کر فرمایا کہ تمہارے خواجہ اور خواجہ خواجہ اور تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ عہد کیا کہ شریعت کے قدم بقدم چلنے۔ زبان و نگاہ کی حفاظت رکھنے کے علاوہ سب ہی باتوں کی پابندی رکھی جاوے گی چنانچہ اُسکے ایجاب و قبول پر آپ نے احمد لدر رب العالمین کہہ کر مقرر ارض منگا۔ تکیہ پڑھ تھوڑے سے بال اُسکے دامن بامین دونوں بنا گوش کے موقع سے الگ کئے اور پھر تکیہ پڑھا اور چارتر کی طاقیہ اُسکے سر پر رکھ کر فرمایا کہ جاؤ دو گانہ پڑھو جب وہ دو گانہ پڑھ کر حاضر ہوا تو فرمایا کہ بھئی اب سنو جو طرح کوئی شخص لشکری بننا چاہے تو تیغ و تبر۔ تیرو کمان۔ وغیرہ سے اُسکو نوکا۔ یا اگر کوئی تسلیم بنے تو اُسے دوات۔ قلم۔ کاغذ۔ بغیر اُسے چارہ نہیں۔ اس طرح اگر مرد۔ صوفی بننا چاہے تو اُسکو سب سے پہلے یہ بامین اختیار کرنی چاہئیں۔ اول یہ کہ نماز جمعہ بغیر عذر شرمعی ترک نہو۔ دوسرے یہ کہ پانچون وقت کی نمازین جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں تیسرے یہ کہ شام کی ہر نماز کے بعد ادا بامین کی چھ رکعتیں اس صورت سے پڑھنی چاہئیں جسکی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین دفعہ سورہ اخلاص ہو ہر ایک دو گانہ نگاہداشت کے ایمان کیلئے اور اس شکل سے پڑھا جائے کہ جسکی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات دفعہ سورہ اخلاص ایک دفعہ قل اعوذ برب الفلق ایک دفعہ قل اعوذ برب الناس ہو اُسکے بعد سجدہ ہو کر یا حی یا قیوم جتنے علی ایمان تین مرتبہ کہے۔ اسید طرح رات کی ہر نماز کے بعد جب ایک دو گانہ اسطو سے پڑھ لیا جاوے کہ جسکی رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص ہو تو پھر سلام

۱۔ اتباع مشرعیہ کے متعلق اپنے سلطان احمدؒ کو مکتوب لکھ کر فرمایا تاکہ میں نے تیرے حق میں جو کچھ کیا ہے اُسے قویاً ماننا ہے پس میرے لوگوں میں سے جو شریعتِ خدائی کی پابندی کرے تو اُنکی رعایت کرو اور جو حق و خلاف شرع عمل کرے اُنکا قوی مخالفت بجاؤ وہ میرے ازندون میں سے ہی کیون نہو۔ اس طرح ایک روز حضور ذوق و شوق کی حالت میں تھے جناب ادبی حجازی سے خطاب ہوا اھل مکہ گفت سے جو کچھ کرنا چاہتا ہے کہ شریعت تری ماننے میں ہے اُسے جواب دیا کہ ہاں تو وہ ہی ہے جو کچھ وہاں تکین میں میرے خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیروی محمود و نکاحی برتات قدم رہو نکاح و کچھ زنا مارا گیا ہے وہ بھی مجھ کو نکاح جن امور سے لئے مخالفت کر دی گئی ہے اُنسے کزیر کرتا رہو نکاح و کچھ عیاد و الفخ کیسہ و رازہ بہ تیغ بنی گشتہ اور رازہ انیس بنی ہم طریسؒ اب سر بھان از و شہ علی بن من موطع ۱۲

## شرور نفس سے بچاؤ

فرمایا کہ نفس موزی کی طرف سے بڑے بڑے کھل اولیاء و بزرگان دین نے ہر وقت احتیاط رکھی ہے جیسے دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک راجہ آپ باہر سے گزرنے لگے تو مکان میں لڑکی بالیوں کے سوائے اور کوئی ہی نہ تھا باوجودیکہ ہوا سخت تند چل رہی تھی مگر آپ اندر نہیں گئے دروازہ پر ہی بیٹھ گئے پوچھنے والوں نے جو پوچھا کہ یا حضرت آپ اندر تشریف کیوں نہیں لیجاتے تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ ہاں مگر میں لڑکی تنہا ہے اسکی والدہ اسوقت نہیں ہیں اسلئے میں اندر نہیں جاسکتا۔ پس اس طرح عام مسلمانوں پر چاہئے کہ وہ اپنے نفس کی جانب سے بخوف و بے ہوشی ہر وقت ہر لمحہ اسکے داؤ گھات سے بچتے رہیں۔

## سبب توبہ خواجہ عبدالعزیز

خواجہ عبدالعزیز مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اسکی خرید کردہ غلام نے کہا کہ اگر تم مجھے خدمت نہ لیا کرو تو میں تمکو روزانہ ایک دینار دیدیا کروں خواجہ نے بمقتضای طبع بشتیت ایک دینار روزانہ کے عوض میں اس سے خدمت لینی ترک کر دی جب اسکی قدر عرصہ گزرا تو لوگ انکو لے کر اور ہر خواجہ کو تو علیحدہ مطعون کیا اور ہر غلام کو بھی اپنے مضمون میں چوری پیشہ قائم کر دیا کہ یہ عالم دیکھ کر حضرت خواجہ کو تلاش ہوئی کہ فی الواقع روزانہ غلام غائب رہ کر دینار کمان سے لے آتا ہے چنانچہ اسی تلاش میں ایک شب کیا دیکھتے ہیں کہ غلام نے چپکے سے انکی کمان کے دروازہ کا رخ کیا با آنکہ دروازہ مقفل تھا مگر قفل ہی آپ ہی گھلایا اور دروازہ ہی کہ دروازہ گھلجانی پر غلام نے باہر کا راستہ لیا خواجہ ہی اٹھے اور جھٹ پٹ باہر آئے جب خواجہ باہر آ گئے تو دروازہ کمان کا بدستور اپنے آپ ہی بند ہی ہو گیا۔ یہ تماشہ دیکھ کر خواجہ کہنے لگے کہ یہ غلام چوری نہیں ہے جادوگر ہی ہے۔ الغرض خواجہ اور غلام چلا چل ایک گورستان کے موقع پر پہونچے غلام تو ایک حجرہ نما گورین آتر پڑا خواجہ اپنے موقع سے الگ کھڑے رہ کر خیال کرینگے کہ شاید اس مقام سے غلام چوری کا مال کھالنے آیا ہے جب غلام اس حجرہ سے باہر نکلا اور خواجہ کو انظار میں عرصہ گزر گیا تو آخر الامر خواجہ غلام کے سر پر ہی جا کھڑے ہو گیا دیکھتے ہیں کہ وہ گور حجرہ نما تو نورانی قندیل سے منور ہو رہی ہے اور غلام عبادت میں مصروف ہے۔ مساز

کہ اُسکے اندر ایک سو کا صندوق سونے کی قفل سے قفل رکھا ہوا ہے آپ نے حضرت جبریل سے اُسکے  
 کو لے کے لئے فرمایا جبریل امین فرمان کے قنطرہ ہی تھے کہ حکم ہوا اس صندوق کو بھی لکھو لو جب  
 وہ صندوق کو لایا تو اُس صندوق میں سے ایک اور صندوق نکلا آپ نے اُسکے ہی کو لے کے لئے  
 فرمایا اسی طرح حکم ہوا جو وقت یہ صندوق نکلا تو اُسکے اندر سے بھی ایک اور چوٹا سا صندوق نکلا  
 کما سکو بھی بعد فرمان آئیکے کو لایا اُسکے کو لے کر امین سے بھی ایک اور خورد تر صندوق نکلا  
 کو لایا تو امین سے خرقة مشاع نکلا۔

اس وقت آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ کیا یہ خرقة میرے ہی لئے رکھا ہوا تھا فرمان آیا کہ  
 ہاں۔ ہزار ہا پیغمبر گذر گئے کسی کو یہ خرقة نہیں دیا گیا آج تک کو دیا جاتا ہے کہ تیرے ہی لئے رکھا گیا  
 تھا اب اس کو پہن آپ نے اسی وقت پہن لیا اور عرض کیا کہ اگر العالمین اس خرقة سے مین ہی مخصوص  
 ہو چکا ہوں یا میری امت بھی اس کا استحقاق رکھتی ہے کہ پہلے اُسکے متعلق ایک بات تلقین ہو کر  
 پہر حکم ہو کہ نہیں تیری امت سے بھی جو کوئی یہ بات بیان کرے اُسے دینا چاہئے آپ نے  
 مراجعت فرمانے پر چاروں یاروں کو جمع کر کے کہا کہ ہر کوئی خرقة طلب ہے اور حکم ہوا ہے کہ تیری  
 امت میں سے جو کوئی ہماری القاکہ ہوئی بات کو بیان کرے وہ بھی اس خرقة کا مستحق ہے پس  
 اب تم میں سے جو کوئی وہ بات بیان کرے وہ بھی یہ خرقة لے چنانچہ سب سے پہلے حضرت  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے درپٹ  
 کیا کہ اگر تم تکو یہ خرقة دین تو تم کو ناسا فضل اختیار کرو وہ بولے کہ صدق آپ نے کہا اچلے مکانک  
 یعنی اپنی جگہ پر بیٹھو اُسکے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُٹھے اُسے بھی پوچھا گیا کہ اگر تکو یہ خرقة  
 دیا جائے تو تم کیا چیز اختیار کرو انہوں نے عرض کیا کہ عدل اُنکو بھی اُنکی جگہ پر بیٹھا گیا اُسکے بعد  
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی سوال ہوا اور انہوں نے جواب دیا کہ جیسا کہ اُنکو  
 بھی اُنکی جگہ پر بیٹھا گیا بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اسرار خفی و جلی علیہ التحیۃ و العلوۃ کا وار آیا  
 اور آپ سے بھی یہی پوچھا گیا کہ اگر تکو یہ خرقة دیا جائے تو تم کو نسا عمل کرو آپ نے عرض کیا کہ  
 یا حضرت عیب پوشی بندگان خدا اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 انت لہ وھو لک یعنی یہ خرقة تم پہنو کہ تم اس کے لئے ہو اور یہ تمہارے لئے۔

## عشر الی اربع

منے آئے و سخن بالسیمان الیہم غد و ہاشمہ و رد احسانہم کے موقع پر فرمایا کہ جس طرح تخت حضرت سلیمان علیہ نبینا و علیہ السلام تعمیر ہوا کی بدولت مہینوں کی مسافت گزریوں میں گزلیا کرتا تھا اسی طرح عاشقان خدا و قربان بارگاہِ صمدیت کی کیفیت ہے کہ وہ بھی غلبۂ عشق کی وجہ سے ہوا کے شوق میں پرواز کر کے آنا فانا فرشتہ زمین سے عرشِ معلٰی تک پہنچ جاتے ہیں چنانچہ دیکھو شبِ معراج میں جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عروجی و نزولی حالت یا ہمارے شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ جو خاص اپنے حضرت اخیرِ سرور سے ایک روز فرمایا کہ اے خسرو آج جو چند مرتبہ ہماری آنکھیں جھپکیں تو ہم ہر مرتبہ عرشِ بریں کی سیر کر آئے۔

## مرد و نکو چوٹی نما بالون کے پیچھے ڈال کر کہنے کی ممانعت

کئی زمانہ میں وئی والون نے چوٹی کی طرح بالون کو گوندھ کر پیچھے ڈالے کہنے کی رسم جاری کر دی تھی پوچھنے والوں نے جو پوچھا کہ یا حضرت یہ کیا بات ہے تو اپنے فرمایا کہ جسے وئی پر ترکون نے قبضہ کیا یہ انکی رسم اور وہ میں بھی جاری ہو گئی۔ اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے من استرسل شعاع فقفاه حشر لہ یوم القیمۃ مع الخائفین اب رہی یہ بات کہ حدیث مذکورہ بالا کما تک صحیح ہے سو اسکی بابت شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرما چکے ہیں کہ جاری و شائع کہ وہ میں اسکی صحت کا ضامن ہوں کیونکہ یہ حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کسی بے وفائے پہنچ چکی جو۔

## معانی و جملہ متجانس الالفاظ و متغائر المعنی

ایک روز بزرگوار زادہ حضور سید احمد و سیدی ابوالمعانی وغیرہ بہت سے بزرگ موجود تھے کہ آپ نے فرمایا ترکیب غار الفارادان غار ذوالغیران کے کیا معانی ہیں۔ سنتے ہی سب کے سب متعجب ہو گئے۔ کسی کو بارگاہِ اب نہوا۔ مگر حضرت سید احمد بولے کہ حضور اسکا ترجمہ یہ ہوتا ہے (غار) کہ درندہ کج مزاج جماعت مردانہ را کہ خداوند کج باشتد یعنی کج نشینان را

پڑھ رہا ہے یا وہ الٰہی میں اس قدر مستغرق ہے کہ اس کو اپنی مطلق خبر نہیں۔ یہ رنگ و دیکھ کر ختم  
خواجہ اس امید پر اٹھ چلے آئے کہ غالباً رات بھر تو یہ غلام اس طرح عبادت الٰہی میں محو و  
مستغرق رہیگا صبح ہی اسکے قدم لئے جا دیں گے چنانچہ صبح ہوتے ہی حضرت خواجہ موقع پر آئے  
کیا دیکھتے ہیں کہ غلام جناب باری میں عرض کر رہا ہے کہ اے عالمین جب تو نے مجھ پر ایک قاف  
مسلط کیا اور اسکے دینے کیلئے وعدہ کی موافق روزمرہ ایک دینا چاہئے تو اب بھی حسب معمول  
ایک دینا عطا فرما کہ اتنے ہی میں عالم ہو اسے ایک دینا نازل ہو کر اسکے ہاتھ میں آ پڑا  
جو میں حضرت خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا دوڑے اور غلام کے قدموں پر گر پڑے غلام نے آقا کو  
پہچان کر کہا کہ اگر آپ دراپسے ہو جائیں تو میں سجدہ طہر بجالاؤں۔  
ادھر تو خواجہ پر سے ہٹے اُدھر غلام سر بسجود ہو کر جان بحق ہوا۔ اس تمام واقعہ کو دیکھ کر  
خواجہ عبد الباقی مبارک نے اپنی طبع سے توبہ کی اور پھر حق تعالیٰ کی طرف رجوع لائے۔

### مضبوطی اعتقاد

فرمایا کہ بغیر اعتقاد کے کوئی کام نہیں چل سکتا۔ اعتقاد ہی وہ اعتقاد ہو کہ ہر اسمین جنشن آسکے  
جیسے دیکھو کہ ایک عقلمند حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے اشرفیاد کی درخواست کی تو آپ نے  
اُس سے فرمایا کہ تم طلب ہدایت تو چاہتے ہو مگر تم جو کچھ کہیں گے وہ تم سے نہیں ہوگا۔  
اُسے عرض کیا کہ حضور جو فرمادیں گے میں وہ ہی کروں گا سرسوزق ہو گا چنانچہ اپنے جھوہ کی طرف  
اشارہ کر کے فرمایا کہ چالیس روز اسمین رکھو **اَللّٰهُمَّ شَبِّهْ رَسُوْلَكَ بِالْحَقِّ** کا پکارا کر دو رکرو  
اُس مرد دانشمند نے کمال خوش عقیدتی کے ساتھ ایسا ہی کیا۔

جب چلے گزریا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ بس جتنے امتحان لیلیا تمہاری عقیدہ مندی میں کلام  
اب **اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَعْلَمُ** کہو اور جو کچھ چاہتے ہو بیان کرو مرد موصوف الصدق کی تو درخواست  
اشرفیاد ہی کی تھی آپ نے اسکی درخواست کو منظور فرمایا اور تعلیم و تلقین سے کما حقہ سرفراز کیا  
پس طالب کو چاہئے کہ وہ اعتقاد میں اس طرح پختہ رہے۔

یہ ہی حکایت تھوڑے سے تغیر کے ساتھ مذکورہ اولیاء میں بھی موجود ہے اور حکایات الصالحین کے پندرہویں باب میں ایک حق کے پرست  
ناہسے ہی اس طرح کی ایک حکایت شامل اس سبھی قطع نظر قال عبد الواحد بن زید بن الشریف غلام اولیٰ حکایت اسم الادب کی بھی دیکھو۔

اچھا بیان کروہ بولا کہ بادشاہ کے دو بروجیلو وہاں بیان کر دیا غرض وزیر نے دوسرے روز غلام کو لیجا کر پیش کیا بادشاہ نے جو اس سے اپنے ذاق کی موافق تھی اچھی شان کے معنے دریافت کئے تو غلام نے کہا کہ اسے بادشاہ اس قدر طلق کی دیکھا کہ تینوں کو کیا دیتا کرتا ہے اگر اس کے دریافت کے لئے تیری طبیعت ایسی ہی بقیرا ہے تو سنئے جو دم بہرین ذلت سے عزت کی طرف عزت سے ذلت کی طرف مرض سے صحت کی طرف صحت سے مرض کی طرف فقیری سے دولتندی کی طرف دولتندی سے فقر کی طرف پیر دے اسی حالت کو تو کو کلی ہو گیا ہوا فی شان کہتے ہیں۔

اس جواب کو سنکر بادشاہ بڑک اٹھا اور وزیر کی طرف دیکھ کر کہا یہ خلعت وزارت اسکو پہنا کر کہہ اس کے قابل ہے جب غلام نے خلعت وزارت پہن لیا تو کیا کہتا ہے کہ اے بادشاہ ہر ایسا سر شیون الہ۔

### فقر کے غیظ و غضب کا اثر

فرمایا کہ فقر کے غیظ و غضب کی کچھ پوچھو شیخ احمدی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ذکر ہے کہ ایک روز جو اک شوخ و شنگتے کی جوان اردو نے امارو کی طرف آپکے لگاؤ کا حال سنکر مجلس سہل میں حاضر ہوئے آپکے کام تمام کرنے کا ارادہ کیا تو ادھر تو اپنے طیش میں آکر یہ رباعی پڑھی سہل است مرا بیزخ بودن و دزبہر رضا کے دوست بے سر بودن تو آدہ کہ محمد را بخشی غازی جو توئی روتا کا زبودن

### انسان کامل کی قوت کی دیو کی قوت پر ترجیح

فرمایا کہ اولیاء اللہ کی قوتوں کے آگے دیوؤں کی قوت کچھ قوت نہیں چنانچہ آیا ہے کہ بارہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کچھ بڑے بڑے دیوؤں کی قوتوں کو پست کیا حضرت حمزہؓ بھی روایت ہے کہ جب آپ نے ایک روز حضرت سلیمانؑ سے بغیر علیہ السلام کے قید کردہ دیو کو آزاد کیا تو اٹھا وہ کبخت آپ سے ہی زور آنا ہوا کہ آپ نے فوراً اسے پھاڑ کر مار ڈالا۔ اس طرح دہلی کسٹر بالائی ہصار جو دیور ہا کرتا تھا جب کی تکلیف دہی سے ایک بڑے گئے اسے ہلاک کرنا چاہتا تو مجبور آئے وہاں سے کوچ کر کے پھیا چھوڑا یا۔

ابن دو غار شکم و فرج غارت کر دندہ اور معانی یہ کہ پہلا غار فعل ماضی ہے غارت سے غاران سے مراد انہیں ہر دو غار لہٹن و فرج سے ہو تیسرا غار کیا ہے جماعت مردم غیر ان غار کی جمع ہے اس چوڑے پہاڑ کو کہنے میں جو دو پہاڑ کے درمیان واقع ہو۔

اسی سلسلہ ذکر میں مزید اہلیان کے لئے آپ سے ملاض کرینوالون نے عرض کیا کہ حضور ایک روز یہی تواریخ ہوا تھا ثلاثہ فیہ التخصیص والتعمیر یعنی یہ سلسلہ لغظی جملہ کرم کریم کس قسم جو صورت میں متحد ہے معانی میں مختلف اور جسکی ہر فی و نحوی وغیرہ کی تویہ شکل ہے کرمیچہ اول میں کافی زائد ترمیم بہیم منسوب فعل ماضی محمول طلب کردن سے ماخوذ کس میچہ دوم آخر المرفوع مع الثنویں صیغہ مفعول کر استے شتق کیرچہ سوم کا کافی جارہ آخر مجموع الثنویں آہوئی پسید کی مانند ہے۔

آپ نے سنکر فرمایا ہاں بے بیشک ہم نے یہی بیان کیا تھا۔  
**معنی حدیث تقرب بالنوافل**

تقرب بالنوافل میں فرمایا کہ جو حدیث قدسی آئی ہے مآذال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصی الذی یبصر بہ و یدہ الذی یمس بہا و حبلہ الذی یمشی بہا و لسنہ الذی یسألہ فیہ و ان استعاذ فیہ (احمدیہ) اسی کے ترجمہ معانی میں یہ رباعی واقع ہوئی ہے۔

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست      این دیدہ مرا خوش است چون دوست درو  
 از دیدہ دوست فرق کردن نہ نکوست      یا دوست بجائے دیدہ یا دیدہ ہموست

**معنی کل یوم فی نشان**

فرمایا اک بادشاہ نے اپنوزیر سے کہا کل یوم ہو فی نشان کی ایسے شگفتہ معنی بیان کر جس سے طبیعت اربس محظوظ ہو وزیر نے پہلے کچھ سوچا پھر دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ جس سے طبیعت اربس محظوظ ہو ایسے دلچسپ معنی بیان کرنے کیلئے یکروزہ مہلت عطا فرمائی جائے چنانچہ مہلت منظور ہونے پر وزیر کو معنی بیان کرینوالے شخص کی تلاش ہی تھی کہ ایک حبشی غلام ملا اور اسکی زبر سے کہا کہ حر اوبیک معنی بادشاہ بوجہ تیار ہو وہ من بیان کر سکتا ہوں وزیر نے کہا کہ لڑکیا چاہئے

اسی موقع پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی عظمت خطیرہ کے بارہ میں فرمایا کہ انوار تجلیات  
الہی و عظمت و ہیبت خداوندی کے علاوہ ارواح مقدسہ کی یہاں پر اس کثرت سے آمد و شد  
رہتی ہے کہ کبھی کوئی وقت خالی نہیں رہتا۔ چنانچہ سالہا سال شب سیدار رگبریہ معاملہ ہم خرو  
بھی دیکھ چکے ہیں پس اگر بدترین زمانہ میں یہاں پر کسی کو بھی تو فوق قیام حاصل ہو تو بیشک وہ  
مالا مال ہونے سے خالی نہ رہیگا۔

### تحقیق گنبد مقبرہ حضرت شیخ صلاح الدین

انہیں ذکر و اذکار صدر کے ضمن میں فرمایا کہ ابتداءً حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہ کے مزار پر  
انہیں ذکر ہے۔

### مسلمان کیلئے حیات بہتر ہوجاتا

جواب سہجی ان کے لئے بہتری حیات و مات میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے بعضہ کہتے ہیں کہ  
بعضہ کہتے ہیں مات لیکن ہمارے نزدیک ایام حیات ظاہری خجاب سر و عالم  
فرمانا کہ مسلمان  
حقانہ مدعیہ و اکہ و سلم میں حیات بہتر تھی اور ان کے بعد مات

### انتر بخشی دوا

فرمایا کہ دوا میں تاثیر تو ہے مگر بالذات موثر نہیں اگر شافی مطلق کو شفائے علیل منظور ہو تو  
البتہ اپنی دوا تاثیر دکھا دیتی ہے ورنہ غیر چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ نبینا و علیہ السلام کے  
سوال پر یہی جواب ملا کہ بغیر ہمارے حکم کے دوا کیا کر سکتی ہے اس پر بھی جب آپ نہ سکے  
اور عرض کیا کہ خا حال لاطباء طبیبوں کا کیا حال ہے تو یوں کہم ہوا کہ یا کلون اذرقہم  
و طبیبون قلوب عبادی یعنی اپنا رزق کہتے ہیں اور میرے ہند و کمال خوش کرتے ہیں۔

### دراز می عمر کے فوائد

فرمایا کہ عمر کی دراز می میں اگرچہ مصائب کا سامنا ہے مگر یہی ساتھ ہی ہے کہ جس قدر عمر  
بڑھتی ہے اسی قدر تجربہ میں ترقی ہوتی ہے اور معرفت الہی میں افزائش اسبوا اسطے حضرت



## کشف اولیاء اللہ

اولیاء اللہ کے کشف و کاشفہ کے متعلق فرمایا کہ شہر غزنین میں ایک بے علم قاضی زادہ کے اڑنا عہدہ قضا پانے پر بھوشا کے اذن استعان سے جب اُس قاضی زادہ نے کوہ غزنین پر چڑھ کر سجدہ ہو۔ جناب باری میں گریہ و زاری کی کہ اے عالمین اب اس بے پڑھے لکھے جاہل ناکارہ بندہ کا تو ہی یار و مددگار ہے تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان لعاب دہن مبارک سے قاضی زادہ کا ایسا برہ کھلا اور وہ اتنا رطب اللسان بنا کہ مجلس استعان کے دن اُسکے فاضلانہ و عظیم دہان کے آگے تمامی حضار حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

یکایک اسی اثنا میں یکم شیخ نشانی قدس اللہ سرہ الغریز تشریف لے آئے آپ چونکہ کشف باطن سے اس سر عظیم کی تہ کو پہنچ چکے تھے اسلئے اپنے صاف فرمادیا کہ اپنے امی کردہ نبی در دہنت آب دہن پڑاؤں تم رسل آمدہ تو ختم سخن پڑے۔  
حضرت روشن چراغ دہلی رح کا سطا بہ

فرمایا کہ ایک روز ہمارے حضور ایک تازہ ولایت مسافر سے فقرار کے لئے جیلنے کاھا فرما رہے تھے کہ اُس مسافر نے کہا مان حضور میں سیر و سیاحت میں اکثر فقرار سے بلافتہ رہا ہوں کسی سے جا سہ لیا۔ کسی سے پیرا ہوں مگر افسوس کہ یہ سب مایہ جو رہی جاتا رہا اب آپ اپنا پیرا ہوں عطا فرمائیں تو نعم البدل ہو چنانچہ اپنے اسی وقت پیرا ہوں تو اپنا دیدار مگر اٹھا فرمایا کہ (انچہ بر تو دزدان کروند تو ہم برازان کم نکردی) اس فقرہ کے سنتے ہی خدام سب ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

## مزارات دہلی

فرمایا کہ قدیم زمانہ میں دہلی کے اندر بہت سی زیارت گاہیں تھیں مگر سلطان تغلق کے مفسدہ کے بعد سے یا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی یا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت گاہ باقی رہ گئی ہے یا اسید طرح پس پشت نماز گاہ مسند و چند اور مزارات ہیں باقی زیارت گاہیں تمام و کمال مفقود ہوئیں۔

عظمت خلیفہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حد بار و اب کے متعلق فرمایا کہ نعمتدار کوئی قول آج تک اس بارہ میں نظر سے نہیں گذرا، البتہ ایک دفعہ ذکر ہے کہ حضرت بایزید علیہ السلام تقریباً دو اونٹوں کا بوجھ ایک پر لئے جا رہے تھے تو لوگ باگ تھریں ضرور ہوئے۔

جبکہ آپ نے اسی وقت اس صومٹ سے بواب بھی دیکھا کہ اسے لوگوں اس شتر بار بوندہ کی طرف بہت نظر ڈالو، نظر ڈالنے والوں نے جوہن اونٹ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اونٹ کا تو تمام و کمال بوجھ اونٹ سے الگ ہے جو امین چل رہا ہے۔

### قعدہ نمازمین سبابہ کا اشارہ

فرمایا کہ قعدہ نمازمین انگشت سبابہ کا اشارہ تو حید حق تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ شافعی عقد تین کے ساتھ انگلی کو حرکت دیتے رہتے ہیں اور ہم لوگوں میں کثادہ دیتی کے ساتھ معمول ہے مین بھی اسی طور سے باندھوں اور خواجگان طریقت کا بھی یہی طریقہ تھا۔

### نیک خلقی و بد خلقی

فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ اپنے اپنے غلام کو کئی مرتبہ آواز دی مگر جب اسے کچھ جواب دیا تو حاضرین میں سے ایک شخص کے بولنے پر پک کیا مانتے ہیں کہ سق الخلق الغلام ید علی حسن خلقی السید یعنی بد خلقی غلام کی سہ دار کی نیک خلقی دلالت کرتی ہے۔

### عظمت قرآنی

شیخ علی نامی کنسیری کی نسبت فرمایا یا نکہ وہ لکھے پڑھے نہ تھے مگر جب انکے آگے عربی فاضل شیخ ہندی دوسرے قرآن شریف کی آیتیں تلا جلا کر رکھ دیا کرتے تھے تو وہ فارسی وغیرہ شعروں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی آیتوں کو فے الغور بتا دیا کرتے تھے۔

ایک روز جو آنے دریا منت کیا گیا کہ شیخ صاحب آپ پڑھے نہ لکھے پر دوسرے وغیرہ الگ کر کے آیات قرآنی کیونکر بتا دیا کرتے ہیں تو آسمانوں نے جواب دیا کہ آیات قرآنی کے موقع پر زمین سے آسمان تک نور بھی نور نظر آئے لگتا ہے اسلئے میں تیز کر لیا کرتا ہوں کہ انسان کا کلام نہیں ہے کلام خداوندی ہے اور جان یہ بات نہیں چوتی وہاں جان لیا جائے ہے



بکے سب اس سے ہی محفوظ ہوں۔ بلکہ جو بکے دل میں گھر کر جائے وہ ہی اسکے لئے دھبہ اور  
تواجد کا سبب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ دیکھو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے والد سمیت سات صوفیوں کے مجمع میں جو  
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی غزل ذیل سے سات ہی شعر پڑھے گئے تو ہر اک شعر پر ہر ایک کو  
علیحدہ علیحدہ جوش و خروش ہوا۔

جان نندار و ہر کہ جانانیش نیست	تنگ عیش است آنکہ لبنا نیست
ہر کہ اصورت نہ بند و سر عشق	صورتے دارد و لے جانیش نیست
گردے داری بجانانیش سپار	ضائع آن کشور کہ سلطانیش نیست
کارمان آن دل کہ محبوبش ہست	بیکجخت آن سر کہ سامانیش نیست
عارفان درویش صاحب دردا	بادشاہ خوانند اگر نانیش نیست
ہر کہ اباما ہر وے سرخوش است	دولتے دارد کہ پایانیش نیست
خانہ زندانست تنہائی ملال	ہر کہ چون معتمدی گلستانیش نیست

انہیں ذکر وادکار صدر کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ حضرت خواجہ سے سنا گیا کہ ایک بادشاہ نے  
صوفیوں کے شہر بدر کر نیکا حکم دیا کہ صوفیوں کی اس استاد پر کہ ایک روز تو بادشاہ سستا  
کی طرف سے مجلس سماع قائم کرادی جائے بل جہل لینے کے لئے کہ قیصر مملت منظور ہو جاوے  
تو پھر اپنا اپنا رستہ لین جو محل خاص کے قریب مجلس سماع قائم کرائی گئی اور شاہ مع  
شاہزادہ کے عرفین سے دیکھتے رہے تو ابھی تھوڑا ہی عرصہ نگذرا تھا کہ شاہزادہ غرور فرما  
کر کہ جان بحق ہوا۔

لے حضرت ہی کا یہ بھی فرمودہ ہے کہ دہلی میں اک روز سماع تھا بعض اہل سماع اپنے باؤں کے تلوین دوالگا کر لگے  
ناچنے لگے۔ رقص کرنے لگے۔ ہمارے والد احد کو بھی تواجد واقع ہوا جس نے نظر نہ کر کے تھا گین کو دکر ٹوٹے لگے  
لوگ متحیر ہوئے کہم تو دو اکے اترے آگے میں کو دکر محفوظ رہے مگر یہ تو بیاختہ کر آگے میں لوٹ رہے ہیں دیکھیں کہیں  
جہل تو میں گئے پس آپکی اچھی طرح دیکھ بھلا کی لیکن کہیں سے ہی جلا ہوا بیٹا ۱۲  
۱۳ اس غزل کے باقی شعر یہ ہیں جو کلیات سعدی نو لکھوی مطبوعہ سستا جری سے نقل کئے گئے سہ خیم باہنا زین و آسان  
دانہی مینہ کہ ہوا انیش نیست : اجراے عقل پسیدم ز عشق : گفت معز و لست و فرامیش نیست : درویش از ندرستی  
خوشتر است : گرچہ غیر از سمبر در انیش نیست ۱۲ من مولفہ ۱۳

کہ کلام الہی نہیں، کلام بشر ہے۔

## سرمساع

خرمایا کہ صوفیوں کو سماع میں جو حال واقع ہوتا ہے کچھ وہ باقاعدہ اسے ضربات موسیقی پر موقوف نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ قواعد موسیقی سے اور صوفیوں سے کیا علاقہ مگر ان کا کمال مطلب تو اس پر دہین یہ ہے کہ اگر اس موقع پر کوئی آنکے حسب حال کچھ کہہ اٹھا تو پھر البتہ اس وقت حالت ذوق شوق کی بھی کچھ نہ ہو چیتے اور اگر سماع میں کوئی مضمون حسب حال پیدا ہوا تو کیسا ہی گانا بجانا کیوں نہ ہو خیر تک نہیں ہوتی۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے حظیرہ میں دن بھر مجلس سماع گرم رہی مگر کسی پر کوئی حال طاری نہوا۔ آخر کار حسن سمندھی نے جو وقت تربت شہنشاہ کے آگے یہ مہدی جملہ۔ سو ہلا مائی سو بھلا۔ پڑھنا شروع کیا تو سب کے سب ایسے تواجہد میں آئے کہ یادگار رہیگا۔

اسی ذکر میں اپنے یہ ایک اور خاص معاملہ بیان کیا کہ حضرت قاضی حمید الدین صوفی ناگوری کی مجلس سماع کے اندر ایک درویش کو جب جاتے ہوئے روک دیا گیا تو اسے شکایت کی کہ قاضی صاحب میں نے بہشت میں ایک پاؤں تو رکھ دیا تھا دوسرا رکھتا تھا کہ آپ کے خادم نے کھالیا خادم سے جو دہر دریافت کی گئی تو اسے عرض کیا کہ آپ ہی کا تو ارشاد تھا کہ جو کوئی بغیر ساز کے مجلس میں داخل ہو جائے اسے باہر کر دیا جاوے چونکہ یہ درویش بغیر ساز کے داخل ہوا جاتا تھا اسلئے روک دیا گیا۔

اس پر قاضی صاحب تہنسم ہو کر درویش کو کیا جواب دیتے ہیں (بھٹے خادم کا کوئی قصور نہیں تم خود ہی مغور کرو کہ بغیر ساز کے بھی ہلا کہیں کوئی بہشت میں داخل ہوتا ہے)

اسی کے متعلق یہ بھی ارشاد ہوا کہ مجلس سماع میں یہ کچھ ضروری بات نہیں ہے کہ ایک ہی کے پسندیدہ مضمون کیساتھ سارے کے سارے جوش و خروش میں آجائیں جو جس سے خطا اٹھا رہا ہو

۱۔ تنویر شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی نسبت بھی میں نے اپنے پردادا حکیم غلام محی الدین صاحب کی باطن میں کیا اچھا قول دیکھا کہ کسی فارسی نہیں فہمیدار سنیدن شوی متغیر میگردد پرسیہ نہ کہ معانی فارسی را تو کہ در نمی یابی چگونہ متغیر شوی گفت اگر چہ میں اورا بخنی یا م لیکن اورا ندی بابہ ۱۲ من مولفہ ۱۲

فرمان ہوا کہ اپنے انھوان کے ذریعہ سے تمہیں کر عرض کیا کہ وہ بھی اس لئے معذور ہیں جب تک ہوا کا طبع  
قبض روح کرے اسے تمہیں حکم کی۔

اس موقع پر ایک بڑے صاحبزادہ محمد اکبر حسینی نے عرض کیا کہ کیا حضور ملک الموت کے علاوہ بھی  
اور کوئی قبض روح کر سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں مرد و ان باریک گاہ کے معاملہ کا تو حال سن لیا  
اور عشاق کے لئے مشہور ہی ہے کہ درشتق تو عاشقانِ جان بزمِ بندہ کا بجا ملک الموت تکبیر گزرتا  
ہیانتک حضور کے وہ ملفوظات وغیرہ ختم ہو چکے جنکا انوار الجاس و جوامع الکلم کے موافقہ نتیجہ سے  
نضاب کر کے اندراج کیا گیا تھا اب اس سے آگے حضور کے کچھ اور ملفوظہ خوارق کرامتیں۔  
غیرہ موجودہ سراپہ سے لیکر نقل کرتے ہیں۔ بعد عرس کی کیفیت عرس کے خچ اخراجات  
حلفاء کی تفصیل تہنیتات کی تعداد وغیرہ درج کر کے کتاب کو ختم کیا جاویگا۔

### عبادت خدا

فرمایا جو خدا کی عبادت کیا کرتے ہیں یہ اس کے حکم کی بجا آوری ہے نہ اس الپہ سے کہ وہ رزاق  
نہ اس طبع پر کہ ہر کو بہشت لینے نہ اس ڈر سے کہ دوزخ میں جاویں گے کیونکہ بہشت دوزخ کا اگر  
وجود نہ ہوتا تو کیا عبادت سنو تو پس عبادت خدا ہی کے لئے ہوئی نہ کسی اور ضرورتِ تعلیحت  
فائدہ۔ نفع کی غرض سے ہر ملک و دواں خواہد آنکے خواہد یا ر راہ درشت بہشت نیاید عاشق دیدار راہ

### نشان تجلی

اب احمد دہن میں حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین سعدی قدس سرہ کی زیارت کے لئے آپ  
لئے ہیں تو شیخ منور حضرت شیخ کے نواسہ نے آپ کو شیخ قدس سرہ کے روضہ ہی میں ٹھہرایا۔ ایک روز  
پہن کر دخل فرما رہے تھے کہ کیا ایک شیخ منور کے نوکروں میں سے ایک نوکر نے وہاں پہنچ کر کیا دیکھا  
کہ آپ کا سر مبارک جدا پڑا ہوا ہے۔ ہاتھ پر جدا۔ دیکھتے ہی باہر آیا اور چلا کر کہنے لگا آؤ دیکھو یہ کیا واقعہ  
تو عین آیا۔ اس پر حضرت شیخ منور وغیرہ بہت سے لوگ باگ دوڑے۔ دیکھا تو حضرت اچھے بچے  
محرم سالم قبلہ رو بیٹھے ہوئے ہیں دیکھنے والے اس وقت تو سب کے سب کھٹکے لیکن جب آپ  
اجود دہن سے رخصت ہونے لگے تو حضرت شیخ منور نے آپ سے اس واقعہ کو دریافت کیا آپ نے  
فرمایا کہ وَمَا خَلَقَ وَمَا صَلَبُوكُمْ وَلَكِنْ شَيْئًا لَّهٗ كِي يٰہی تو شان ہے اس کو شان تجلی کہتے ہیں۔

حوالہ کر دیا گیا۔

ساعت برہی نہوتی تھی کہ شاہزادہ کپڑوں میں سے ہاتھ پر یار موہا ہر کل مجلس سماع میں اچلنے کو نہ لگا اس عظیم کو دیکھ کر شاہ مذکور فقرار سے رجوع لایا۔ معافی خواہ ہوا۔

اسکے بعد کتب سلوک کی رو سے آپ نے ہر اک اور حکایت بیان کی کہ اک روز حضرت خواجہ بہار ہمایون سمیت لوہ لبنان کے مقام راہب یہودی نے سماع میں دیکھ کر جو دریافت کیا کہ اے لوگو تمہارا دین کون دین ہے اور یہ تم کیا کر رہے تھے تو جواب دیا گیا کہ اس وقت عمل میں تو ہمارے سماع تھا اور دین ہمارا دین احموی ہے اس پر راہب پر ہولا کہ سر سماع کیا ہے کہا گیا کہ طیل العیش مع اللہ اسکے سنتے ہی راہب ایمان لا اور کہنے لگا کہ بیشک میں تم ذکر تورات میں مین بھی دیکھ چکا ہوں اور یہ بھی تورات سے ہی تصدیق ہو چکی ہے کہ احمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں طیل العیش مع اللہ تعالیٰ کی غرض سے سماع کی ایک لدا دہ جماعت ہی ہوگی

### پانی پینے کا سنون طریقہ

پانی پینے کی بابت جو ذکر آیا کہ کہہ رہے ہیں پانی کا پینا سنون ہے یا بیشک تو سید محمد حسینی نے عرض کیا کہ حضور دے نون طرح آیا ہے کھڑے ہو کر بھی بیشک بھی گرا پئے فرمایا نتیجہ تو یکساں ہے کہ زمرم و بقیہ و ضود و سبیل و پس ماندہ مومن کامل کا پانی تعیناً کھڑے ہی رہ کر پینا چاہیو اور ہمارا بھی یہ ہی معمول ہے۔ رہے باقی پانی انکا اشد ضرورت و اضطراری حالت میں بیشک کو ہی پینا مستحب اولے اسو طر ہے

### بد عملی کی بد انجامی

سچ ہے کہ اگر سلطان تغلق خدمت ابن الدین بے ادب نموتا اور اولیاء اللہ کے ساتھ توہین پیش نہ آیا کرتا تو اسکا ایسا انجام خراب نہوتا جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ جب آئینی قبض روح لئے ملک الموت کو حکم ملا تو اسنے بڑی ہی واغوثاہ و استغیثاہ کی کہ اگر العالمین اگرچہ میرے بہت سے کافروں۔ بدعتوں۔ فاسقوں۔ فابروں۔ کی قبضہ و روح کی مگر اس شخص نے تو یہ کیفیت ہے کہ اسکی بدعتوں و گندہ دہنی کی وجہ سے اسکے پاس تک نہیں پہنچ سکتا

اسکے ہی جبٹ کیے کا شوق ظاہر کیا تو کیا مشاہدہ ہوا کہ عرض کے اوپر ایک پر تکلف محسوس  
 اسکے نشین میں ایک پر تکلف تخت پر ایک نور شکل موجود ہے اور اُس تخت کے نیچے کا ارواح  
 اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مجتمع ہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما  
 کہ اسی اشار میں ملائکہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسوس ہے جی عرض  
 ارشاد ہوا کہ بلا وجہ آپ داخل ہوئے تو اُس نور شکل کے ہاتھ پر کبھنے کا حکم ہوا۔ آپ  
 ملتس ہو کر دین محمدی ہے تمام ارواح اولیاء اللہ اسکے تخت میں ہیں تو میں بافق کس طرح  
 رہوں یہ نہ کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور کو خود متمکن فرما کر ظاہر کیا کہ  
 یہ میرا دین ہے تو تو صدر دین۔ اسکے بعد جملہ ارواح اولیاء اللہ نے استاد ہو کر حضور سے  
 بھائیہ کیا۔ مرحبا کہا۔ اور اس طرح اسی وقت سے آپ کا لقب زمین د آسمان میں صدر الدین  
 مشہور ہو گیا

## رجال الغیب سے ہمکلامی

حضور کی لونڈی ایک رات حضور کو وضو کرانے کیلئے حضور کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی کیا کہتے  
 کہ یکایک ایک پیر مرد نبوش تقریر تار بند پیدا ہوا اور اُس نے اول حضرت کو سلام کیا۔  
 بعدہ حضرت نے اُس کو سلام کا جواب دیا کہ اتنے ہی میں لونڈی پر بیٹھ طاری ہو کر لونڈی  
 بیہوش ہو گئی کہ جب ہوش میں آئی تو اتنا اُس کو مژدہ محسوس ہوا کہ آپس میں کچھ بات  
 چیت ہو رہی ہے لیکن وہ گفتگو لونڈی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ بس یہ وہ پیر مرد غائب ہو گیا  
 اب اس سے ظاہر ہے کہ رجال الغیب آپ سے ہمکلام وہم صحبت رہا کرتے تھے۔

## ایک ابدال خاص سے خاص صورت میں ملاقات

منقول ہے کہ ایک روز آپ نے اپنی سکونت گاہ سے کمین کی تشریف بری کیا ارادہ فرمایا راہرو تاجین  
 کیا دیکھتے ہیں کہ دہلی گندہ کی جامع مسجد کے پاس ایک شخص تے کر رہا ہے اور تے میں جو گوشت  
 چانول نکل رہے ہیں۔ اُنکو ایک بہت ہی تھکا ہوا دراندہ گتھا کھا رہا ہے اور وہ فی کرنا والا  
 نچتے کود و زمین کرتا۔ اس کو راستہ کو دیکھ کر راہ گیر لوگ بالکشی کرنا لے کو براہ کھاتی جاتے ہیں  
 جسے کرنا والا فریاد کرتا تو ہر ایک بالکشی جانب چلا جھوٹی چونکہ اسکی پیشانی میں آثار نعمت ملاحظہ فرما کر تھے



## تجدد امثال

ایک روز آپ جو انون کی سی صورت شکل بنائے بیٹھے ہوئے تھے کہ مجاہد شریف بنی لک  
سیاہ تھے کہ مقبول حضرت شاہ زاد الداعی المعروف قبولا اسی حالت میں شریف نے آنحضرت  
آپ کے استعجابانہ نظر ڈالے ہی حضور نے فرمایا کہ اے تولا تجدد امثال اسی کا نام ہے۔

## فرق شریعت و حقیقت

خَرِئَةُ الْأَمثالِ - حضور کی ہی تصنیفات میں ایک تصنیف ہے اُسمین آپ ارقام فرماتے ہیں کہ  
من عقیدۃ الملت والجماعت است ہمہ یکوینہ حقیقت سراسر است من کہ محمد حسین ام میگویم شریعت  
سراسر زیر اک حقیقت از زبان حیدریان و قلیان و لہدان و زندیقان شنیدہ ام بلکہ از  
جوگیان و برہمنان ہم شنیدہ و حال شریعت خلاف اینست پس شریعت سراسر نہ حقیقت

## حقیقت تاریخ عرس حضرت امیر المومنین علی رضی

منقول ہے کہ وقت ملاقات ارواح انبیاء و اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک دفعہ روح مبارک  
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے جو آپ نے دریافت کیا کہ عرض مبارک حضور کی کوئی  
تاریخ ہے تو ہر ماہ رمضان المبارک بتائی گئی۔

## صدر الدین آپ کا لقب کیونکر ہوا

ایک روز حضور سے خواجہ احمد بدیع دقانی راجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ حضرت  
لقب صدر الدین کیونکر ہوا تو اس پر کہنے فرمایا کہ ایک دن حضرت پیر و مرشد شیخ الاسلام  
شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ سے چند کس میدان کامل - عالم - عامل - صادق  
میری نسبت عرض پر داز ہوئے کہ انکو ہم سب پر فوقیت دینے کی کیا وجہ ہے حضرت  
قدس سرہ نے فرمایا کہ کل علی الصباح آؤ آؤ اس وقت جواب دیا جاوے گا چنانچہ جملہ حضرات وقوف  
مقررہ پر حاضر ہوئے حضرت سے سب سے مراقبہ کرایا کیا دیکھتے ہیں کہ میرا تہہ اس قدر اعلیٰ و اس قدر  
کوشش کے لنگرون کے پاس منڈلا رہا ہوں۔ طواف کر رہا ہوں یہ حالت دیکھ کر سب  
سب حیران و ششدر ہو گئے۔

اس کے بعد پھر حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ ابھی محمد کا تہہ اور بھی اس سے عظیم تر ہے سب

حضرت سید یوسف سرف سید راجہ والدہ ماجدہ خود ۱۳ ذیقعدہ کو بی بی رانی والدہ ماجدہ خود  
۵۔ محرم کی شب کو عرض حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین رح۔ ۱۱۔ محرم کو عرض سید الشہداء حضرت  
امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

انکے علاوہ لیلۃ القدر شب برات۔ عیدین کو بعد نماز اور آخری چہار شنبہ۔ کہ روز کند رہی  
سہی کرایا کرتے تھے۔

## کشف

کتاب نیر میں ہے کہ حضور جب زمانہ محل میں حضرت والدہ ماجدہ کے بطن شریف ہی میں تھے  
اس وقت سے آپ پر کشوفات کھلنے لگے۔ چنانچہ خود بدولت کا ہی ارشاد ہے کہ منور میں بی  
والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھا کہ میری بڑی ہمیشہ کا انتقال ہو گیا۔ والدہ ماجدہ کو  
مرحومہ سے بڑی ہی الفت تھی اسلئے اُسکے انتقال کا ملال ہی اُنکو بہت ہی کرنا پڑا۔ چنانچہ  
اسی شدت غم و الم مرحومہ میں حضرت والدہ بقیرانہ زار زار ہو کر اپنے بطن کو پیٹنے لگیں اور  
بجھکو کو سنا شروع کیا جو مجھے محسوس ہوتا تھا اور جبکہ ص کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی تھی  
بلکہ میرے ہی میں آتا تھا کہ پیٹ ہی میں سے کمدون کر آ جاں تم خدا کو بھول گئیں مگر اس  
خیال نے روک دیا کہ سدا کوئی فتنہ قائم نہ ہو جائے۔  
اسکے بعد ہی ارشاد کہ اسی زمانہ محل کے دو تھپڑوں کے نشان اس وقت تک میرے  
جسم پر نمایاں ہیں جس کا سببے معائنہ بھی کیا۔

## کرامات

نقل ہے کہ ایک روز علی الصباح شیخ الاسلام شیخ سراج الدین حبیبی قدس سرہ کی  
وصیت کی موافق آپ شرق کی جانب اپنی قیام گاہ کے لئے کوئی موقع تلاش و تجویز  
کرنے کی غرض سے عوصائے شریف دست مبارک میں لیکر چل قدمی فرماتے ہوئے اُس  
مقام پر پہنچے جہاں درگاہ شریف واقع ہے۔ چنانچہ یہ موقع آپ کو پسند آیا اور یہاں کی  
زمین آپ نے اپنے پیغام کے لئے تجویز فرمائی۔ لیکن یہاں سیدی نامی اہل ہندو کا ایک کلاں واکل  
مکاسب استدراج۔ گرو۔ فقیر۔ رہا کرتا تھا اسکا استحقاق تھا۔

اسلئے اسکے پیچھے ہو کر دیکھیں اب یہ شخص کیا کرتا ہے اور اسکا حال ہی اس سے دریافت ہو جائے  
اس شخص نے تالاب پہنچ کر اداں اچھی طرح غرغزہ کیا۔ بعدہ دو گانہ ادا کر کے بلند رہو مٹی  
لتنے ہی میں حضور بھی اسکے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم دیکھو اس سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے  
آثار نعمت الہی نمایان ہیں صاف بتا کہ تو کون ہے اسے جواب دیا کہ تھے خدا کی قسم  
دلوائی ہے اسلئے میں اصل حال بیان کرتا ہوں۔

میں ابدالان خدائے ہون۔ نام میرا رکن الدین ہے۔ میں میان سے نہرا کو سس کے فاصلہ پر  
تھا۔ حکم ہوا کہ کنہ جامع مسجد دہلی کے پاس ایک ٹکٹا بالکل ٹھکا ہوا پڑا ہے۔ تو گوشت چانول  
کھا کر جا اور اسکے پاس تھے کرتا کہ وہ اسکو کھائے اپنے رزق و روزی کو پہونچے لہذا  
اس تعمیل حکم کے لئے یہاں آنا ہوا۔ کہ من بعد ابدال مذکور سے آپ دیر تک محبت و اخلاص  
کی باتیں کرتے رہے بلکہ بہت سی چیزیں باطنی شغل کے متعلق ہی ابدال موصوف سے  
حاصل فرمائیں۔

### ایاک نعبد وایاک نستعین کی تکرار

نقل ہے کہ ایک روز حقو نیپال کے جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین  
پراسقہ تکرار فرمائی کہ صبح ہو گئی۔

**فاتحہ خوانی اکابر اسلام و صوفیائے عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین**  
اکابر اسلام و صوفیائے عظام کے عوس بلانا عہد جو آپ فرمایا کرتے تھے اسکی تفصیل یہ ہے۔

- ۱۲۔ بیع الاول کو عوس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ کو عوس
- حضرت شیخ قطب الدین غنیار کا کی رح۔ ۱۵۔ کو عوس صاحبزادہ کلان حضرت محمد اکبر رح۔ ۱۶۔ کو عوس
- حضرت شیخ نظام الدین محمد بدایونی رح۔ بیع الآخر یا عہد جمادی الاول کو برادر بزرگ
- نجم الدین جسنی عرف سید چندا۔ ۳۔ رجب المرجب کو عوس حضرت خواجہ ادیس دینی۔
- نہ۔ کو عوس جناب بی بی فاطمہ عوف سنی بی بی دختر بزرگ ۱۴۔ کو عوس حضرت امام حسن رح۔
- ۶۔ رمضان کو عوس شیخ معین الدین بن سنجری رح۔ ۱۸۔ کو عوس شیخ نصیر الدین محمود دہلی۔
- ۱۹۔ کو عوس حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ ۲۷۔ کو عوس جنابہ فاطمہ کبریٰ۔ ۵۔ شوال کو عوس

نقل ہے کہ جب آپ ہلی سے سفر کرتے ہوئے گوالیار شیخ علاؤ الدین گوالیاری کے مکان پر فروکش ہوئے تو اُس موقع پر شیخ علاؤ الدین کے بھائی مولانا شمس الدین ایک تکلیف شدیدہ مین پڑے ہوئے تھے شیخ علاؤ الدین نے حضرت سے دعائے صحت کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کل جواب دینگے۔ دوسرے روز فیضیاب خدمت ہوئے پر یاد دہانی کی گئی تو حضور نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے بھائی کے لئے دعا کی تھی حکم ہوا کہ شمس الدین کی عمر تمام ہو چکی ہے دس روز باقی رہی ہیں اگر مجبوری ہے شیخ علاؤ الدین نے پھر عرض کیا کہ مولانا کی مضبوطی ایمان کے لئے دعا فرمائیے آپ نے کہا کہ اس بارہ میں پہلے ہی دعا کر چکا ہوں۔ الغرض جلیا حضور نے فرمایا تمہاری دعا ہو ایسے وہی ہو جائے۔

وَقَوْلَانَا شَمْسُ الدِّينِ فِي اِسْتِقَالَ كِيَا حَفَرْتِ اِسْنِ فِرْزَنْدُونِ - دُوسْتُونِ - يَارُونِ كِيَا سَمَرَا مَوْلَانَا كِيَا مَكَانِ نِيَكِ پِيَا دِيَا كِيَا - جَنَازَهْ كِيَا نَازِيں خُودِ هِيَا قَامَرْتِ كِيَا اُورِ مِيَتِ كِيَا پَاؤُنِ پَرِ مَتَمَارِ كَرِ فَرِيَا كِيَا رَسُولِ الدِّينِ نِيَا اِسِي اُكِيُو سُونِيَا -

سوم کی زیارت کے بعد شیخ علاؤ الدین قدس سرہ ذکر و شغل میں تھے کہ اُسی حالت میں اپنے بھائی مرحوم کو دیکھا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہوا تو وہ بولے کہ مہر پڑی بنتی مگر حضرت سید زینہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپرد فرمادیا تھا جسکی بولت ہی رہا۔

نقل ہے کہ دہلی ہی کے زمانہ قیام قیام میں جب مولانا حسین آپ کے مرید ہوئے تو اُنکے بھانجہ داماد نے کہا کہ تم اُنکے کیون مرید ہوئے۔ مولانا بولے کہ تم نے حضرت کی عظمت و شان کو نہیں پہچانا دیکھو گے تو معلوم ہوگا۔ وہ دونوں کے دونوں گئے مگر بہت ہی کل ہم بھی چلینگے لیکن یہ شرط ہے کہ ہم اُنکے آگے سر زمین نہیں ہونگے مولانا نے جواب دیا کہ مجھے اسمیں امر نہیں ہے جو مناسب سمجھو وہ کرنا۔ غرض کہ دوسرے روز مولانا حسین کے ہمراہ اُنکے بھانجہ داماد بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جو بہن جبرہ مبارک پر نظر پڑی مولانا حسین کے ساتھ ساتھ بھانجہ داماد بھی معاً سر زمین ہو کر ہر ایک جانب مودبانہ بیٹھے تھے حضرت اُس وقت ایک قیمتی مندریل جسپر لال چمڑا بھی لگا ہوا تھا سر پر باندھے ہوئے ایک چوکی پر شریف فرماتے اور چونکہ گرمی کا موسم تھا اسلئے ایک نہایت خوشنما پنکھا بھی حضرت ہاتھ میں لئے ہوئے تھے یہ لکھکر

جب گرو کی نظر حضرت پر پڑی تو اس نے اپنی قوت استدراجیہ سے معلوم کر کے حضرت سے کہا کہ مجھے آپ کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ نظر آ رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ میرا دل تو عفافِ امینہ ہے مگر یہ نقطہ سیاہ تیری کفر کی نشانی ہے جو مجھ کو نظر آ رہی ہے۔ اس ارشاد سے سدیا کو خائف ہوا لیکن اپنی قوت استدراج کی بدولت اسے چین نہ پڑا۔ اظہار کمال کی غرض سے کہو تین فلک میرے حضور کیلئے ہستی انالانگی سہی کرنے لگا۔

اتنے ہی میں حضور نے بھی شکلِ بآراء کے تعاقب میں پرواز کی جس سے وہ مسکراتا ہی آگیا حضرت اندر ہستی لیکر اس کے واپس آنے سے پہلے ہی تشریف لے آئے جو قوت سدیا آیا تو تھوڑی دیر تو وہ چکا۔ باہر کھسکے لگا کہ میں نے بہشت تک اس غرض سے پرواز کی تھی کہ آپ کو وہاں کا انار لاکر دوں مگر خدمت ایک باز نمودار ہوا جسکے دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت و دہشت طاری ہو گئی۔ اور میں جو اسی کے عالم میں بے نیل مرام چلا آیا۔

آپ جب سدیا گرو کا سرمایہ من چکے تو وہ انار ہستی جو آپ کے تھے اُس کو دکھلایا اور فرماتے لگے کہ وہ انار یہ ہے انار تو نہیں ہے جسے تم لانا چاہتے تھے۔ سدیا تھوڑا بگیا اور حضور کا قد بوس ہو کر عرض پر دراز ہوا کہ بیشک ضیائے آفتاب کے مقابلہ میں وزہ کا کیا فروغ۔ یہ جگہ۔ زمین۔ مقام۔ جسے آپ نے پسند کیا ہے آپ کو مبارک مین بیان سے چلا جانا ہوں۔ یہ کہتا ہوا سدیا کھنڈا۔ کہے پہاڑوں میں چلا گیا۔ لیکن چلتے چلتے حضور سے یہ درخواست کر گیا کہ اس عقیدہ مند کو فراموش نہ کرنا۔ چنانچہ اب تک حضور کے عرس شریف کے روزِ زار مبارک کے باسی بچوں اور شہباجی ہوا تیل سدیا گرو کو دیول کا پو جا رہی آ کر لپٹا کر تا ہے۔

نقل ہے کہ حضور جب دوسری دفعہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین سودا جو دہنی قدس سرہ کی زیارت تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت شیخ منور نے آپ کو جوف خانہ شیخ علاؤ الدین میں پیرایا اس جوف خانہ میں پر یون کی سکونت تھی پس جو کوئی شخص وہاں ٹھہرتا اُس کو وہ تنگ کرتیں۔ مار کر باہر نکالتیں۔ مگر شب قیام کو اسی جوف خانہ میں جو حضور مراقب ہوئے تو پر یون نے ٹھکر جب معمول اپنے بھی تہمت کی۔ آپ سرگرم کر خفا ہوتے ہوئے پر یون سے فرمانے لگے کہ چکی رہتی ہو یا میان سے تم سب کو باہر نکال دوں۔ یہ سنتے ہی دم مارنا تو کیسا کسی نے کان تک بھی نہ کھڑکھڑائے۔

اسی طرح کی یہ سہی ایک اور نقل ہے کہ حضرت قاضی راجہ قاضی شہر نے جب یہ سنا کہ آپ لوگوں سے  
سجدہ کرواتے ہیں راک بھی سنتے ہیں تو آپ کی روک تھام کے لئے آپ کے آستانہ مبارک پر  
تشریف لائے مگر جب سام سے معلوم ہوا کہ آپ آرام میں ہیں تو قاضی راجہ واپس چلے گئے اسی طرح  
تین مرتبہ قاضی راجہ نے تکلیف کی اور آپ کے خواب استراحت کے جواب میں قاضی موصوف  
واپس چلے چلے گئے بالآخر خود حضرت نے ایک روز خادموں سے کہا کہ ایک قاضی صاحب روزانہ  
میرے ملنے کے لئے آتے ہیں تم لوگ ان کی اطلاع ہمیں کرتے اب جس وقت وہ آئیں فوراً مجھے  
اطلاع دینا کہ ظہر کے موقع پر قاضی مذکور پہر آئے۔ خادموں نے دیکھتے ہی اطلاع کی حضرت  
وہ جبہ خلافت جسکو پیرو مرشد قدس سرہ نے عطا فرمایا تہا زیب تن کر حضرت معز کی دی ہوئی  
گدڑی پر جب بیٹھ گئے اس وقت قاضی صاحب کو بکواسیا پس جو بین قاضی راجہ آپ کے مقابل ہوئے  
چہرہ مبارک پر نظر پڑی۔ سربسجدہ ہونے لگے حضرت نے ہاتھ پکڑ کر گدڑی پر بٹھایا۔ بیٹھ جانے کو  
قاضی راجہ کی ادھر ادھر نگاہیں چلیں شروع ہوئیں تو زبان پر بھی جہادست ہمہ دست کے کلمات  
جاری تھے یہ سن کر حضور فرمے کہ قاضی صاحب خلاف شریعت عمل کرنا نہیں میں اس سے  
قاضی راجہ اور یہی شہر مندہ ہوئے اور آخر الامر حضرت کے مرید ہو کر رات دن حضرت کی  
خدمت میں رہنے لگے۔

نقل ہے کہ حضرت کی ابھی عمر شریف دو اڑدہ سالہ ہی تھی کہ ایک دن وضو کرتے ہوئے  
ایک (کوئے) نے ٹوٹہ میں پچال کر دی حضرت نے جوہن غیظ بھری ہوئی نظر سے اُس کی  
طرف دیکھا اُس کا اعضا اعضا جدا ہوا کہ حضرت کے سامنے گر پڑا حضرت کی والدہ ماجدہ نے  
یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور حضرت سے کہنے لگیں کہ یہ کیا کیا۔ آپ نے کہا کہ میری اسمن کی عیاطی ہو  
کھوے نے کیوں بے ادبی کی حضرت کی والدہ نے پھر فرمایا کہ اے محسب کیوں جو کوئی  
تم سے بے ادبی کر گیا اس کا یہی حال ہو گا۔ آپ قسم ہو کر کوئے کی طرف ملتفت ہوئے اور  
فرمایا کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہو جا۔ وہ کوئے جیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ گیا

نقل ہے کہ گبرگرمین ایک عورت اور اسکا لڑکا دونوں مان بیٹے نہایت ہی متقی و صالح  
مشہور تھے اور لڑکے کی جس دم میں بھی شہرت تھی۔ شامت اعمال سے ان کو ایک روز

مولانا حسین کے ہانچہ۔ داماد کے دلین خیال گذرا کہ اگر آپ صاحب دل میں تو یہ منہ دیل چکا جہن دید گئے  
حضرت کو یہ منصوبہ دلی آگیا معلوم ہو گیا اور فرمانے لگے کہ سنبند آدمین ایک باز گیرا کرتا ہے کہ اگر  
ہو گدھا اسکے پاس تمام اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسی مجمع میں کھڑا کر دیا اور تماشا بینوں سے  
کہنے لگا کہ کوئی ایک دو سکر کی چیز چورالین۔ چور کو یہ گدھا فوراً پہچان لیگا۔ چنانچہ باز گیر کے  
کہنے کی موافق جب سہل کر لیا گیا تو باز گیر نے گدھے کی آنکھوں سے پٹی کمول دی۔ پٹی کر کھلتے  
ہی گدھا ہر ایک کو سونگستا ہوا حوق چور کے پاس پہنچا تو اسکا دامن دانت میں پکڑ کر باز گیر کے  
پاس لے آیا۔

یہاں تک باز گیر کی یہ نقل بیان کر کے ہر حضور فرمانے لگے کہ اگر کوئی اظہار کرامت کرتے تو اس  
گدھے کے مساوی ہوتا ہے اور اگر نکرے تو لوگ اسے بے فیض کہتے ہیں۔ اتنے ارشاد کے  
بعد مولانا حسین کے۔ ہانچہ۔ داماد۔ کو حضرت نے مخاطب کیے کہا کہ یہ پنکھا۔ منہ دیل۔ لیجا سیے۔  
وہ دونوں کے دونوں اس صمنون کو دیکھ کر سن۔ کانپنے لگے اور نے الفور قد سوس ہو  
مرید ہو گئے۔

نقل ہے کہ دہلی کے بعض علماء وغیرہ نے ایک محضر مرمت کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھجوا  
چونکہ سید بندہ نواز کے ہاں عمل سبجود ہونے سے شریعت غزائین بڑا بھاری فتور پڑتا ہے  
اسکا اشتطام فرمایا جاوے تو اس پر اول حکم ہوا کہ سید الحجاب جا کر پیلے اپنا مشاہدہ پیش کریں  
کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ گو سبجود ہونے کی شکایت فرضی نہ تھی۔ امر واقعی یہ ہی تھا کہ ایک تو  
حضور کی نگاہ کا اثر دوسرے حضور کی مجلس میں علوم دینی و حقائق و بقائی دین و ایمان کے  
شعلاق ایسے گفتگو نہ کرتی تھی کہ جس سے لوگ متاثر ہو کر جو منے لگتے تھے اور سر و نگوین  
پنک دیا کرتے تھے آپ منع بھی فرماتے لیکن اہل ذوق و شوق ایکٹ ملتے نہ وہ نظری حسین  
لینے دیتی۔ یہ ہی ہوا کہ جب سید الحجاب حضور کی مجلس میں آئے اور حضرت کے چہرہ مبارک پر  
نظر پڑی تو وہ خود ہی لوٹ پوٹ ہو کر سبجود ہو گئے۔

والہی پر سید الحجاب نے ساری روئے آدمین و عین بادشاہ سلامت سے عرض کی اور کہا کہ جہان پنہا  
ناید کرد محضر باچنین کس مرادل گفت سجدہ کن جہن بس

نقل ہے کہ آپ پانچون وقت کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے اور غرض نماز کے موقع پر خانقاہ میں  
 ہی تشریف رکھا کرتے تھے ایک روز ایک پیر مرد آپ کے دربار آیا کہنے لگا کہ آپ کو میں نے طواف  
 کعبہ میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا بے سح ہے کعبہ میرے دروازہ کے سامنے ہی ہے مرد خدا  
 چاہیں تو طرفۃ العین میں مشرق سے مغرب تک بھر کر اپنی ہجرت واپس آسکتے ہیں چنانچہ  
 اسی وقت اُس پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ایک مار جب اُسکی ہانک جھلک گئی تو اُس پیر مرد نے  
 آپ کو مع حضرت مشرق میں پایا پیر جو پلک جھپکی تو اپنے مقام پر تھے۔ اسی طرح طرفۃ العین میں  
 مغرب کی ہی سیر کر اسکو نگاہ پر تشریف لے آئے پیر مرد یہ دیکھ کر سبھو ہو حضرت کا مرید ہو گیا۔  
 نقل ہے کہ ایک روز حضرت دریا کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بزرگ الشہداء نہ وضع  
 ہاتھ میں کتاب لے گئے ہوئے آپ کے کچھ سوال کرنے کے لئے آئے بیٹھے ہی حضرت نے وہ کتاب اپنے  
 لیکر دیامین ڈال دی۔ بزرگ نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا تو آپ نے اپنے دریا میں ہاتھ ڈال کتاب کو  
 نکال لیا اور جسکر بزرگ کے ہاتھ میں دیدی اور فرمایا کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو۔ اب بزرگ کی کیا مجال تھی  
 کہ وہ کچھ سوال کرتے مگر پھر حضرت نے ہی تبسم ہو کر فرمایا کہ تمہارا سوال یہ تھا اور اسکا جواب یہ۔

### عقد حضرت

حضرت تیس سالہ ہو چکے تھے کہ اس وقت علماء و حکماء کے اتفاق سے مولانا علاء الدین  
 نے ایک جاریہ خرید کر حضرت کی والدہ ماجدہ کی معرفت آپ کی سپرد کردی تھی مگر اُس سے  
 کوئی اولاد نہ ہوئی

پھر چالیسویں سال میں حضرت کی والدہ ماجدہ نے اپنے رب و مولانا سید احمد ابن  
 جمال الدین حسینی معز بن قدس سرہ کی دختر نیک اختر بنی رعا خاتون قدس سرہ سے عقد شری  
 کر لیا جس سے حبیب اللہ صاحبزادہ ہوئے۔ تین صاحبزادیاں۔

بڑے صاحبزادہ سعید دارین حضرت شہیدہ حسین محمد حسینی الحسینی المعروف بسید نعم اکبر المشہر  
 میان بڑے رحمۃ اللہ علیہ انکی شادی سلطان علاء الدین خلجی کے بہائی حاتم خان کے نواسہ  
 ملک جھوکی صاحبزادی سے ہوئی جس نے ایک فرزند ارجمند میان محمد سفیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے  
 اور ایک دختر نیک اختر کی ولادت ہوئی جو میان کلمۃ اللہ الحسینی عرف مکشورہ سے بیامی گئی



کیا سوچی کہ حضور کے خوارق وغیرہ کی جانچ کرے حضور کا امتحان لے چنانچہ اُسے اپنے اکلوتے لڑکے کا جو اکلوتہ ہی لڑکا تھا ایک روز جمعہ کے دن فرضی مردہ بنا برصنعی جنازہ تیار کر اُس راہ میں لیکر کٹری ہو گئی جس راہ سے حضور نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے تشریف لائے اور اُسے جموعت حضور کی سواری آئی تو عورت مذکور نماز جنازہ پڑھوانے کی آپسے استدعی ہوئی آپ نے فرمایا کہ میں از مردہ کی ہوگی یا زندہ کی عورت بولی کہ زندہ کی یہی کہیں نماز نہ ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا مردہ ہی ہوگا۔ قبل نماز جمعہ کے نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کروں گا حضرت کی تشریف بری کے بعد ماں نے بولنے کے کو کٹری ہو جائیکہ لکھا تو لڑکا کمان و ماں تو پوری سی جانچ ہو چکی اور امتحان کا مزہ چکھ لیا گیا یعنی لڑکا جو زندہ تھا جان بحق ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر ماں ہکا بکا رہ گئی۔ فریاد و فغان کرنے لگی۔ مگر کیا ہوتا تھا۔ نماز جمعہ بعد حضور قطب الاقطاب شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کی زیارت کے لٹو گئی اور وہاں جب لڑکا تو دیکھا کہ پیر زال نادر و قطار رو رہی ہے حضرت کے قریب پہونچ کر اُسے بہت ہی گڑا کر اکر حضرت سے اُسکے زندہ کرنے کے لئے عرض معروض کی مگر حضرت نے فرمایا کہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب صبر کر۔ یہ کہ نماز جنازہ پڑھ۔ میت کو دفن کرا۔ پیرفتا۔ اُسکا نام رکھا۔ کہ اُس وقت دزمانہ سے پیرفتا کے نام کی شہرت ہو گئی۔

نقل ہے کہ چند فقیروں نے ایک آوارہ گرد گائے کو ذبح کر کے کھا لیا۔ گائے کے مالک کو خبر ہو کر وہ سرکاری جمعیت لیکر فقیروں کی گرفتاری کیلئے آ رہا تھا کہ فقیروں کو بھی اسکا حال معلوم ہو گیا وہ خوف زدہ۔ مضطرب۔ ترسان۔ لرزان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو واقعی کیفیت تھی وہ عرض کر کے امداد خواہ ہوئے آپ نے فرمایا کہ گائے کا کوئی حصہ باقی ہے یا نہ گوشت پوست اُسکا چٹ کر گئے۔ فقیروں نے عرض کیا کہ صرف کھال بھیان۔ باقی میں حضرت نے انہیں کو طلب کر کھال میں بھیان بہرہ۔ گز بہر کی ایک لکڑی دی کہ یہ اسپر پار و اور کہو کہ برکت محمدی جیسی تھی ویسی ہی ہو جا۔ چنانچہ حسب ارشاد الیسا ہی کیا گیا۔ گائے اُس وقت کٹری ہوئی اور مالک کے حوالہ کر دی گئی۔

سلسلہ اداسی نام یعنی دیرینا سر سلطان کی دیکھا کہ اُنکے سواں حضرت کی دیکھا شاہ جازا کو متعلق تھیں مگر میں ہو ہوا کہ ایک شہرہ معروف ہے جس میں

اپنے پیچھے کھڑا کر کے آپ ہی نماز اپنی نفس پر یا پنج بجیر دن کے ساتھ ادا کی اور پھر فرمایا کہ  
اب تک کبھی شخص نے ہم پر اتنا لہو وانا لہیرا جوں کما تم خود ہی کہتے ہیں اور بظاہر نہ ایسا کوئی مرد  
نظر آیا جو ہماری نماز جوازہ ادا کرتا اسلئے آپ ہی اپنی نماز جوازہ ہی ہم نے ادا کر لی۔

پنابچہ ایک سو پانچ برس چار مہینہ بارہ دن کی عمر میں دوشنبہ کے روز ۱۶ ذی قعدہ ۸۷۲ھ  
کی صبح آپ اپنے اپنے پاؤں بستر پر دراز فرمائے اور دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر ختم حق میں  
کھلی رکھی اور منتظر وقت رہے جو سانس آتی ذکر کرتی ہوئی آتی۔ جو جاتی ذکر کن بجاتی۔  
جنگی آواز سبکو اسی طرح سنائی دیتی۔ مقبول حضرت شاہ دید اللہ حسینی قدس سرہ  
آپ کے بستر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نورانی ہنستی ہوئی  
صورت نظر آئی اور جو میں حضور انور کے لب پر اُسے لب رکھا حضور کی آنکھوں سے ادھر تو  
پانی نکلا آدھروہ میں مبارک سے جنکو حضرت شاہ دید اللہ صاحبے حضرت کی وصیت کی  
موافق چوس لیا اتنے ہی میں جیسا سے ختم ہو گئی خود بدولت حق سے واصل ہوئے۔  
حضرت شاہ دید اللہ حسینی فرماتے ہیں کہ قبض روح بے واسطہ ملک الموت ہوئی اور جس وقت  
نورانی نے نزول اجلال فرمایا تھا وہ صورت عجیب صورت شجلیہ و منور تھی۔ چادر کمر پائی  
اُسکے کندھے پر پڑی ہوئی۔ محلہ عصمت زیب بدن کئے ہوئے حسن و ناز و ملاحظت وہ کہ  
ایک بوسہ پر جسکے نقد جان قربان سے محمد راؤ آری چور گور پڑے رہے روح دہری راحت سراپا  
یہ بات تاریخی لحاظ سے یاد رکھنے کی قابل ہے کہ فیروز شاہ بن غیاث الدین بن محمد شاہ  
بن سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد سلطنت میں سید خضر خان ابن ملک سلیمان بادشاہ  
دہلی کی وفات سے برس روز پیچھے معز الدین ابوالفتح سید مبارک شاہ کے تخت نشین ہو جانے سے  
حضور انور کا وصال ہوا ہے۔

اب ساتھ ساتھ وصال کی تاریخیں بھی ملاحظہ ہوں۔

### تاریخیں

آنکہ سید محمد شہ نام است پد بیگان ہر اہل اسلام است پد شاہ ہار بلذہر و است پد آشیائش ہر وہ مار است  
عالی را کشید از چہ آرز پد سنما چو گیسوں دواز پد ماہ ذی قعدہ بود و قاتلہ دہم کہ کشید سیدی چرخ نیم پد

چھوٹے صاحبزادہ حضرت سید یوسف معروف سید محمد اصغر مشہور میان لہرہ رحمۃ اللہ علیہ۔  
انکی شادی سید علاؤ الدین سید اجل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی جسے  
ایک تودہ صاحبزادی ہوئیں جسکا عقد میان محمد سفیر اللہ سے ہوا اور سات فرزند ارجمند  
اول حضرت مقبول الحضرۃ الدیانید اللہ الحسینی قدس سرہ و شکر میان یمن الرحمن  
تیسرے یمن اللہ چوتھے میان لہد پانچویں میان بالہ چھٹے میان من اللہ ساتویں میان صنعت  
جسم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ بڑی صاحبزادی کا نام بی بی فاطمہ عرف سستی خاتون صاحبہ  
جسکا عقد سید چندا کے صاحبزادہ ابن الرسول کے ساتھ ہوا۔

نہجلی صاحبزادی کا نام بی بی خوجہ مقبول صاحبہ خاتون۔ جو سید لارہ پوری سے بیاہی گئیں  
چھوٹی صاحبزادی کا نام بی بی خوجہ ام الدین صاحبہ خاتون جسکی شادی میان بعض رسول  
پر حضرت سید چندا قدس سرہ سے ہوئی۔

### طلب موت

نقل ہے کہ حضور انور کو شباب باری سے حکم ہو چکا تھا کہ جب وقت تک چاہیں دنیا میں رہیں  
چنانچہ ایک سو پانچ برس کی عمر شریف پاکر حضرت نے اڑکھالین سے ایک رات اپنی موت کے  
استدعا کی خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرۃ شاہید اللہ الحسینی قدس سرہ کو بھی  
یہ حال معلوم ہو گیا وہ آئے اور حضرت کے پیرو مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی  
رحمۃ اللہ علیہ کی قسم دلو کر آپسے عرض پر داڑھ سے کہ آپ نے اس ارادہ کو ملتوی فرمایا ہے  
مگر آپ نے منظور کیا اور فرمایا کہ مرد ایک دفعہ جو اختیار کر لیتے ہیں اس سے روگردان نہیں  
ہوا کرتے تم نے یہ معاملہ کیوں کر دریافت کر لیا کہ میں نے طلب کے نزدیک تو نہیں کھڑے ہوئے  
خیر اب اس راز سے اور کیوں مطلع کرنا۔

### کیفیت وصال

وصال کی پوری کیفیت اس طرح منقول ہے کہ وصال سے پانچ روز پہلے شاہید اللہ صاحب کو  
حضور نے اپنے پاس بلا کر گود میں بٹھایا اور فرمایا سید محمد حسینی فوت ہوئے انا لہذا  
بہیہ راجعون۔ کہ روح پاک کے فالج سے باہر آنے پر حضرت شاہید اللہ صاحب قدس سرہ کو

عہد سجادگی میں وہ حوض بند ہو کر دوسرا حوض تیار ہوا جو اس وقت تک موجود ہے اور یہی  
تیار سی میں تقریباً دس ہزار روپیہ آٹھا۔

### شجرہ طریقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الٰہی شجر مت خواجہ انبیاء ابو القاسم محمد رسول اللہ ماشمی۔ الٰہی شجر مت  
خواجہ اولیاء ابو الحسن العلوی الومئی الماشمی۔ الٰہی شجر مت خواجہ ابو النصر الحسن البصری۔ الٰہی شجر مت  
خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید۔ الٰہی شجر مت خواجہ ابو الفیض فیصل بن عیاض۔ الٰہی شجر مت  
خواجہ امان الارض سلطان الاولیاء ابراہیم ادھم البلمنی۔ الٰہی شجر مت خواجہ سعید الدین  
حذیفۃ المرعشی۔ الٰہی شجر مت خواجہ امین الدین ابو ہبۃ البصری۔ الٰہی شجر مت خواجہ ابراہیم  
علو دینوری۔ الٰہی شجر مت خواجہ ابو اسحق چشتی۔ الٰہی شجر مت خواجہ قدوة الدین ابو محمد چشتی  
الٰہی شجر مت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی۔ الٰہی شجر مت خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی۔  
الٰہی شجر مت خواجہ قطب الدین مودود چشتی۔ الٰہی شجر مت خواجہ شریف زندی چشتی۔  
الٰہی شجر مت خواجہ ابو الانوار عثمان ہارونی۔ الٰہی شجر مت خواجہ معین الدین الحسن السخوی  
الٰہی شجر مت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولیاء الاوشی۔ الٰہی شجر مت خواجہ فرید الدین گنج  
حقیقۃ المحب مسعود اودھنی۔ الٰہی شجر مت خواجہ سلطان العاشقین رحمۃ اللہ علیہ نظام الدین  
محمد بدایونی۔ الٰہی شجر مت خواجہ ابراہیم الثانی نصیر الملت والدین محمود اولیائے اودھنی۔  
الٰہی شجر مت خواجہ صدر الدین ابو الفتح الولی الاکبر الصادق محمد حسینی الملقب بہ گیسو داز  
رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

### اسامی مریدین و خلفائے معروف

اگرچہ حضور کے مریدین و خلفاء کی تعداد کثرت سے ہو مگر میں اُن معدود چند مشہور و معروف  
بزرگواروں کی فہرست درج ذیل کرتا ہوں جنکے اکثر حالات اخبار الاخیاء و سلطان مغانی  
وغیرہ کتب سیر و تاریخ میں موجود ہیں۔

حضرت شاہ ید اللہ صاحب حضرت شیخ علاؤ الدین قریشی گویا ری حضرت شیخ ابو الفتح  
قریشی کاپلی۔ حضرت سید صدر الدین اودھنی۔ حضرت فخر الدین بغدادی حضرت شیخ آٹھ داد

سال قتلش کہ حجی کو بوقت عقل بخروم دین نیگفت : مرقد عالیشان ملک کن : بہت چون و بقید قبر من سپہ  
 زریاج عارفان و علش بخوان : ہم رقم آن یاد زنا بقیا : سرور احمد و معنی آگاہو : تا بر آید ہر و شلش مدعا :  
 شہریمان از عقل ادوی جان رنہ رحلت آن سیدین ہما : قطب ایمان نوالہ عارفی : کن رقم تر حیا آن قطب لہدایہ  
 زوینارفت در فردوس والا : چوان سید محمد شاہ حقین : ز مجموعہ اندسے محمد : عیشاں سال ہلال آن شہ دین :  
 در قطب لہدایہ شرف محمد : و مالش بہت با حدیث ترین

ان تاریخوں کے علاوہ سنس عادل تولد واریث جود : و فاشش دان کہ تاج المرسلین بود  
 سے حضور کی عمر شریف - سال ولادت - تاریخ وصال بھی برآمد ہوتی ہے۔

## تقسیم املاک

حضور نے اپنی زندگی ہی میں اپنی جملہ املاک اوتھامی کا وارث و مالک بنیے۔ صاحبزادہ  
 سید محمد اکبر قدس سرہ کے فرزند احمد حضرت شاہ نصیر الدینی رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیکر  
 روضہ شریف مع سواک و سلع و حصا وغیرہ اپنے چھوٹے صاحبزادہ حضرت شاہ محمد اصغر  
 حبیبی عرف شاہ لہر اقدس سرہ کے حوالہ فرما دیا تھا۔

## تعمیم گنبد روضہ شریف وغیرہ

وصال حضور کے دو سال بعد احمد شاہ حبیبی کے حکم سے تیاری گنبد روضہ شریف کا  
 کام مع گلابہ اندرونی شروع ہو کر مدت ہفت سالہ سلطان علاؤ الدین کے  
 زمانہ میں ختم ہوا۔

سن بعد ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کی فرمانروائی میں گلابہ بیرونی تیار ہو کر پھر محمد عادل شاہ  
 بیجا پوری کے حکم سے قدیم کلس نخل آپکے بڑے صاحبزادہ حضرت سید محمد اکبر حبیبی قدس سرہ کے  
 گنبد پر چڑھوا یا گیا اور نیا کلس حضور کے گنبد پر قائم ہوا۔

جواب فضل خان سپاہ لہر بادشاہ بیجا پور کا دور دورہ ہوا تو اس نے دروازہ پائین و مسجد بیرونی  
 و تعمیری کی بنیاد ڈلوائی۔

بادشاہ عالمگیر نے اپنے دور سلطنت میں مسجد اندرون در گاہ سماع خانہ حجے حوض مسجد  
 تعمیر کرایا مگر چونکہ حوض مذکور مسجد کے مقابل تھا اسلئے حضرت سید شاہید الدینی قدس سرہ کے

لے کر گنبد روضہ شریف کا کتبہ لکھا گیا اور اس کا کتبہ میں ہو گیا تھا اور ان کو لکھا گیا۔

دور گنبد کی جانب چڑھ جاتا ہے۔ دوسرا اول کے ساتھ ساتھ مومنہ میں مشعل لئے ہو چڑھتا ہے اور جب دونوں اپنی خدمت پوری کر لیتے ہیں اُس وقت مع الخیر واپس آ جاتے ہیں۔

اس جیلہ کے سرانجام دینے ہی کے بعد ماہ ذیقعدہ میں عرش شریف کا موقع آ جاتا ہے چنانچہ ذیقعدہ کے چاند رات کو اول درگاہ شریف کے نوجوان پرستے فقارے چڑھائے جا کر اُسی روز سے سماع بھی شروع ہو جاتا ہے اور پائین میں رقص جو برابر شب کو شروع دن تک قائم رہتا ہے۔

۵۔ ذیقعدہ کی شام کو محبوب شمس حسین اور درگاہ میں ڈیڑھ میل کا فصل واقع ہے سرکاری ماسی مراتب۔ فوج بقاعدہ و باقاعدہ۔ سامان جلوں و آراکشی وغیرہ کے ہمراہ سیرکردگی صاحب شمسز قیمت گلبرگہ و اسٹنٹ کشن و کلکٹر ضلع و سپرنٹنڈنٹ پولیس و انسپکٹر تحصیلدار وغیرہ وغیرہ حضرت کا صندل مبارک بڑے کروڑ کے ساتھ اٹھکر آصف گنج و گلزار حوض پر سے عبور کرتا ہوا درگاہ شریف میں یہی رات کے نو دس بجے تک داخل ہو جاتا ہے۔

اسی روز گلبرگہ شریف کی بڑی سڑک درگاہ شریف تک جھنڈیوں، تندلیوں سے آراستہ ہو جاتی ہے۔ سرکاری ڈیرے خیمے بھی نصب ہو جاتے ہیں اور رات بھر رقص و سرود کی بڑی گرما گرمی رہتی ہے۔ حیدر آباد وغیرہ مقامات کے حضرات اہل عقیدت و مثنوی وغیرہ لوگ باگ بھی اسی روز شام تک کی اسپیس ٹرین سے حاضر ہو کر اپنی اپنی مرادات کو پہنچتے ہیں اور اپنے اپنے ذوق و شوق کی موافق تمتع ہوتے ہیں۔

۶۔ ذیقعدہ کی شب کو شہر کی بڑی سڑک پر روشنی ہوتی ہے اور اس روشنی اور صندل شریف کے اہتمام میں خاص وہ ہی روپیہ صرف ہوتا ہے جسکی سالانہ منظوری سیرکار عالی سے ہوتی ہے۔ البتہ درگاہ شریف کی روشنی وغیرہ کا بار اہتمام صاحب سجادہ کے ذمہ ہے۔

۷۔ ذیقعدہ کو چار بجے شب سے مومن لوگ۔ مومن پورہ۔ مخدوم پورہ۔ مین اپنے اپنے مکانوں پر روشنی وغیرہ کا انتظام کر کے وہ جوش عقیدت و خلوص ارادت کا اظہار کرتے ہیں جو درخور ہزار آفرین ہے۔

فی زمانہ صندل والے دن اعلیٰ حضرت ہنگام عالی سرکار نظام کی جانب سے حضور مزار مبارک پر

برہانپوری حضرت مولوی محمد رضا حضرت مولوی محمد حسین دکنی۔ شہزاد بیگ بدخشاہی حضرت آغا شاہ  
مجدوب۔ حضرت شیخ ہمدرد ہر سوی قرشی۔ قاضی نواز الدین اجودہنی۔ معین الدین توبانی۔  
قاضی اسحق احمد۔ قاضی سلیمان محمد۔ قاضی علم الدین شرف۔ مخدوم زادہ بزرگ محمد اکبر حسینی  
عرف بڑے میان۔ سید ابوالمعالی۔ خواجہ احمد دہری۔ شیخ ابوالفتح بن علاء الدین گویا۔ سی  
مخدوم زادہ میان کلمہ الحسنی۔ سید یوسف حسینی معروف سید محمد اصغر مخدوم زادہ خورد۔  
میان ید الدین حسینی۔ شاہ نصیر الدین حسینی۔ میان عبدالمدب۔ حضرت ابوالمعالی۔ حضرت  
قاضی راجہ۔ شیخ زادہ شہاب الدین۔ مولانا ہاوالہ الدین۔ بلوی۔ قاضی شجاع الدین۔ قاضی  
سیف الدین بکمنوی۔ ملک زادہ عزیز الدین ملک زادہ شہاب الدین۔ ملک زادہ عثمان۔  
شیخ محمد الدین اجودہنی۔ قدس سرہ۔

### جہیلا اور عرس شریف

چونکہ حضور کے عرس شریف سے مہینہ بہ پہلے (جہیلا) نامی ایک موقع خاص کا اہتمام ہوا کرتا ہے  
جسکو بڑے ہی جوش عقیدت کے ساتھ تیار کر کے حضور کے گنبد مبارک کے گلے پر ہواشوال کو  
باندھا کرتے ہیں لہذا میں بھی عرس شریف کے بیان سے پہلے اول جہیلا کا ہی بیان شروع  
کرتا ہوں اس کے بعد عرس شریف کا تذکرہ کروں گا۔

جہیلا۔ پہلوں کے ہارون کا نام ہے جو چالیس ریتک کا ہوتا ہے اور ہر سال عرس  
پہلے گنبد مبارک کے گلے پر باندھتے ہیں۔

یہ موقع بھی خاص ایام عرس کے مندرجہ ذیل سے کچھ کم شان و شوکت نہیں رکھتا صرف  
اتنی ہی کمی رہ جاتی ہے کہ باہر کے زائرین تعداد میں اس وقت کثرت سے نہیں ہوتے۔

جہیلا گنبد مبارک کے گلے پر بند ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ جان جو کیوں کا موقع ہے مگر  
واہرے جوش عقیدت و خلوص ارادت کے اس کے باندھنے والے بے تکلف اسکو باندھ کر  
صحیح و سلامت اتر آتے ہیں۔

جہیلا مذکور کے گلے پر باندھنے کیلئے اول دو ایک اہل عقیدت کا انتخاب کیا جاتا ہے اس کے  
بعد ان میں سے ایک تو ہارون کا مجھو لیکر صرف ایک سی کے بل پر اس کے سارے سارے

سید لطیف اور ادنامہ شرح فقہ اکبر فارسی شرح قصیدہ امالی شرح تصنیف حنفیہ بانضام  
 خلفاء الراشدین ضرب الامثال حواشی قوۃ القلوب عقیدہ چند ورتی  
 حدائق الانس رسالہ در بیان آداب سلوک ظاہر رسالہ در بیان اشکات محبان حق  
 رسالہ مراقبہ رسالہ در بیان معرفت حضرت رب العزت جل جلالہ رسالہ سفر کتب الاسرار  
 کتاب الاسرار کے ثمر و ان میں آپ کے تصوف کے اسرار و غوامض کو کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور  
 وہ ہی اپنے خاص رنگ کے ساتھ بنائے علیہ نمونہ کے طور پر دو ایک سمر ذیل میں نقل کرتا ہوں  
 انہیں پہلا سمر وہ سمر ہے جسکو حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے  
 اخبار الاخبار میں تحریر فرمایا ہے دوسرا اس سے الگ اور یہ سمر وہ سمر ہے جسکی شرح جناب  
 شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے اور ایک اور کسی بزرگ نے لکھی چنانچہ میں پہلا  
 اخبار الاخبار و الاسرار نقل کرتا ہوں اسکے بعد دوسرا سمر مجلس حیران نامی مع شروحوں کے  
 نقل کر دینگا۔

ناظرین کو چاہئے کہ وہ شراح کے مذاق شرح جداگانہ سے ذوق اٹھائیں اور ذہانت  
 و رسانی طبع کے ادائے دروغ نگریں (وہو ہذا)

### سچیں و نہیں

ایک روز جنین اتفاق افتا کہ آجے طول و عرض آن مائتہ السداسات چہ قدر باشد اما نقش از کمر  
 زیادت نیست جمعہ میروند یکے دران میان من ہم ہستم یک دخترے سالے پانزدہے او نیز  
 در میان آب میرود تحفہ اینست ماہمہ کمر ہار ہنہ ایم آن دختر کہ اجمالتہ ست کہ اگر از پر تو او غفلت  
 حور باشد حور اسخر و عولے خدا کی کند رنگ و رخسارہ و قد و بالائے او از امر و شباب از احسن  
 صورت رزمے سیفر باید میام من و او مقدار یک فرنگے باشد مرا بخود دعوت کرد چنانچہ  
 شے را بر عروسے با تھرام دران قیاس یک فرنگے مرا باوے اتعال دادند شخصے از  
 غیب الغیب شاہد شد جامہ بر انداخت چنانچہ کس مرکے را پوشد و نان حالت خود را ہم ہذا  
 جمال ہم بدان جن ہم بدان لطف عین آن دختر دیدم او عاشق من شد و من عاشق او ہم ہذا  
 میان از من و از ان دختر ہتر عیسیٰ سر بر کرد و فریاد بر آورد اما ابن السد میان ہر دو دعوے



ایک زمین خلاف اور ایک کھواب کا تھان چڑھایا جاتا ہے اور دیگر تحائف بھی بطور نذر دیا جاتا ہے  
چنانچہ ایک فہرست مصارف نذر و نیاز سنیں ماضیہ ہی دستیاب شدہ درج ذیل کر کے دست  
بر دعا ہوتا ہوں کہ اس مبارک موقع عرس کی شرکت و شمول اور آستانہ عالی کے حضور کی  
حضور کی فقیر کو بھی توفیق رفیق حاصل ہو آمین ثم آمین۔

### کشتی کا لٹنا

درگاہ شریف کے روبرو چند قدم کے فاصلہ پر تہر کا ایک بہت بڑا کشتی نما ظرف ہے جس پر شیش پھیلی  
وغیرہ کی شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ اور مشہور ہے کہ کسی دیول کا چراغ ہے۔

الغرض اس میں بریانی، بالیدہ وغیرہ بہر دیا جاتا ہے اور فاتحہ کے بعد اس کو ٹن دیا جاتا ہے۔

لوٹنے والوں میں دو فریق ہوتے ہیں ایک تو بڑے روضہ والے دوسرے چھوٹے روضہ والے۔  
اسی لوٹا کسوٹی میں جو روند ہوا کہا نا دوسرے معتقدین و زائرین کے ہتے چڑھ جاتا ہے وہ  
اس کو چٹ کر لیتے ہیں کیونکہ خاص لوٹنے والے کہانے میں سے کسی کو معاذ فیہ پر ہی نہیں دیتے

### تصنیفات کی تفصیل

چونکہ تصنیفات و تالیفات میں آپ کا ایک رنگ خاص اور اکثر مکتب و رسائل تصوف  
وغیر تصوف آپ کے یادگار اسلئے جن رسائل و کتب کی تفصیل ہمیں ملگئی ہے وہ نقل  
کیجاتی ہے شائقین کو چاہئے کہ ہم ہمیں پکی کر معائنہ سے بہرہ اندوز ہوں۔

ملقطہ تفسیر قرآن بقالب لوک تفسیر ثنائی بطریق کشتاف حواشی کشتاف شرح مشارق بطور لوک

ترجمہ مشارق معارف شرح معارف ترجمہ عواذف شرح تعرف شرح فصوص

شرح آداب المریدین عربی و فارسی شرح تمہیدات عین القضاة وجود العارفین

رسالہ در بیان رایت ربی فی احسن سورہ۔ شجرہ نسب جو شتر سے زیادہ رسالوں کا مطالعہ

فرمانیکے بعد لکھا گیا۔ شرح رسالہ شیری فارسی خلافت نامہ جو اپنے خلفار اور

ارباب مجاز کے لئے تحریر فرمایا۔ رسالہ در بیان بود و بہست ترجمہ رسالہ توحید علی المدین

ابن عربی استقامت الشریعہ بطریق تحقیقہ خطرات القدس جسکو عشق نامہ کہتے ہیں

تلاوت الوجود در الاسرار رسالہ عروج و نزول رسالہ ریت سبیل تحقیق و المجذوبین

چهار قسم ترکیب مراد باشد تصویرش آنکه ساوا و چند جز و غیر مغلوب مرکب استدلی الخلال ترکیب  
 است بسبب تساوی میول و جز و مغلوب قاصر بر اجتماع متوازن شدن اجزای که غالب خواهد بود پس  
 پیش ترکیب شناسی دوازده محسوب شوند و چهار ترکیب ثلاثی نیز دوازده و یک ترکیب باسی چهار  
 ازین سبب و هشت و نوائی آب و آتش و دو ثلاثی اینها یا هوا یا فاسد است که هوا مغلوب است بسبب  
 رقت قوام سهل لا انحراف است و بسبب آن لطیف جوهر رنگ شریک غالب گرفته تدافع مغلوب  
 میشود و سبب و چهار ترکیب باقی صالحه باشند آنکه چهار دیدیم یعنی بعد از استقرار مزاج چهار  
 کمال اولی طبایع پیش آمد که هر یک براسه عدد و آثار چون کمال است سه ناقص بودند یعنی  
 صورت معدنی و نباتی و حیوانی از وصول بعالم تجرد فاخر اند و یکی دو خانه و دو گوشه شد  
 یعنی نفسی ناطقه که صورت انسانی است و جز ماده و صورت و طرف امتداد نداشت  
 که مجرد بذات بود آن برادر زردار کمان بے خانه و بے گوشه تجرید یعنی بدن ارضی نفس ناطقه  
 قبول کرد و تیر می باید بایست یعنی نفس ناطقه را براسه ایصال ماسورخانه چه از ذات  
 خود قوائی در اکبر میا بند چهار دیدیم شکسته بودند یعنی چهار قوت یافت یک حس شتر که دریا بند  
 صور جزیره است دوم و هم که دریا بنده معانی جزیره است سوم عقل که دریا بنده کلیات است  
 این بر شکسته پائے اند یا نچه نظیر ندارد و متزاع از محسوسات نیست نمیتواند رسید و یکی تیر  
 و پیکان نداشت یعنی چهارم که نور ایمان است از پیرین و زوال و تعلید و مشبهات  
 درمان آئین است فان البقیں لا یحتمل النقیض حالاً و بالآ آن تیر بے پرو پیکان تجریدیم و بطلب  
 میا بصحر اشدیم یعنی بشر فایمان صحیح شرف گشته بتائید آن طالب کشف حقیقت گشتیم  
 و تحقیق این نکته آنست که بر نوع علمی که بحصول صورت باشد خالی از کیفیت و طلبیت نیست  
 راه بسوائی بے کیف و اصل محض ندارد و سلسله وصول با تحضرت جز معرفت اجمالی الحافظ  
 صرف که ایمان بالغیب نام دارد و نتواند بود چهار آیه دیدیم یعنی لطیف دوام توجه بعالم  
 اطلاق چهار تعقیقت شهود گشت سه مرده بودند یعنی سه حقیقت که باصطلاح اهل تصوف  
 ناسوت و ملکوت و جبروت و باصطلاح اهل اشراق بر آتش و مثل و آنوار و باصطلاح  
 اهل حکمت طبیعت و نفس و عقل باشند اعدام امکان اند و در بقیه غیر کافیت فی ید الغسل

افتاد من میگویم عیسیٰ پسر من است او میگوید پسر من عیسیٰ فریاد میکند و میگوید از ما هر دو تبر میخیزد  
نه از ان تو ام و نه از ان اوست از ان خودم و خود بخودم و آن دختر که بعد از آنکه میگوید عیسیٰ از ان  
من هست من خود را عیسیٰ او میگوید و آن آب بسیر که با تو گفتیم همه و الله اعلم -

رِسَالَةُ حَلِّ مُعْتَمِدٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد از محمد حضرت اکرم و درود بر پیغمبر و الاجاه و بر آل و اصحاب بن پناه بنده مسکین محمد فیض الدین  
بن شیخ الاسلام زبده العرفاء بالله سیدی و سیدی فی الدین شیخ العظیم مولانا عبدالرحیم اسکها اند  
فی النعم و الحمد بسلف الصالحین و آئے نماید که بعضی یاران حل سمری از اسما حضرت خرب نواز محمد گیسو ساز  
قدس السمره درخواستند آنچه حاضر الوقت شد بتزقی می آید قال لعارف المحقق رضى الله عنه و قدروا باسمه  
سبحانه الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین قولنا فی ذلک الاشغال نصبر  
للناس للعلم تنفیرون بدانکه ما چهار برادر بودیم یعنی کون و فساد چهار عنصر بودند از نه و یعنی در جوف  
نه فلک سه جاسم داشتند یعنی نار و هوا و ارض و فلک که از نفوذ نظر حاکم باشند داشتند بلکه شفاف  
اند و یک برهنه بود یعنی ارض و در وید چشم آشکار بود آن برادر برهنه درست در در آستین داشت یعنی  
زمین فراوان صور نوعیه و مهیت و رفیع در استعداد داشت بازاری رفیع تا بجهت شکار و کمان بخیم  
یعنی در همه عالم ترکیب داخل شدند تا استعدادات و مهی و کسی بد آرند و تحصیل کمالات عالم تجرد نمایند  
قضا رسید بر چهار کشته شدیم یعنی با سینه های قوائی و روحانی از کواکب ارباب الانوار صور  
بساط مخفی و معجل گشت و سبت و چهار زنده بر خاکستیم بعد از فعل و انفعال سبت و چهار قم مزاج پیدا  
شدند هشت مزاج اعتدال و هشت مزاج غیر اعتدال و هشت مزاج اشتعال و هشت مزاج که کافو حقیقی جزات  
یا برودت و یسوست با رطوبت معا محالست لاجرم مرکب بجانب انحراف خواهد بود و اگر یک کیفیت  
غیر متضاد بود چهار مزاج مرکب است این هشت مزاج اگر بافعال دینی مرکب ملایم است مزاج اعتدال  
و اگر مخالف افعال است مزاج غیر اعتدال است و اگر منافی سنته است مزاج اعتدال است و محتمل است که سبت

نیود و رسوم برترست خود را در تربیت الهی که و و جدک مآلاً فمندی اشارت با و ست حواله نموده این  
 طریقه را لازم گرفتیم و درین اشارت تزیینات در اسماء و صفات مینمودیم و یکدیگر بر تفاق بلند که  
 هیچ حیل و دست بان نمی رسید یعنی وصول بتجلی ذات در ارالوار که منبع مجمع اسماء و صفات  
 و معدن ارزاق روحانی و جسمانیست منظور افتاد که تمام قوای بشری از ان قاهر بود و بدو بجز  
 غایت انکسار و نفی آثار و اعیان با نجاب راه نبود که اقرب مایکون العبد الیه ربه و موسا جد  
 ر مرتس از ان ست چهار گزمناس که زیر پای کندییم یعنی چهار درجه بطون فرو عظیم چهار طبقه را از  
 مالموفات خود بر کنیدییم و بدن را در ریاضت و نفس را در محابره و قلب را در مشاهدۀ عظمت و روح را  
 در شفاعت احدیت بنوعی از تلاش محو ساقیم تا بعد از اصلی لا تنقی شقیم و مقام کان السد و کم یز  
 معه شمس و هو الان کما کان حاصل شد و اگر خواهی بدن و نفس یکدیگر و چهار مین ثانیتهای  
 چنانچشمیش عظمی محققین مسلم است که ما دام نظر از تعین عین ثانیه و از اسک که سبب تعین اوست نگذر دو  
 خلق طوق استعداد جزئی نموده ناشیون ذاتیه ز سر حقیقت تجلی ذات بدون آمیزش رنگ مرآت  
 استعداد تنجلی که اصل نشود دست بان دیگر سید یعنی تجلی حقیقی ذات میسر گشت و در مرآت وحدت  
 مشاهده کثرت اسماء و صفات الهی و تعینات و اعتبارات امکانی ب حصول انجا میسر بد آنکه مراد  
 از نفس روح هوایست و از قلب نفس ناطقه و از روح وجودیکه وقت تفاق بود و از عین انبیا ی کدر  
 عالم الهی بود و از شیون ذاتیه انداز و اتحاد با ذات مرآت پیش از تمیز علی و عملی چون تکرار پخته شد شخصه از  
 بالائے خانه فرود آمد که بخش من بربند که نصیب مغروض من دارم یعنی چون عارف فتمی شد و منظر مجموع کمال  
 و تحقیق جمیع ضیون و صفات گشت و در شان خط خود از و بگرفت شان ام المفضل که منظر و المیسر است  
 ظهور کرده مقابل شد که تصدیق لاتحدن من عبادک نصیباً مغروضاً جسته من نیز خوا که کنید برادر کامل محمل  
 و کمین نشسته بود یعنی فیض روح القدس که مصداق و ایدناه روح القدس من باشد بر محی فطنت  
 بمقتضای فانه یسک من بدیده من خلفه مصداق روح حال بود استخوان آن استکار از دیگر بر آورده  
 بر تارک سر و دلبینی عقده مالاخیل و دینی که بمقتضای کثرت اسماء است بنا بر غیریت موسوم نموده منظر فقر  
 حجاب ساخته و در نظر خلاق علم گرد چون استخوان تحلیل نمیشود و محمود بدست و این عقده نیز نمیشود و در  
 انظام نشانترین است تغییر استخوان پر بر طبق است و در دست جدی از بالا پائین است و بیرون بر آمد یعنی اسفل

جان هر يكی که در باطن اوست در خارج است جان ناسوت نكوت و جان ملكوت جبروت  
 و جان جبروت لاهوت است و يكی جان نداشت یعنی چهارم که حضرت لاهوت است در باطن  
 ندارد بلکه خود قیوم همه و البطل الباطن است و بذات خود زنده و جان همه است آن برادر زوار  
 برهنه گمان کش تیر انداز گمان بے خانه و بے گوشه آن تیر بے پر و پیکان بران آهنگ بجان  
 یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه را هدف همت ساخته و آلات  
 و سمع و فطری کسی فراهم آورده و کشش و کوشش علمی و عملی نموده و طے امر حاصل اراده  
 کرده از علم الیقین بعین الیقین رسید و چون مجذوب سالک بود از راه اندراج النباهه و  
 یوسن و راه انجیب آشنای حضرت لاهوت گردید کمند میبایست تا صید را بفرارک بنیم  
 یعنی معامله و علاقه میبایست که از عین الیقین بجای الیقین بر آید و از تعلیق تخلیق گراید چنانکه  
 دیدیم سه پاره و یکدیگرانه و میان نداشت یعنی چهار معامله پیش آد فوق و طع و محبت که هر سه  
 آلوده غرض و قابل انقطاع بودند و چهارم فنا فی الوجوده که تحمل طرفین و وسط ندارد  
 صید را بدان کند بیکرانه و بے میان بر میان بستیم یعنی بواسطه معامله چهارم اندرون جان را  
 آشنیانه بجائے لاهوت ساختیم و بطریق مطالعه وحدت و کثرت جمال محبوب خود دیدیم  
 و از حق الیقین بهره یافتیم خانه میبایست که مقام کنیم و صید را بچخته سازیم یعنی قانون و طریقه  
 میبایست که بواسطه ملازمت بر آن از حق الیقین بحقیقه الیقین از خلق تحقیق عروج نموده شود  
 و جمیع لطائف و طبقات را بر رنگ معرفت نبض ساخته و حجب جو در افراق کرده اید چهار خانه  
 دیدیم سه در هم افتاده یعنی چهار طریقه یافته شد روش اهل شریعت که مبنی بر تصحیح عبادات  
 و اصطلاح معاملات و تهذیب اخلاق و تعمیر اوقات با واد دست و روش اهل عزیمت که مبنی  
 بر مراعات پر سیز و حساب سخوات و خواندن اسماء و موکلات است و روش اهل طریقت که مبنی  
 بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر با محضرات و تصویرات است و اهل این هر سه با هم نماندند  
 و مناقشه دارند و از خرق حجب وجود فرمانده اند و یک سقف و دیوار نداشتند در آن خانه  
 بے سقف و بے دیوار در آیدیم یعنی چهارم راه اهل حقیقت که مبنی بر دوام شهود و تنزیه معبود  
 و نفی موجود و بذل موجود و لطیف جذب ملک و دو دست این راه از سقف تعلیل و دیوار

بَرْهَانَ الْعَاشِقِينَ نَبْطَ آدَمَ وَجَنَّتْ تَمَلُّسَتْ بَرِّزْ كَرِشْت طَالِبْ مَرْتَبَه جَمَادِيَه تَابَلَوْغْ بَا عَلَازْمَه كَمَا لَمَذَا  
تَسْمِيَه بَابِ بَحَاسَتْ وَالحمد للذي عَمِدَ عِلْمَا ت دَمِنْ جَوْدَه نَيْسِلِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامِ  
عَلَيْ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْأَنْحِكَامَاتِ وَالْمُنَاسِبَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِ الْمَدَائِدَاتِ وَالسَّالِ السَّالِ الْعُفُورِ وَالْمَدَائِيَه  
فِي جَمِيعِ الْحَالَاتِ وَتَالِيَفْ شَدَّ بَارِيخْ سِزْدَه شَهْ جَمَادِي الثَّانِي سَلَسَهْ جَمَادِي  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله اجمعين قوله تعالى وتلك الاشارة لغيرها  
لأناس لعلهم يتفكرون ما چهار برابر بودیم از نه دیر سه ازان جا منه نداشتد ویک بر منه بود آن برادر  
بر منه درستی زردمانین داشت ببا زرد فتم تا حبت شکار تیر و کمان بخیم فضا رسید ما چهار بقدرت  
خدا که توانی گفته شدیم از چهار مقبول بیت و چهار زنده برخاستیم آنگاه چهار کمان دیدیم شکسته و  
ناقص بودند یک دو گوشه و دو خانه نداشت پس آن برادر بر منه زردار کمان کش آن کمان ب دو خانه  
و ب دو گوشه را بخیرید ترس میبایست چهار تیر دیدیم شکسته و ناقص بودند یک پروچکان نداشت  
آن برادر بر منه زردار کمان کش آن تیر ب پروچکان را بخیرید بطلب صید صوا شدیم چهار آه بودیم  
سه مرده بودند یک جان نداشت آن برادر زردار بر منه کمان کش تیر انداز ازان کمان ب دو خانه  
و ب دو گوشه و ازان تیر ب پروچکان بران آه ب سجان زد و کند ب میبایست تا صید را  
بفتراک بندیم چهار کند ریمان دیدیم شکسته بودند یک دو کرانه و میان نداشت آن برادر زردار  
کمان کش تیر انداز آن را که دو کرانه و میان نداشت خرید صید را ازان کند ب دو کرانه و میان  
برستم خانه میبایست که مقام کنیم و صید را بخته سازیم چهار خانه دیدیم سه در هم افتاده بودند و یک  
سقف و در و دیوار نداشت دران خانه ب سقف و ب در و دیوار دریم و یک میبایست تا آن  
صید را بخته سازیم دیگ دیدیم که نداشت بر طاق بلند که بهیم حیل دست بان دیگ نیز سد معاف که  
زیر پای کند دیدیم و دران دیدیم دست بان دیگ سید چون فکار بخته شد شخص از بالا خانه بیرون آمد  
و گفت که بخش من بدید که من نیز نصیب مفروض دارم پس آن برادر بر منه زردار کمان کش تیر انداز  
کامل و مکمل در کین نشسته بود و استخوان آن شکار را از دیگ بر آورد و بر تارک سر زد و دخت بخدی  
زرد و آواز پاشته پای او بیرون آمد بر سر آن دخت زرد آواز فتم آخا خزیره کاشته بودند

طبیعیات وجود را که قدم آن شخص که است و کسی است سیولی اجسام و نمون و وحدت ذات است از نظر مخفی داشته و کثرت صوری جواهر و اسرار را که بر صفحه او شگفته و شاخ و برگ آورده اولاً موجب تخیل نظران نمود و همگان را بوضع مست و مدح و شواش ساخت که از حقیقت خود غافل بلکه نگرشندگان چون درخت سجد سگرات تعبیر را و مناسب اقتاده بر سر درخت زرد و آلوده یعنی ثانیاً بمقتضای موافقت و مخالفت طبع و طلب مرغوب و هرب از نام مرغوب سرگردان شدند چون رنگ زرد و لغزیم است که صفر افاقه و نماند از نظرین بزرده آلوده تعبیر رفت خرزهره کاشته بودند یعنی ثانیاً گرفتار لذت و حلاوت و منمک و لغزیمت و فریب که همواره خرزهره حاصل است گشتند لفظاً از آب بیدادند یعنی تقاضای نفس و هوایا با مانی و عقاید باطله پریشان رجحان بالغیب پرورش میکردند از آن درخت بار سخاوت فرو دادیم یعنی کالمان در باطن خود انداخته نیایش بحضرت عزت بردند که بازداشتن مردمان از شستنیات محال و صحبت با خلق و تالیف ایشان از هر دست هدایت بے زور و دولت و شوار بوسعت خلق ضرور و فتوح ظاهر بنسب و قیود زرد که ساقیم و بدینا گذشتیم یعنی فتوح ظاهر را فائده خلق عوام ساختند و بیشتر لذات را ابلح داشتند چون رنگ زرد دست بند و کساست چندان خوردند که آماشند و پنداشتند که فریب شدیم یعنی طالبان دنیا بجر صیام تمتع گرفتند و گمان بردند که سعادت رسیدند از خانه بیرون نتوانستند رفت و رنجاست خود ماندند یعنی محبت دنیاوی و تیرگی باطن و آلودگی شمولات و اخلاق و میمه و عقاید مخفی در دل ایشان قرار گرفت تا که زهد و طاعت برایشان سخت دشوار و موت بغایت ناسازگار و خوشنوا گشت و لکن ایشان باین پلیدی پائے بند ماند و درین زندان گرفتار و ما با آسانی از کید خانه بیرون شدیم یعنی مثل جمیع که توفیق رفیق و طوق جذبه آبی زبور گردن ایشان بود به آسانی از غرور دنیا و فریب آن برستند و بجنبند و از کمال آبی و المی لهم ان کیدی یستین و تبسویل زین لهم الشیطان اعمالهم نجات یافتند و بدینا و نیز فقد استمسک بالعروة الوثقی در آویختند و پیوستند و میفرنی مقصد صدق عند یلگ مقصد جا گرفتند و بمقصد اقصی رسیدند از باب تعرف برین حالات باز نماند یعنی اهل معرفت باین حجب گرفتار نمیشوند که اهل سیموی الذی یعلمون و الذین لا یعلمون انما یتذکروا و لولا الاباب و درین فقره فقره اشارت که وسیله نجات از نمکه بهتر از علم حقیقت و صحبت اهل آن هست انیت آنچه اندیشه این شمسار آن رسیده نامراد معصی چه باشد و الله اعلم مخفی نماند که نام این رساله

فرورندگان را و از حال بحال گردندگان را و از زنده دیر مرا در پنج عناصر و جاسوس خمس نما هر دو اند و آنکه  
 گفت سه جامه انداختند یک به برهنه بود پس تحقیق برانید هر چه با تحقیقت برهنه اند زیرا که ایشان را چیزی  
 صورت منظر ندارد و اینها وجه دوم آنکه گفت سه جامه انداختند ازین مراد عالم تجربی است که این برهنه  
 خطر اند که گناهی دارند و از مرتبه الهامی ایشان را فرودتر شمارند و آنکه برهنه بود ازین مراد عالم تقریبی است  
 زیرا که این خطر الهامی میج گناهی و ملوثی ندارد و از تجربی مراد ترک دنیا است و از تقریبی مراد ترک دود  
 و عقبت است چنانکه هفت نزهت الارواح میگردد نماز عام تسبیح و جود و آیه نماز عافیتان ترک وجود است  
 و آنکه گفت آن برادر برهنه دوستی زرد آستین داشت ازین آستین سخاوت مراد است بزنگه  
 میفرماید سه ملک میراث ملکی و کسی پتان زندگی دوستی بسے پس درویش را شناید هر چه رسد ایشان کند  
 و زگر و خوندار و از جهاد و کفریست با فرستنی نکلند و ضعیفش نه پندارد و از دوستی زری لطیف و پاک خاطر  
 مراد است از کثافت شرک آنکه گفت بازار قیوم تا بجهت شکار تیر و کمان را بخریم یعنی در بازار طلب  
 و محبت حق قیوم تا بجهت شکار نفس باره تیر و کمان و کمان همت بخریم و آنکه گفت قضا در رسید ما هر چهار  
 بقدرت خداست تعالی کشته شدیم از چهار مقتول است و چهار زنده بر کشتیم از قضا مراد فرمان کلمه  
 نفی و اثبات است که طالبان حق هر دم لا اله الا الله میگویند خود را و هر دو عالم را از پیش خود میرانند و الا الله  
 در دل می نشانند چنانکه سه آفرینش را همه پیکر بی تبع لا اله الا الله تعالی شود سلطان الا اله در  
 سه لاتر از خود را می میدهند با خدایت آشنا می گردانند تا بجا و لب زد و بے راه و نرسو و سراسر  
 الا الله و هر دمی که طالبان حق تعالی تیغ لا اله الا الله می کشند آن محظ این هر چه از خطر کشته میشوند بعد از محبت چهار  
 زنده خاسته پیش طالبان حق میروند یعنی این هر چه از خطرات در ابتداء حال در معلومات طالبان  
 حق را بصورت تجلیات انواع طایق پیش می آیند و از شش جهت انوار گوناگون می نمایند از طرف  
 کثف راست بصورت نور کرنا کاتبین میفرمند و در کثف چپ بمانند نور ملائکه کاتبه بنگامی آمیزند و بسو  
 قلب مثل نور محمدی پیش می آیند و از طرف بعد از بهریت نور ابلیس چپ و مقهور و عصبانیت گرفته  
 میمانند و در زیر و بالا ابلیس نور فرشتگانی که براس محافظت طالبان گماشته اند تجلیات میکنند و چو چو  
 می آفتند پس طالبان حق را باید که پوشیار باشند و نفی کردن این را بر زبان را فرض شناسند و دوم  
 تقریر زنده و قدم بیشتر نهند اگر هزار بدیع اجمال پیش آید و بهین و بگرد خاطر هیچ کس سپارد



و بفلاخن آب میدادند چون در آن منزل رسیدیم ازان درخت دامن با و بجان فرود آوردیم  
و قلیه زردگی ساختیم و بابل دینا گزاشتیم چندان بخوروند که آس گشتند پنداشتند که فربه شدند از غذا  
بیرون شدیم و بر در خانه بختیم و بسفر روان شدیم از باب تصوف و الوالالباب تعرف و معرفت  
فقر اسرارین حالت را باز نمایند تا فائده گیرند

### بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمین و العاقبة للمتقين و الصلوة و السلام علی رسول محمد و آله و اصحابه اجمعین  
اے عزیز ابن رسالت بنگی حضرت میر رسید محمد گیسو دراز قدس الدسره العزیز بطریق معانی و الی  
یومنا یح کس آنرا حل نموده این فقیر حقیر بخت درویشان و بکربا طین ایشان بقدر فهم و ارادت  
غیبی شرح داد و برهان الواصلین نام نهاده از باب تصوف و الوالالباب تعرف و معرفت ازان فقر  
از برائے الله تعالی جائے که در عبارت و استعارت غلط و ناموزون باشد آنجا قلم با صلاح برانند  
و بکسر تمام از حکم حدیث تفکر ساعه خیر من عبادک سبعین سنه بخورند و اگر از شیخی عالی تر بخاطر  
کسے بگذرد باز نمایند و با فقیر موافقت حدیث نبوی صلی الله علیه و سلم الفقر اکف نفس احدی باشتی  
آیند اکنون بدانید و آگاه باشید از چهار برادران مراد چهار حضرات اند نفسانی و شیطانی و ملکی  
و العالی علامت نفسانی شغوات عاجله و لذات و میل شهوات و لیکن سباح نیز باشد و در غایت  
عبادت گرانی و کاهلی نمایند علامت شیطانی حرص بر معاصی و مناسی بود و بر شهوات که موجب  
بعد و عقاب باشد ترغیب علامت ملکی تحریص و خیرات بود و ازان سکونت و طمانیت پدید آید  
و علامت العالی ذوق و شوق و محبت حقیقته در دل بگذرد و طالب ربه آگاه اند و بیدار کنند  
که این شر است و خیر پس ازین خطره العالی هر طریقه را بطریق رشد است تا در و عدت از انجا این راه  
طلب میکنند و قدم بیشتر می افکنند اگر باور نمیدارید پس از همه پیغمبران معلوم کنید که در ابتدا بحال  
جمله پیغمبران را خطره العالی ارشاد نموده است پیش از آنکه وحی ظاهری و باطنی بر ایشان متزل  
شده بود یکی از ایشان همچو مترابریم خلیل الله علیه السلام را که قال الله تعالی فلما جن علیه  
اللیل رای کواکبا قال فذاری فلما افل قال لا احب الا فلین آه یعنی خطره نفسانی و شیطانی  
گفت این پروردگار من است بعد خطره العالی ارشاد نموده فرمود دوست و استوارند ادم من

خواست بلی علیہ الرحمۃ والمغفرۃ طوبی لمن کان له فی عمره نفس نادم وآنکہ گفت بسبب البصر استیم چہرا کہو  
 ویدیم سہ مردہ بودند یکے جان نداشت یعنی بطلب نکال نفس در صحرائے دل نقیم چہا نفس دیدیم  
 در عوارف المعارف و در مرصاد العباد آوردہ است یکے مطمئنہ دوم لوا سہ سوم ملہم چہام امارہ این سہ  
 کہ مردہ اند حکم ایشان موتو قبل ان تموتوا دارد و این کہ بیجان ست بیجان چہ باشد بلکہ یکے جان ست  
 دشمن و انا کہ یکے جان بود بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہ علامت دشمن عاقل است  
 کہ یکا یکہ حملہ نمیکند اما بوقت فرصت از یخ می آگند شدہ چون زردان و یار از نران بکوت  
 مردان بکین گرفتہ میمانند بیخ آواز دوم نمیکند اما بوقت فرصت کالار مردان غارت می برند  
 و یکشندان برادر برہنہ زردار کمان کش تیر اندازان کمان بے دو خانہ و بے دو گوش  
 آن تیر بے پرو سیکان را بدان آہو کئے بیجان زد یعنی نفس امارہ زد کہ ہمیشہ منتظر در کید نگاہ  
 نشسته بیند و طالبان را از غیب و بہ کمر از راہ می لغزانند چنانچہ در قرآن خبیثہ کہ کہ متہ  
 یوسف علیہ السلام گفت و اما برئی نفسی ان النفس الامارۃ بالسوء چنانکہ کہیت است۔  
 ازین کا فر کہ را در نہاد دست با سلمان در جہان کفر فتاد دست دپس کندے میبایست تا صید را  
 بفتراک بندیم چہا کند ریسمان ویدیم سہ بارہ بارہ بودند و یکے دو کنارہ میانہ نداشت یعنی  
 کند چار قل پس ظاہر صورت ایشان جبل المتین دارد و حکمش برایت قدس فقدا استمسک  
 بالعرۃ الوثقی لا انفصام لہا آرد و اصلاحش بہر تہ فزود بالامی آرد آن برادر برہنہ زردار کمان کش  
 تیر انداز یعنی خطرۃ الہامی آنرا کہ دو کنارہ میانہ نبود خرید یعنی کند سورۃ اخلاص را بخود اختیار  
 کرد کہ خاصہ توحید است و سوم حصۃ قرآن است و بتلاوت آن ثواب بیکران است اگر کسے سہ بار  
 قل ہو اللہ احد بخواند ثواب آنرا همچو خواندن تمام قرآن می شمارند و ازین کند صید نفس را بمیان  
 بستیم پس خانہ میبایست کہ مقام کنیم و صید را بچندہ سازیم چہا رخا ویدیم سہ دہم افتادہ بودند  
 یکے سقف و در دیوار نداشت یعنی خانہ خربت و تمنائی و عجز و صبر اگر چہا صبر گوئی روا باشد  
 البصر البصر فی البصر علی البصر عن البصر اولی تراست لکما قال التذلل لفا صبران البصر  
 لا یضیع اجر المحسنین مراد از سہ دہم افتادہ و یکے سقف و در دیوار نداشت حکمش ہمان کہ بالاتر  
 افتاد و بالاتر جرید و تفرید شتر خش نہاد اگر چہا مقام ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت

ملازمان ولا تروا الى الذين ظلموا انفسكم انما نراهم في سبيل الله ساجدين  
 و سلم حکم بازخ البصر واطع آید پس امر عزیزان حساب در اول خود گنید چهار بار بابتش ضرب  
 انگینہ بست و چند میشوند غم گردید یا نه باز چون طالبان حق در مجاہدات این کافران را یافت میزند  
 و شب و روز بلکه هر دم و عده ریاضت در میان می نهند فتح باب آسمانی و تقویت و عنایت کرم سبحانی  
 بر طالبان در میکشاید و بشارت نصرت اذ آجاء نصر الله و الفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین الله  
 افوا جابجاء بحد ربک استغفره الله کان توابعه می آید بعد این کافران با ایشان بآشتی می آیند و نفقت  
 می نمایند خاصه که این خطر الهامی تا در وحدت بازست اگر چه در آنحضرت اغمارست و میان حق  
 و باطل ارشاد می نمایند تا مقام البیس همراه طالبان می آیند بعد طالبان نیز بر حکم فرمان وان حنجوا  
 للسلام فاجع لما بالایشان اخلاص می سازند و با ایشان یگانگی نموده محبت و عشق به معشوق با فراغ دل بیان  
 و آنکه گفت آن گاه چهار کمان دیدیم شکسته و ناقص بودند یک دو گوشه و دو خانه نداشت یعنی  
 کمان تفاسحت و توفیق و توکل و همت پس بحقیقت ایشان شکسته اند و ازین کشتگی عزت و بجا رگی  
 مرادست چنانچه در کلام قدسی خداست ای مسفر باید انما عند المنکسر قلوبهم لاجلی و از سته کمان شکسته  
 مقام تجرید مرادست زیر اکفاحمت و توفیق و توکل از مرتبه همت فروتر اند و از کمان بے دو گوشه  
 و بجان مقام تفرید مرادست زیرا که مرتبه همت از ایشان عالی تر است پس آن برادر بر مهنه زردار  
 کمان کشی یعنی خطر الهامی آن کمان بے دو خانه و بے دو گوشه را خرید یعنی کمان همت را ماکل  
 البی علی علیه السلام قیمه المرهمه ایضا قتل یعنی صل الله علیه و آله و سلم المرابطه همته حق تعالی در دست  
 این خاک دآب کمانه نموده است که جبرئیل و میکائیل زه توانند کشید و حقا که زه نیاورد کس  
 چرخ فلک اے سر کمانم چون کمان خریدتیرے یہاں است چہا تیرے دیدیم شکسته بود یکے پروپیکان  
 نداشت یعنی تیر طاعت و عقاب و طعن و زامت پیش کشتگی ایشان یہاں حکم دارد و از شکسته و یکے  
 پروپیکان خریدی و تفریدی شمار و آن برادر بر مهنه زردار کمان کشی یعنی خطر الهامی آنرا که  
 پروپیکان نو و خرید یعنی تیر ندامت را اختیار کرد قال الغنی علی السلام علیہ السلام التوبه ندامت و خواجہ نظامی  
 گنجوری راست ہ ہر نفسے کان ندامت بود و نہ شمعہ بخوغائے قیامت بود و نہ ایضا خواجہ حسینی  
 مصنف تریبہ الارواح میفرماید ہ آدم ہرے کہ از نہ دم نہ ہ در بارگہ رضا قدم زد و ایضا قول

بزرگے میفرماید معشوق مرا گفت نشین بر در سن چنگار و درون هر که ندارد در سن پس  
 طالبان را باید که در آن مقام ہو شیار شود و بفروری نروند زیرا چه بسیار انسان تا در وحدت  
 کشفه شدند و بفریفت حرکت البیس همین از مقام علوی بمقام اسفل السافلین رفتند همچو متر آدم  
 صلوات الله علیه و حواری فرب واد دیگران بیچاره کیانند که اقل الله تعالی و قلنا یا آدم اسکن  
 انت و زوجک الجنة و کلا منها رغداً حيث شئتما ولا تقر با هذه الشجرة فکلون من لثمین نازلها  
 الشیطان عننا فاجربهما ما کان فیہ پس آن برادر برهنه زردار گمان کش و نیز انداز کامل مکمل  
 در کمین نشسته بود یعنی خطر الهامی که حق و باطل میداند و طالبان را در وحدت کامل مکمل اند  
 حرکت و فرب البیس همین آگاه میداند در کمین نشسته بود یعنی بسیر سفر وحدت کامل مکمل بود  
 چنانکه هیچ کس را یک بجز بنویزد راه و رسم نر لهام و انت که شیطان آید بران دیگران بر این سخنان  
 شکار سے از دیگر بر آورده بر تارک سر و زد یعنی تا آنکه نفس مال به بر طالب غالب باشد محبت مال و دنیا  
 از دلش بیرون و پس محبت مال و زرقه و دنیا بر تارک سر البیس زردار استخوان سگ بود  
 کما قال البیہی صلی الله علیه و سلم الدنیا جفیفه و طابها کلاب و درخت سنجری و زرد آواز پاشنه پاگرد  
 بیرون آمد یعنی درخت دنیا و فساد و گمراهی درخت زقوم و دوزخ گوئی شاید که دنیا بمنزل درخت  
 دوزخ است کما قال الله تعالی و مثل کلمه خشبه کثیره خشبه اجتمعت من فوق الارض ما لها من قمار  
 ایضا و الشجرة الملعونه فی القرآن و بر سران درخت زرد آواز قریم یعنی بر سر دنیا پائے نهادیم آنجا خیزه  
 کاشته بودند یعنی شیر نیما و لذت و افلاخن آب میدادند یعنی طالبان حق باب کلمه لا حول و لا قوه الا  
 بالله العلی العظیم لذت های محبت دنیا از دل خود بردارند و احتند یعنی چنانکه کلور افلاخن باز و در امر انداز  
 همچنان از لاهول آزار پیش رانند و درون خویش از پاک و پاکیزه میساختند چون در آن منزل  
 رسیدیم از آن درخت دل من با دنجان فرود آوریم یعنی چنانچه با دنجان دنیا سیاه است و حقیقت  
 سیوه دنیا یعنی محبت مال و زرقه سیاه است پس بر محبت دنیا بوسیله روی و موصوفین در دوزخ  
 دیگر حاصل نیست کما قال الله تعالی و وجهه یومئذ علیها غمره تر بقدر اقتره ایضا یوم محمی علیمانی  
 تا جهنم فتکونی بها جباهم و جنبهم و ظهورهم و اذانهم فکرم لا فکرم فذوقوا انکم تنکرون با دنجان فرود  
 آوریم یعنی بر محبت آن درون سیاهی و فساد گمراهی حاصل و پدید آورد و انزل خود برد آوریم

گوئی شاید پس تحقیق تین بر ستم مقام حکم خراب دارد کما قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان یتقی وجہک  
ذوالجلال والا کرام دران خانہ کرسقف و در و دیوار نبودند آیدیم یعنی در صبر و یاد در مقام لاهوت  
رسیدیم کہ بے نام و نشان است بیکس بیان اور اہر زمان نمی آرد دیگرے بایست تا آن صید پانچتہ  
سازیم و یکے دیدیم کہ نہ داشت بر طاق بلند کہ ہم جیلہ دست بان نمیرسد یعنی فقر کما قال صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم الفقر فخری و بفتح و ایضا الفقر شین عند الناس فی الدنیا و زین یوم القیمۃ عند اللہ ایضا  
الفقر سواد الوجه فی الدارین اے خال لوجہ فی الدارین پس معلوم شد کہ مقام فقر بلند تر است  
و عند تعالیٰ بجز انبیاء و اولیاء خود غیرے دانداہے است و در فقر ہر اختیار نکشادہ۔

### حکایت

دقتہ درویش پیش سلطان ابراہیم ایدم علیہ الرحمۃ از درویشے خو گلہ میکرد سلطان ابراہیم ایدم  
گفت کہ برو تو نگردد می پس از چند روز آن درویش را دیدند کہ غنی شد درویش گفت بخواب  
من از برکت نفس تو غنی شدم اما آن تو از کجا داشتی کہ من غنی خواہم شد گفت بجز دانکہ تو از  
درویشی خود گلہ کردی من دانستم کہ از تو این دولت خدا تعالیٰ خواهد زد زیرا کہ او درویشی خود  
یکے ندید کہ از درویشی گلہ کند تو قدر درویشی چہ دانی کہ چہ نعمت است دانکہ گفت چارگر مناک نیر پاک  
کندیدیم و دران شدیم بعدہ دست بدان دیگرے سید از چارگر مناک مراد چار دیواری عزت  
دارد و گوشہ گرفته شب روز بیک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکل شے مضائقہ مضائقہ القلب  
ذکر اللہ تعالیٰ دل را مضائقہ دادیم و بقوۃ ذکرنا سوئی لکونی و ذکر لاهوتی سوراخ قلب دینہ را  
بکشادیم و در دریاے فکر خواہی کردیم چنانچہ بزرگے میگوید خواہی و از غوطہ زوم و بکار فکر  
در نقین از تیر و ریاب آردم پس سید اہل صلاح مصنف زہرۃ الارواح میگوید مبتدی صاحب  
قلوب است و منتی صاحب عزت خلوت چیست از خلق گوشہ گیر و عزت چیست خود را از میان  
برگیرد چون از مقام تجرید گذشتیم بمقام تفرید رسیدیم بعدہ دست بدان دیگرے رسید یعنی  
بیک فقر چون شکار پانچتہ شد یعنی نفس امارہ را بصف مطنہ آوردیم و بر در توحید رسیدیم شخصی از  
بالائے خانہ بیرون آمد و گفت کہ من نیز نصیب مفروض دارم یعنی از در وحدت اہلیس پس آمد و در  
کران کہ او بر در وحدت ہمیشہ نشسته خیرے را میراند و خود را عاشق صادق میگوید یا نہ چنانچہ

جمع طالبان و دشمنان را به تشو و زور رسانا و مهمت و توفیق هیچ توفیق ایشان روزی دیر ندارد  
بحرینه المنی و آله الامجاد فقط

## کلام

دوستان میدهند پند مرا	دشمنان طعن به بازند مرا	پیرشتی و عشق رستم باز می
اجتماع از سرشت چند مرا	منکه مخلوق عشق یار هستم	تکه بود پند سودمند مرا
منکه آزاد سر فرارستم	زلف او گشت پائے بند مرا	خانان و دلم پریشان شد
جد او در بلا فکند مرا	گریه و آه چیت هر نفس	دوستی کرد در دمنند مرا
سوزش شمع ریخ فروز بدبند	گر بسوزند چون سپند مرا	تا به عشق گرم تر به کنند
چون کبابی بر آن نمند مرا	پرو بالنت مگر محمد سوخت	ریخ و بنیاد عشق کسند مرا

## کلام دیگر

گرداده حق ترا فراغ است	امر و زهوائے کشت و باغ است	جز دلیر و یا حکایت او
و هم است و خیال نهال لاغ است	جز بر در تو سکنه دارم	بر کسی و عرش هم داغ است
مغ دل من بدام شعله است	طاوس بهشتش کلاغ است	هم سر و بلند پا کمال است
هم کبک بدان خرام زلاغ است	بوالفتح بر نقد وقت شناس	گرداده حق ترا فراغ است

## دیگر

نمیدانم که آن بزغبورین لیا چه میازد	سوار می آید سمنده حسن میازد	غبار از سینه میخیزد و جان در در میوزد
مگر آن شسوار سبیدان گوئی میازد	چه عالم نظار در بجاه و مال خود آزد	چه عیبت این جهان من کج بخش میازد
نقال اندکینا چنان موزونی زیبا	تواند جز خدا من چنین نقش و گیسازد	لب لب و خیال حبش بارم کجا شد
ز بهر سکینان میل ده لشکر کی طرف تازد	اجازت بوسه گریا بد محمد عاشق بمیل	همی مغرور میارزش رستی که لبش میازد

## دیگر

امروز آن نگار جماله و گر نمود	عاض زده است سمنه پرده ز رخ کلاه	رخسار گلشن و است لبش شکر و لطیف
ای ابله لگوئی تو بر مصطفی درود	سوز فلک و شمع نر جان دل سوخت	پروانه و ش بر آتش ز سینه دود

کما قال الله تعالى لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون چنانچه خواجہ حافظ شیرازی میفرماید ہ حضور می  
 گریہ کنو یا ہی ازو غافل مشو حافظہ متی تاملق من تموی دوع الدنیا ہ اگر خواہی عشق بازی را  
 برو دیوانہ شو بہ تن بسوز و جان مبارز از ہمہ بیگانہ شو بہ و قلیہ زردگی ساختہم یعنی ظاہر دنیا زرد  
 بیناید و این بخورہ کمارہ پیر زال محال بصورت جوان پیش طالبان می آید چنانچہ بزرگے میفرماید  
 ہ زالیست چو خود نمائے گیتی ہ ای مرد گرد دین زلال ہ در زمرہ اللار و لاج آوردہ است کہ در  
 آنت کہ گرد دنیا نگردد و دولت عقبے سر ماید او باشد لا ترہق و جوہم قمر و لادہ نشان  
 ایشان ہاست بر یرون و جہہ در نشان ایشان یعنی این دنیا داریم مقصود دیگر است دادہ ایم  
 ترکی کے زن زن و دیگر چہ کچم کردہ ام خانہ خراب گراں سر چہ کچم و این خود ظاہر است چون کہ را  
 بر یکے غضبے رود و منضوب زرد قام می نماید چون کہ زن خود را ناموافق و بہ کردار می بیند  
 اور اطلاق دہر و عدت منقطع می نہد پس آن زن را زرد روی حاصل می آید و پس کردار  
 خود با مردان نمیکشاید آن قلیہ زرد کہ یعنی زیبائی و آرائش دنیا باہل دنیا گذاشتیم میدانند  
 اہل دنیا کہ آن گویند کہ سیکہ متابعت قارون ملعون پوشند زکوۃ را و خداے تعالیٰ ادا نہ نمایند  
 ہ چچون قارون ملعون بتردی و سرفرازی پیش آید چندان خوردند کہ آس کردند کما قال اللہ تعالیٰ  
 انہ لیلح الخیر لشدید جملگی اعمال خود را بر فساد و تنہائی او سپردہ کہ پر نگاہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند  
 در آنجا ماندند بیرون آمدن نخواستند توانست ہمیشہ تا ابد الایا و خواری عذاب خواهند و آب گرم  
 و تلخ خواهند چشید کما قال اللہ تعالیٰ و اذ الفحت جلودہم بدن ہم جلود الیذ و قوا العذاب و آن جہنم  
 کانت مرصداً للطاعین مابا لاثین فیہا احتفالاً لایز و قون فیہا برداد لاثر ابا الایما و غساقاً جزاؤ خفا  
 مابا لسانی از کلبہ آن خانہ بیرون شدیم و ہر در خانہ بختیم یعنی ہر در خانہ تو خجیم و از فریبہائے  
 ابلیس لعین و از کربہائے دنیائے دینہ فرحت و راحت و خلاص یافتیم چنانکہ چون پاسبانان  
 از خوف و زردان و راہزنان فرحت میا بند و بسوئے شغف و مشتائبند بچمان چون طالبان جملہ  
 وادیہا و بلابا و آفتماے راہزنان شیطان خلاصی میاید بسوئے وحدت میشتابند بچمان  
 از ہر وحدت کہ مقام ابلیس لعین است بسوئے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہر محبوب است  
 سفر کردیم اینجا خطرہ العاصی مذکور پس پشت انداختیم و بسفر روان شدیم الحمد للہ علی حال اللہ تعالیٰ

## عروس مبارک

اگرچہ حضور کے عرس انتظام و اہتمام حال کے متعلق بجز تعطیل دور و زہد و فائز و شریف اور کچھ مفصل حالات معلوم نہیں ہو سکتے مگر ان جو ایک فرست مصارف سین ماہیہ کی دستیاب ہوتی ہے وہ ذیل میں نقل کی گئی ہیں۔ دست بد عاہوت ماہون کہ اس مبارک موقع کی شدت و شمول اور آستانہ عالی کی حضوری کیلئے فقیر کو بھی توفیق رفیق حاصل ہو۔ آمین ثم آمین۔

## نقل فرست

نام مہتمم	نام صاحب عرس فاتحہ	نام ماہ	تعداد و روپیہ
سیر احمد علی عرف	عرس حضرت محمد حسینی گیدو راز	ذیقعدہ	۱۰۰ روپیہ
صوفی جنگ بہادر	بندہ نواز قدس السدرہ العزیز		غداہ اشرفی بیعت طعام ۱۰۰ روپیہ
ایضاً	تیار سی غلاف حضرت سید محمد حسینی	ایضاً	تمام روپیہ
ایضاً	گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہ		
	سمول چلہ و تیاری قندیل نیاز		
	حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز		
	قدس سرہ	ایضاً	۱۰۰ روپیہ

## تقریظ

بیتہ ظلم عدت رقم۔ فدائے حسن مقامات طریقت۔ تولاے ذوق لذات حقیقت۔ سادک صراط سیتیم۔  
 تاج منہج قوم شیفتہ حروف و حکایات اولیائے عظام۔ دلدادہ تزار داجبار حضرات صوفیہ کرام۔  
 درمندان غل نظریہ اودا۔ بیمار ان اسقام شریہ اشعار بندہ اکلمار سیدہ عرار و حیدر علی ابوالحکیم سید محمد حسن۔  
 نقش بندی مجددی منظری دہلوی ثم الالوری سلمہ تعالیٰ۔  
 نبض شناس ابدان فصیح و سقیمہ ضامین نو و کس بلع دان کیفتا مختلفہ اجسام ہر علم و فن شناس خواہش مائتہ رب  
 محمدانی عارف منافع کربات نکتہ سخن و خیل و اسانی بسفوف عجائب شریعہ و معاین عزائب ظلم کاتر کیب دہ۔  
 منصف طبعان حق پسند کا درخیز آرائین ذرہ کمال کو ہر معلو مابعد دیدہ سخن زبان نصیف البصر فی تحقیق ذی  
 مدق و ذی ہوش و ذی ہر وسیع الذاق نصیح المشرب فلسفیانہ منہج کل باب شریعہ حکیم محمد منہج صبح کے



ایک ہوسہ کہ یافت از ان لعل چکان	مستان گشت مردم و در زلفش و سرود	
	دیگر	
شاو باش ای عاشق دیدار یار از سر زہد و صلاح و رسم و عار جرعہ یابم اگر از جام عشق	نہ رخ از نا بود و دور و زگار ہر چہ از یاران رسد خوشتر بود جان و دین و دل کفم برویشار و ہم بر دم بر کوہے بر زفتہ باد	
	ولہ	
ساقی قدسے بہت مادہ اے باد صبا سلام ماکن اے شاہ غیب یک کرشمہ مخصوص بدین نام ماکن	یک بار بے بکام ماکن گر بگزری تو بام آن شاہ گستاخ مشو بام ماکن دشنام دی تو چاکران را	یک جرعہ عجب بکام ماکن یک چشک آن مدام ماکن آہستہ تری بگوش بر خوان پس ہر دو جهان بکام ماکن
	دیگر	
ہمہ عالم اسیر جسد تو گشت ضرورت خواست از تو بے نیازی نہ باشد ز پورے زیبا تر اے یار پہنہ از عشق بازی و امجازی	فریفتہ گشت مارا عشق بازی سزان سر و جان را بر دت سر سز و شکل و خوبی خود بازی محمد را نظر جز بر خدا نیست	تو از سر ناقص حسین و نازی ترا زید نگار اخضر از بی ترا چون تو نظیرے نیست دیگر برائے دلبری از دل نوازی
	دیگر	
رحمن خویش آنگہ بر خوری تو نہ بینم بتو دیگر مشالی لبت بار یک بس نازک تنگ یقین گشتی نہ مانی احتمالی درخت سرو مثل و نیشکر ہم نہ آید دگر از من خصالی	مرا بخشید عشق بر کمالی دین حسن و نمک ناز و کرشمہ کہ مار برد از حالی بجالی اگر کردی اشارت ہوسہ لعلش محلی ہست بر فرض محالی محمد و جہلت عشق بازم	ترا حق دادہ روئے بر جمالی کہ عشق من از تو خواہد وصلے ترا ناز و کرشمہ داد چندان ندارد احتمال قبیل و قالی سوال ہوسہ از لعل آن شاہ نہ باشد ہمچو بالایش مثالی

تم محرم راز آئی ہو تم ماہ سے لے تا ماہی ہو  
تم نور چشم راز دہلی ہو تم زینت بزم خشتی ہو  
تم شانِ غریب نواز ہی ہو مر اکبر بندہ نوازی ہو  
ارے راحت جان معین الدین کو نوگاہ قطب الدین  
صدقہ تزی گیسو درازی کے قربان تری بندہ نوازی کے  
خدا بایہ تیر کمان جاکے ترے در کا غلام جو کھلائے

سبحان اللہ سبحان اللہ ای بندہ نواز گیسو دلا  
تم مہر مصفا تم ماہ رضا اے بندہ نواز گیسو دلا  
بدر طفیل رسول خدا اے بندہ نواز گیسو دلا  
اے کعبہ چشتی کے راہ نما اے بندہ نواز گیسو دلا  
مین تجبیہ فدائین تجبیہ فدائے بندہ نواز گیسو دلا  
اب دور یہ تمہارے کان پر ای بندہ نواز گیسو دلا

### از تہجہ فکر نیاز قمر الدین صاحب قمر دہلوی

ہو محکوم زیارتِ روضہ کی ای بندہ نواز گیسو دلا  
رہے تجاہ و چشم پہ نہ اپنے نظر مجھے دیکھو عطا ہو اگر  
مقبولِ جناب فرید الدین عاشقِ روئے نظام الدین  
ای روضہ نقسہ صدق و مصفا اور راہ و تسلیم رضا  
جب تک زیارت ہوگی مجھے ممکن ہے ہلا صبر آجائے  
ہے جوش پہ میرا بگر گناہ بخند حارمین ڈوبا بڑا مرا  
کب تجھ سے نمان ہے ہر خدا ای واقف در فنا و بقا  
مجھے حسرت دیدنے مار لیا کر رشک سیما چارہ مرا  
تم چاہو تو یہ مشکل ہے کیا ہو دیدہ دل روشن میرا  
سدا کرم مجھے کیجے اک جام نئے وحدت کیجے  
ریحِ بوچھو تو رشکِ سکنہ یون میں عاشقِ زلفِ مغربوں  
جاگئے مرا بختِ خفتہ رو رو کے یہ کرتا ہو نہیں دعا  
گم کردہ راہِ محبت ہوں آوارہ دشتِ ضلالت ہوں  
میں لکھوں کیا تو لیت تری جو منہ چھوٹا اور بات بڑی  
بس گریہ و زاری چھوڑ گئیں ابانگِ صلا و ضبطِ حرمین

ہے اب تو متنادلیں یہی اے بندہ نواز گیسو دلا  
میں جانتا ہوں اسکو شاہی ای بندہ نواز گیسو دلا  
شیدائے خیر الدین چشتی ای بندہ نواز گیسو دلا  
مرضی خدا مرضی تری ای بندہ نواز گیسو دلا  
کم ہوگی نہ میری نالہ کشی ای بندہ نواز گیسو دلا  
تم پار کرو میری کشتی ای بندہ نواز گیسو دلا  
معلوم ہو سب ثبات و نفی ای بندہ نواز گیسو دلا  
تب بحر میں میری جان چلی ای بندہ نواز گیسو دلا  
تم ہو نور چشم علی ای بندہ نواز گیسو دلا  
ہے حد سے زیادہ نشہ لہی ای بندہ نواز گیسو دلا  
جائیں گی آئینہ شفقہ سری ای بندہ نواز گیسو دلا  
رویا میں زیارت ہو تری ای بندہ نواز گیسو دلا  
مان کیجئے میری راہبری ای بندہ نواز گیسو دلا  
اب شرم جو تیرے ہاتھ میری ای بندہ نواز گیسو دلا  
ہو دور یہ میری بیماری ای بندہ نواز گیسو دلا



آباد اجداد کرام اگر یہ طب یونانی اور عجائبات امراض جسمانی میں مدد گاہی نہ رکھتے تھے اور سرکار  
 الہی اس پیشہ شریف کی بدولت کمال عزت و اعتبار سے محمود اقران رہے اور تاحال اسی زمرہ میں وظیفہ  
 ہیں مگر اس نوجوان اولوالعزم نے بسبب استغناء و عدم توجہ رب النوع اپنے پیشہ سورتی کی سلسلے  
 سخت افسردہ خاطر ہو کر عطفِ خدا کی اور تکمیل طب روحانی اور تداوی عوارض نفسانی اور عقلی کی  
 طرف اپنی توجہ مبذول کی اور بالکل علم غیب غم مہم کیا کہ ان امراض کی چارہ گرمی میں بہترین کوشش کیجئے  
 اور سر دست کوئی نسخہ ایسا نہ لکھتے کہ جو معجز ارواح بقوی قلوب سکن او جلع ذنوب راحے آثار صاف و پاک  
 رافع کدورت خواطر و غمناک حلال اور ام شکلات دفع تخریطات و شہوات بید حرارت میت غایت و نادانی مرید  
 اطمینان فی سوزن پریشانی نشاط قلوب نوم و خموم تریاق انواع سموم دفع سستی و تقاید و ضعف ایمانی  
 مفتع سدود سادہ نفسانی و غیرہ فوائد عیدہ پر شمول اور طلبہ شریعت و طریقت کا دستور العمل مقبول و معمول ہو چکے جزو  
 ایسے نسخہ کا محبت و ایسا عظام اور کھانک کرام جو گری زانہ اہل لیس کے ستور الحال کی بددو جو ایسی محبت و کاپا کی کیا  
 نمایانی تک پہنچایا جو اسلئے اما جملہ صنف کی محبت و نئے نتائج جو ملفوظات کے نام شہرہ اور انہیں حضرات اور دو قدسی کی  
 سوانح عمری کو قایم مقام امیں کہ جو دبا جو کا بھلے بھلا اخبار بخیر و ادکار برابر گردید گاہن باگاہ سرمدی و دو گاہ  
 درگاہ ممدی کے زبیرہ دو دامن مصطفوی نقادہ خاندان مرقضوی صدر کارائے انجمن شریعت و طریقت مستشرقین  
 بزم معرفت و حقیقت ہر مریزا آسمان عالم ناسوت ماہ ستیر فلک کواکب جبروت و لاہوت مع خفائیل و مہد کرانائے مھو  
 محزن کلام اخلاق و مہدین مراحم الطاف و بختور کشف و عقود اسرار اکیہ مطر فیوضاتنا تہیہ حضرت شاہ  
 بندہ نور سید محمد گیسو دار خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمد چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہم کی سوانح عمر شریفہ اور  
 ملفوظات عالیہ نیمہ کو منتخبہ کی شکل و محبت حالات تبرکہ کو اقصی غایت سعی پر پہنچا کر یہ سوانح مرتب کی جو عجوبہ کرمی  
 شہور روزگار مذہب محمد علی الغفار ہے جسے ملک التجار و مالک مطیع الفضل الامجاد دہلی کی تحریک و فی شوق تمام اور  
 حسن انتظام و اہتمام سے بحلیہ طبع آہستہ و پیر آہستہ اسرار سلسلہ کو شکر اور سامعین ناظرین کی خدمت کو اس  
 بہرہ مند خواندین و سامعین کو ملین کرنا اور جن کو رسوایہ کی تقریظ نگاہ کا بھی بطفیل انہیں بزرگان دینی و ائمہ  
 شریعہ متین کے قابلِ تحسین کرے آمین ثم آمین جنتنا اعلیٰ الرحمن

غزل مجید از شاعر شیرین بیان حافظ منیر الدین احمد صاحب میر شیریں الہیامانی مسو

تم مظهر شان حبیب الہی بندہ نور و گیسو در انداز  
 اے صل علی صل علی بندہ نور و گیسو در انداز





جناب شمس العلماء اہل بیت علیہ السلام مولوی حافظ ذریعہ احمد صاحب

المحقق والمفترض

[illegible]

1000

المشہد  
میرزا محمد عبدالغفار بیگ مالک افضل الاخبار و دہلی پنج دہلی واقع حویلی اعظم خان۔

